

قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ ذَهُوْقًا

فِيضُ الْحَقِّ وَبَاطِلُ

مَعَ

تَحَاوُفِ الْحَقِّيَّةِ

عُمَرُ الْمُحَقِّقِينَ أَجَلُ الْعُلَمَاءِ حَضْرَةُ عَلَامَةِ الْحَاجِّ مُحَمَّدِ رَجُلِ شَاهِ صَاحِبِ الشَّيْخَانِ

اشرافی علی کتاب گھر

بازارِ نخاسہ، سنہیل، ضلع مراد آباد (یو پی)

جاء الحق وذهب الباطل إن الباطل كان زهوقاً
 الدلائل القاطعة للآهل السنة والجماعة
 المعروف

فیض وقابل علی

مصنف

اجل العلماء فضل نقض سلطان المناظرین
 حضرت لانا الحاج محمد جمال شاہ صاحب الشہ منقہ منہ

بہ اجازت
 ظفا صغر حق مولانا محمد اختصار الدین صاحب سنہل

ناشر

اشرفی کتاب گھر بازار نخاسہ سنہل ضلع مراد آباد۔ یوپی

فون نمبر ۲۶۵۳۲

فہرست مضامین

نام مضمون	صفحہ	نام مضمون	صفحہ
تمہید	۳	انعام گیارہ ہزار لو	۱۷۹
مختصر سوانح عمری مصنف	۵	۱ ہجرت کی پہلی حدیث	۱۸۰
امان کذب	۸	مصنف کی دوسری حدیث	۱۸۲
علم غیب	۱۵	مصنف کی تیسری حدیث	۱۸۵
علم ماکان و مایکون	۳۰	مصنف کی چوتھی حدیث	۱۸۶
علوم خمس و علم قیامت	۴۰	مصنف کی پانچویں حدیث	۱۸۸
مسئلہ شفا عت	۴۷	مصنف کے وہ انعامی سوالات	۱۹۰
مسئلہ تصرف	۶۳	اور ان کے تحقیقی جوابات ملاحظہ ہوں	
مسئلہ توسل	۷۳	بحث مسئلہ قرأت خلف الامام	۱۹۱
مسئلہ ندا	۸۱	بحث مسئلہ آمین بالجہر	۱۹۴
مسئلہ استعانت	۹۰	مسئلہ رفع ین	۱۹۸
مسئلہ میلاد شریف	۱۰۷	مسئلہ ریر ہاتھوں کا رکھنا	۲۰۱
مسئلہ قیام میلاد	۱۲۶	مسئلہ عدد رکعات تراویح	۲۰۲
مسئلہ فاتحہ	۱۳۳	مسئلہ مسح رقبہ	۲۰۳
مسئلہ سوم	۱۵۶	مسئلہ ربع سر	۲۰۴
مسئلہ عرس	۱۶۲	وتر میں بوقت قنوت رفع یدین کرنا	۲۰۷
مسئلہ گیارہویں	۱۶۶	رکعت وتر برقعہ اور قعدہ میں تشہد	۲۰۸
خاتمہ الکتاب	۱۶۷	مسئلہ عدد تکبیرات عیدین	۲۰۹
تحائف حنفیہ بر سوالات و بابیہ		مسئلہ تقلید شخصی	۲۱۰
		غیر مقلدین کو آخری تنبیہ و چیلنج	۲۱۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وكفى والصلوة على من اصطفى وعلى اله وصحبه ومن اجتباه

مسئلہ امکانِ کذب

عقیدہ وہابیہ۔ پہلے اس مسئلہ میں وہابیہ کے چند اقوال پیش کئے جاتے ہیں۔

امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی اپنی کتاب یکروزی میں لکھتا ہے :

ترجمہ۔ جھوٹ نہ بولنے کو خدا کے کمالات سے گنتے ہیں اس سے اسکی مدح کرتے ہیں بخلاف گونگے اور پتھر کے اوصفت کمال یہی ہے کہ کذب پر قدرت ہوتے ہوئے بلحاظ مصلحت اس کی آلائش سے بچنے کے لئے جھوٹ بات نہ بولے وہی شخص قابلِ تعریف ہوتا ہے بخلاف اس کے جس کی زبان ماؤف ہو گئی ہو۔

عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحانی شمارند و اور اہل شانہ باں مدح میکنند برخلاف اخرس و جمد کہ ایشانرا کسی بعدم کذب مدح نمیکند، پر ظاہرست کہ صفت کمال ہمیں است کہ شخصہ قدرت بر تکلم بکلام کاذب میدارد و بنا بر رعایت مصلحت و مقتضائے حکمت بہ تنزیہ از شوب کذب تکلم بکلام کاذب نمی نماید۔ ہماں شخص ممدوح میگردد بخلاف کسی کہ لسان او ماؤف شدہ۔ از یکروزی ص ۱۳۵

ہم نہیں مانتے کہ اللہ کا جھوٹ بولنا محال و ناممکن ہو۔

لا تسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد از یکروزی ص ۱۳۵

وہابیہ کا یہ گندہ عقیدہ ان کی بکثرت کتابوں، رسائل سے ثابت ہے۔ اس میں بہت کچھ عبارات پیش کی جاسکتی ہیں۔ لیکن بخوف طوالت اسکو ترک کیا جاتا ہے۔ اس کے مقابل اہل سنت و جماعت کا عقیدہ اور اسکے عقیدہ اہل سنت مختصر دلائل یہ ہیں۔ سنئے۔ اہل سنت کے نزدیک اللہ تعالیٰ جھوٹ جیسے قبیح عیب و نقص سے پاک و منزه ہے اور اس کیلئے جھوٹ محال ہے۔ و ناممکن ہے۔

دلائل قرآن مجید سے

ترجمہ۔ اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی۔	(۱) وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا، (سورۃ نسا پ ۶۱)
ترجمہ۔ اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی۔	(۲) وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا ط (سورۃ نسا پ ۶۸)

دلائل از تفاسیر قرآن مجید

مراد یہ ہے کہ اللہ سے سچا کوئی نہیں وہ خلاف وعدہ نہیں کرتا اور اسکا جھوٹ بولنا ممکن نہیں۔	یعنی لَا أَحَدٌ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ فَإِنَّهُ لَا يُخَافُ الْبُعَادَ وَلَا يَجُوزُ عَلَيْهِ الْكُذْبُ۔ از تفسیر خازن مصری (جلد ۲۲)
---	---

(۳) تفسیر مدارک میں علامہ نسفی تحت آیتہ کریمہ فرماتے ہیں۔

اس سے سچا کوئی نہیں اسکی خبروں میں وعدہ و وعید میں اسلئے کہ جھوٹ بسبب	أَيُّ لَا أَحَدٌ أَصْدَقُ مِنْهُ فِي أَخْبَارِهِ وَوَعْدِهِ وَوَعِيدِهِ لَا تُشَاهِدُ الْكُذْبَ عَلَيْهِ
---	--

لَتَجِدَ لِكُونِهِ إِجْبَارًا عَنِ الشَّيْءِ مُجْلَافٍ
مَا هُوَ عَلَيْهِ (ص ۱۲۱)

اپنی برائی کے اللہ تعالیٰ پر ناممکن و محال
ہے کیونکہ وہ کسی شے کی اسکے خلاف خبر
دیتا ہے۔ جیسی وہ ہو۔

۳، تفسیر بیضاوی میں ہے
لَا يَطْرُقُ الْكَذِبُ إِلَى خَيْرٍ لَوْ جِئَ
لِأَنَّهُ نَقْصٌ وَهُوَ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى
مَحَالٌّ (بیضاوی ص ۱۵)

جھوٹ اللہ کی خبر میں کسی طرح راہ نہیں
پاسکتا کیونکہ وہ نقص ہے اور نقص اللہ
پر محال ہے۔

۴، تفسیر ابوالسعود میں ہے۔
وَالْكَذِبُ مَحَالٌّ عَلَيْهِ سُبْحَنَهُ دُونَ
غَيْرِهِ (تفسیر ابوسعود ص ۱۲۲)

اور جھوٹ اللہ تعالیٰ ہی پر محال و ناممکن
ہے نہ کہ اس کے غیر پر۔

۵، تفسیر کبیر میں علامہ فخر الدین رازی فرماتے ہیں۔

فَلَنْ يُخْلَفَ اللَّهُ عَهْدَهُ يَدُلُّ عَلَى أَنَّ
سُبْحَنَهُ مَعْرُوفٌ عَنِ الْكَذِبِ فِي وَعْدِهِ
وَوَعْدِهِ قَالَ أَصْحَابُنَا لِأَنَّ
الْكَذِبَ صِفَةٌ نَقْصٍ وَالنَّقْصُ
عَلَى اللَّهِ تَعَالَى مُحَالٌّ

اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا کہ (اللہ ہرگز اپنا
عہد جھوٹا نہ کریگا، دلالت کرتا ہے کہ مولیٰ
تعالیٰ ہر وعدہ و وعید میں کذب سے منترہ ہے
ہماری اہلسنت اس دلیل سے کذب الہی کو
ناممکن جانتے ہیں کہ وہ صفت عیب ہی
اور اللہ تعالیٰ پر عیب محال۔ ناممکن ہے

۶، تفسیر روح البیان میں ہے۔

وَمِنْ أَصْدَقِ مَنْ قَالَ اللَّهُ حَدِيثًا انْكَارًا
لأن يكون أحد أكثر صدقاً من غيره
الكذب نقص وهو على الله محال
دون غيره

(۷) تفسیر کبیر میں ہے -

ان تجوز الكذب على الله محال
از تفسیر کبیر ص ۲۴

(۸) تفسیر کبیر میں ہے -

ان المؤمن لا يجوز ان يظن بالله
الكذب بل يخرج بذلك عن الايمان
(ص ۱۴۲)

(اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی) اس میں
اس بات کا انکار ہے کہ خدا سے زیادہ کوئی
سچا نہیں کیونکہ جھوٹ عیب ہے، اور عیب اللہ
ہی پر محال۔ ناممکن ہے نہ اس کے غیر پر

اللہ پر جھوٹ کو تجویز کرنا محال ہے -

کسی مسلمان کو یہ جائز نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ
پر جھوٹ کا گمان کرے۔ بلکہ ایسا گمان
ایمان سے خارج کر دیتا ہے -

دلائل از کتب عقائد و کلام

(۱) شرح موافقت میں ہے۔ انہ تعالیٰ
یمتنع علیه الكذب اتفاقاً ما عند
المعتزلة ان الكذب قبيح وهو بسخطه
لا يفعل البقيع واما امتناع الكذب عليه
عند نافانہ نقص والنقص على الله تعالى
محال اجماعاً -

اہلسنت و معتزلہ کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ
کا کذب جمتنع و ناممکن ہے معتزلہ تو اسے جمتنع
و محال کہتے ہیں کہ کذب بُرا ہے اور اللہ تعالیٰ
بُرا کام نہیں کرتا۔ اور ہم اہلسنت کے نزدیک
اللہ تعالیٰ پر کذب اس دلیل سے جمتنع
ہے کہ کذب عیب ہے، اور ہر عیب اللہ تعالیٰ

(از شرح مواقف کشوری صفحہ ۶۰)

پر بالا جماع محال و ممتنع ہے۔

(۱۲) اسی شرح مواقف میں ہے۔

وقد صر فی مسئلۃ الکلام من موقف

الالہیات امتناع الکذب علیہ سبحانہ

وتعالیٰ (از شرح مواقف صفحہ ۶۵)

بیشک موقف الہیات سے مسئلہ کلام

میں بیان کر آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا

کذب ممکن نہیں۔

(۱۳) اسی شرح مواقف میں ہے۔

عَلِمَ استحالة الکذب علی اللہ۔

از شرح مواقف صفحہ ۶۴

اللہ تعالیٰ پر کذب کا ممتنع و محال ہوتا

جان لیا گیا ہے۔

(۱۴) شرح مقاصد میں ہے۔

الکذب محال باجماع العلما لان الکذب

نقض باتفاق العقلاء وهو علی اللہ

تعالیٰ محال لمخضاً (از سخن اسرار صفحہ ۷۱)

جھوٹ یا جماع علماء محال و ناممکن ہے

کہ وہ باتفاق عقلاء عیب ہے، اور عیب

اللہ تعالیٰ پر ممکن نہیں۔

(۱۵) مسامرہ میں ہے۔

قلنا لا خلاف بین الاشعریۃ و غیرہم

فی ان کل ما کان وصف نفق فی حق

العباد فالباری تعالیٰ منزہ عنہ وهو

محال علیہ تعالیٰ والکذب وصف نفق

فی حق العباد (مسامرہ صفحہ ۸۴)

ہم نے کہا اشاعرہ و غیر اشاعرہ کسی کا اس میں

خلاف نہیں کہ وہ ہر چیز جو بندوں کے حق میں

صفت عیب ہے۔ باری تعالیٰ اس سے پاک

ہے اور وہ اس پر محال ہے اور بندوں کے

حق میں کذب صفت عیب ہے۔

(۷) اسی مسامرہ میں ہے -

انما قلنا لا اخفاء فی ان الکذب وصف
نقص عند العقلاء فقد تم کونہ
وصف انقص بالنسبة الی جناب
قد ساء تعالیٰ فهو مستحیل فی حقہ
عز وجل (لمحضا ص ۸۴)

(۸) مسایرہ میں ہے -

(یستحیل علیہ) سبحانہ (سماء النقص
کالجہل والکذب) از مسایرہ ص ۱۶۶

(۸) شرح فقہ اکبر میں ہے -
والکذب علیہ محال (ص ۲۲)

(۹) شرح عقائد حلالی میں ہے

الکذب نقص والنقص علیہ محال فلا

یکون من الممكنات وتشتمله القدرة

کسائر وجوه النقص علیہ تعالیٰ کالجہل

والعجز (از سخن البیروہ ص ۱۵)

(۱۰) علامہ نسفی کتاب عمدہ میں فرماتے ہیں -

لا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرة علی الظلم

ہم اہل سنت کہتے ہیں اس میں کوئی پوشیدگی
نہیں ہے کہ بیشک عقلاء کے نزدیک کذب
صفت عیب ہے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف
کذب کا صفت عیب ہونا دلیل سہ ثابت
ہو چکا۔ پس اللہ تعالیٰ عز وجل کے حق
میں وہ کذب محال۔ ممتنع ناممکن ہے

اللہ تعالیٰ پر محال ہیں جتنی نشانیاں عیب
کی ہیں جیسے جہل اور کذب۔

اور اللہ تعالیٰ پر کذب محال۔ ناممکن ہے

کذب عیب ہے، اور عیب اللہ تعالیٰ پر

محال ہے تو کذب الہی ممکنات سے نہیں۔

نہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اسے شامل جیسے

تمام اسباب عیب مثل جہل و عجز کے۔

اللہ تعالیٰ کی ظلم اور جہل اور کذب پر

والسفر والکذب لان المحال لا یدخل | قدرت نہیں بیان کی جاسکتی کیونکہ محال
تحت القدرة (از مسامرہ ص ۵۵) | تحت قدرت داخل نہیں ہوتا۔

(۱۱) قاضی عہد عقائد عہد یہ میں فرماتے ہیں۔

الکذب نقض والنقض علیہ محال فلا | کذب عیب، اور عیب خدا پر محال ہے
یکون من الممكنات ولا تشتمل | تو کذب ممکن نہ ہوا۔ اور قدرت اسکو
القدرة (ص ۷۷) | شامل نہ ہوئی۔

(۱۲) علامہ عبد الحمید بغدادی نثر اللالی شرح امالی میں فرماتے ہیں۔

والکذب فی حقہ تعالیٰ محال (ص ۹۲) | کذب اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہے
(۱۳) علامہ تفتازانی شرح عقائد میں فرماتے ہیں۔

کذب کلام اللہ تعالیٰ وهو محال | اللہ تعالیٰ کا کلام جھوٹا ہو گیا اور یہ
(ص ۱۵۲) | بات محال ہے۔

(۱۴) علامہ بحر العلوم فوائد الرموت میں فرماتے ہیں۔

فهو (ای اللہ تعالیٰ) صادق قطعاً | تو اللہ تعالیٰ یقیناً صادق سچا ہی بسبب
لاستحالة الکذب (ص ۳۲) | کذب کے محال ہونے کے۔

اس پر اور بھی کثیر عبارات پیش کی جاسکتی ہیں۔ بالجمہ ان آیات و تفاسیر
اور کتب عقائد سے آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ
کے لئے امکان کذب و ہابیہ کا ثابت کرنا غلط و باطل و خلاف تعلیم اسلام ہے
اور اہلسنت کا عقیدہ امتناع کذب صحیح و حق ہے اور موافق تعلیم اسلام ہے
تو یہ عقیدہ و ہابیہ سخت گندہ اور ضلال و گمراہی ثابت ہوا۔

مسئلہ علم غیب

عقیدہ و کاپیرہ۔ اسمیں یہ ہے کہ حضرات انبیاء و اولیاء غیب پر مطلع نہیں
سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو علم غیب ثابت کرنا خلاف ایمان کفر و شرک ہے
اسمیں ان کی چند عبارات پیش کی جاتی ہیں۔

- اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے۔ (از فتاویٰ رشیدیہ ج ۳)
- علم غیب خاصہ حق تعالیٰ کا ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق
کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۳)
- انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں (از مسئلہ علم غیب ص ۱)
- اللہ کا سار علم اور کونایت کرنا سوا اس عقیدے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا
ہے۔ خواہ یہ عقیدہ انبیاء۔ اولیاء سے رکھے خواہ پیرو شہید سے پھر خواہ یوں
سمجھے کہ یہ بات انکو اپنی ذات سے ہے۔ خواہ اللہ کے دینے سے۔ غرض اس عقیدہ
سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے (از تقویتہ الایمان ص ۱)

عقیدہ اہل سنت۔ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو عالم الغیب بالذات ہے
اور حضرات انبیاء و اولیاء عطاے خداوندی غیب جانتے ہیں۔ اور اللہ کی
عطا سے کثیر غنوب پر مطلع ہیں۔ اس پر کثیر دلائل شاہد ہیں۔

دلائل از آیات قرآنی

اللہ کی شان یہ نہیں ہے کہ اسے عام لوگوں
تمہیں غیب کا علم دے۔ ہاں اللہ چاہتا
ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

غیب کا جاننے والا تو اپنا غیب کسی پر ظاہر
نہیں فرماتا۔ سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے

یہ غیب کی خبریں ہیں۔ ہم تمہاری طرف
وحی کرتے ہیں۔

اور یہ نبی غیب بتانے میں نخیل نہیں۔

یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر
تمہیں بتاتے ہیں۔

اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے
اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا
روشن بیان ہے۔

رحمن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔

آیت (۱) مَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى
الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ
يَّشَاءُ ط (آل عمران پ ۲ رکوع ۱۸)

آیت (۲) عَلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى
عَبْدِهِ أَحَدًا إِلَّا أَمْرًا مِنْ رَّبِّهِ مَنْ رَّسُولُ
(جن پ ۲۹ رکوع ۲)

آیت (۳) تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيْهَا
إِلَيْكَ ه (سورہ ہود پ ۱۲ رکوع ۴)

آیت (۴) وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ
(سورہ کورت پ ۳ رکوع ۱)

آیت (۵) ذَلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ
نُوحِيْهِ إِلَيْكَ ه (سورہ آل عمران پ ۲ رکوع ۶۵)

آیت (۶) وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ
وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ه

(سورہ نسا پ ۵ رکوع ۱۷)

آیت (۷) وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا
بِكُلِّ شَيْءٍ ه (سورہ نحل پ ۱۲ رکوع ۱۲)

آیت (۸) الرَّحْمَنُ عَلَّمَهُ الْقُرْآنَ

(سورہ رحمن پ ۲۰ - رکوع ۱)

آیت (۹) فَأَوْحِيَ إِلَى عَبْدِكَ مَا أَوْحَىٰ

(النجم - پ ۲ رکوع ۱)

آیت (۱۰) وَتَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ

شَهِيدًا (سورہ بقرہ پ ۱۱)

آیت (۱۱) وَلَا حَبَّةَ فِي ظِلْمَتِ الْأَرْضِ

وَلَا رَطْبٌ وَلَا يَابِسٌ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ

(سورہ انعام پ ۱ رکوع ۷)

آیت (۱۲) وَمَا قَرَرْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ

شَيْءٍ (سورہ انعام پ ۱ رکوع ۴)

آیت (۱۳) وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَا كَافً

إِمَامٍ مُّبِينٍ (یس - پ ۲۲ رکوع ۱)

آیت (۱۴) وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُسْتَطَرٌّ

(قمر - پ ۲ رکوع ۳)

آیت (۱۵) وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ

وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ (نمل پ ۲ ۷۶)

آیت (۱۶) وَكَذَلِكَ نُزَيِّرُ الْبَرَاهِيمَ

مَلَكُوتِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ -

(سورہ انعام پ ۱ رکوع ۹)

اب وحی فرماتی اپنے بندے کو جو وحی
فرمائی۔

اور یہ رسول تمہارے نگہبان اور گواہ
اور عالم ہونگے۔

اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیلوں
میں اور نہ کوئی تر اور خشک جو ایک
روشن کتاب میں لکھا ہو۔

ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھانہ رکھا۔

اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک بتانے
والی کتاب میں۔

اور ہر چھوٹی اور بڑی چیز لکھی ہوئی ہے

اور جتنے غیب میں آسمانوں اور زمین کے
سب ایک بتانے والی کتاب میں ہیں۔

اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں
ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی

دلائل از احادیث نبوی

حدیث (۱) عَنْ عُمَرَ يَقُولُ قَامَ فِينَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَخَبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتَّى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حِفْظًا ذَلِكَ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ ۝

بخاری شریف کتاب بَدْءِ الْخَلْقِ ص ۲۵۳ و مشکوٰۃ شریف ص ۵۰۶

حدیث (۲) عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حِينَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ السَّاعَةَ وَذَكَرَ أَنَّ بَيْنَ يَدَيْهَا مَوْرًا عَظِيمًا ثُمَّ قَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْأَلْ عَنْهُ فَإِنَّ اللَّهَ لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ بِهِ مَا دُمْتُ فِي مَقَامِي هَذَا قَالَ أَنَسٌ فَالْكَثَرُ النَّاسِ لِبُكَاءِ الْكَثَرِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقُولَ سَلُونِي فَقَالَ أَنَسٌ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ ابْنُ مَذْهَلٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجلس میں قیام فرما کر ابتدائے آفرینش سے لیکر جنتیوں اور دوزخیوں کے اپنے اپنے منزلوں میں داخل ہونے تک کی خبر دی۔ یاد رکھا اس کو جس نے یاد رکھا اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔

حضرت انس سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سوچ کے زوال کے بعد تشریف لائے اور نماز ظہر پڑھائی جب سلام پھیرا تو منبر پر قیام فرمایا پھر قیامت کا ذکر کیا اور آئینوں بڑے بڑے امور کا تذکرہ کیا پھر فرمایا جو کسی چیز سے سوال کرنا پسند کرے تو سوال کرے کہ خدا کی قسم تم مجھ سے جس چیز کا سوال کرو گے میں جبت تک اس مقام میں رہوں گا تمہیں اسکی خبر دوں گا۔ حضرت انس نے فرمایا لوگوں نے زیادہ رونا شروع کیا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ

التار فقام عبد الله بن حذیفه فقال
من ابی یا رسول الله قال ابولہ خدا
ثم اکثران یقول سلونی سلونی فبرک
عمر علی ركبیه فقال رضینا یا الله ربنا
وبالاسلام دنیا و بئ محمد رسول
قال فسکت رسول الله صلی الله
علیہ وسلم۔ بخاری شریف
(باب ما یکره من کثرة الصلوة)

ص ۱۵۹
ج ۲

حدیث (۳) عن انس رضی اللہ عنہ
قال سلوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم
حتى احقوا بالمسئلة فصعد النبی صلی
اللہ علیہ وسلم ذات یوم المنبر فقال
لا تسئلونی عن شئ الا بنیت لکم فجعلت
انظر یمینا و شمالا فاذا کل رجل راسه
فی ثوبه یمکی فانشار کل کان اذا لای

بات بار بار فرماتے رہے کہ تم مجھ سے سوال کرو
پھر حضرت انس نے فرمایا کہ ایک شخص کھڑا ہو کر
عرض کرنے لگا یا رسول اللہ میرے داخل ہونے
کی جگہ کہاں ہے فرمایا دونخ۔ پھر حضرت عبد اللہ
بن حذافہ نے کھڑے ہو کر دریافت کیا۔ یا
رسول اللہ میرا باپ کون ہے فرمایا تیرا باپ
حذافہ ہے پھر حضور نے بکثرت فرمایا کہ مجھ سے
سوال کرو۔ مجھ سے سوال کرو تو حضرت عمر فاروق
گھصٹوں کے بل بیٹھ کر عرض کرنے لگے کہ ہم
اللہ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے
اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر
راضی ہو گئے تو حضور نے سکوت فرمایا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے
سوالات شروع کئے یہاں تک کہ حضور کو سوال
سے پریشان کر دیا تو حضور ایک منبر پر تشریف
لائے اور فرمایا تم مجھ سے جس چیز کا سوال کرو گے
میں بیان کروں گا تو میں نے داہنے بائیں دیکھنا
شروع کیا تو ہر شخص کپڑے میں سر چھپا کر رہا ہی

یدع الی غیر ابیہ فقال یا بنی اللہ
من ابی قال ابوک حذافہ

احديث (بخاری کتاب الفتن باب التفتوز
من الفتن مصری ص ۱۲۹)

حدیث (۴) عن حذیفہ قال قال قام
فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ما ترک شیئاً یكون فی مقامہ ذلک
الی قیام الساعة الا حدث به حفظہ
من حفظہ ونسیہ من نسیہ۔

(مسلم شریف کتاب الفتن)

ص ۳۹ جلد ۲

حدیث (۵) عن حذیفہ قال قام فینا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ما ترک شیئاً یكون فی مقامہ ذلک
الی قیام الساعة الا حدث به حفظہ
من حفظہ ونسیہ من نسیہ۔

(مسلم شریف کتاب الفتن ص ۳۹ ج ۲)

و (مشکوٰۃ شریف ص ۴۶)

حدیث (۶) عن حذیفہ انہ قال خبرنی

تو ایک ایسا شخص نمایاں ہوا جو بوقت جھگڑ
کے اپنے غیر پرہ کی طرف منسوب کیا جاتا تھا
اس نے عرض کیا کہ یا بنی اللہ میرا باپ کن
ہے۔ فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہا
کہ کھڑے ہوئے ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یعنی خطبہ پڑھا اور خبر دی ان فتنوں کی جو
ظاہر ہونگے انہیں نہیں چھوڑی کوئی چیز کہ واقع
ہو نیوالی تھی اس مقام میں قیامت تک مگر
اسکو بیان فرما دیا۔ اسکو یاد رکھا جس نے یاد
رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا۔

حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ ہمارے ہم میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے
یعنی وعظ فرمایا تو اس مقام میں قیامت
تک ہونیوالی کسی چیز کو نہیں چھوڑا مگر اسے
بیان فرمایا تو اسکو جس شخص نے یاد رکھا
یاد رکھا اور جس نے بھلا دیا بھلا دیا۔

حضرت حذیفہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ

کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
قیامت تک کی ہونے والی ہر چیز کی خبر دی تو میں نے
ہر چیز کو دریافت کئے بغیر نہیں چھوڑا۔

حضرت ابو زید رضی اللہ عنہ سے مروی انہوں
نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر تشریف لاکر
خطبہ دیا یہاں تک کہ وقت ظہر آگیا پھر اتر
کر نماز ظہر پڑھائی پھر منبر پر تشریف لیگئے اور
ہمیں خطبہ دیا یہاں تک کہ وقت عصر ہو گیا
پھر اتر کر نماز عصر پڑھائی پھر منبر پر تشریف لاکر
خطبہ دیا یہاں تک کہ آفتاب ڈوب گیا۔ تو
حضور نے جو کچھ ہو گیا تھا اور جو ہونیوالا تھا
سب کی خبر دی۔ پس ہمارا دانا ترین اُن
باتوں کا زیادہ یاد رکھنے والا ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی انہوں نے
کہا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹا تو میں نے
اسکی مشرقوں اور مغربوں تمام زمین کو دیکھ لیا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہا هو
کائن الی ان تقوم الساعة یوم القیمة
فما منہ شیء الا قد سالتہ

(مسلم شریف کتاب الفتن ص ۳۹ جلد ۲)

حدیث (۷) (ابو زید) قال صلی بنا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفجر
وصعد المنبر فخطبنا حتی حضرت الظهر
فانزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت
العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا
حتى غربت الشمس فاخبر بما کان وبما
هو کائن فاعلمنا احفظنا الحدیث۔

(مسلم شریف ص ۳۹ جلد ۲)

حدیث (۸) عن ثوبان قال قال رسول
اللہ صلی علیہ وسلم ان اللہ زوی
لی الارض فرأیت مشارقها ومغاربها
(مسلم شریف ص ۳۹ ج ۲)

حدیث (۹) عن ابن عمر قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ قد
رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما هو
کائن فیہا الی یوم القیمة کانتما انظر
الی کفی ہذا۔ (مواہب الدنیا ص ۱۹۳ و
شرح مواہب ص ۲۰۲)

حدیث (۱۰) قال السدی قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرضت علی امتی
فی صورہا فی الطین کما عرضت علی ادم
واعلمت من یومن بی ومن یکفر بی
فبلغ ذلک المنافقین فقالوا استہزاء
زعم محمد انه یعلم من یومن بدون
یکفر من لم یخلق بعد ونحن معہ وما
یعرفنا فبلغ ذلک رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وقام علی المنبر فحمد اللہ و
اثنے علیہ ثم قال ما باں اقوام طعنوا فی
علمی لا تسئلونی عن شیء فی ما بینکم
وبین الساعة الا نبتکم بہ فقام
عبد اللہ بن حذافۃ السہمی فقال من

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی انہوں
نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دنیا کو ظاہر
فرمایا پس میں دنیا کی طرف اور اسمیں تاقیات
جو کچھ ہونے والا ہے سب کی طرف اس طرح
دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس شہیلی کی طرف
کہا حضرت سدی نے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر میری امت مٹی کی
صورتوں میں اس طرح پیش کی گئی جس طرح
حضرت آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھیں اور
میں نے اپنے اوپر ایمان لانے والے اور کفر
کرنے والوں کو پہچان لیا تو یہ بات منافقین تک
پہنچی تو وہ بطور مذاق کے کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم اس گمان میں ہیں کہ ان پر کون ایمان
لائیگا اور کون کفر کریگا جو ابھی تک پیدا بھی
نہیں ہوئے ہیں انکو جانتے ہیں اور ہم تو انکے
ساتھ ہیں اور وہ ہم کو نہیں پہچانتے تو یہ بات
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو حضو
منبر پر تشریف لائے اور اللہ کی حمد و ثناء ذکر

ابی یارسول اللہ فقال حذیفہ فقام عمر
فقال یارسول اللہ رضینا باللہ رباً و
بالاسلام دیناً وبالقران اماماً وبلک
نبیاً ناعف عنا عفا اللہ عنک و فقال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فہل انتم
منتھون فہل انتم منتھون
(تفسیر خازن ص ۳۸۲ جلد ۱)

فرمائی پھر فرمایا اُن قوموں کا کیا حال ہے جو میرے
علم پر اعتراض کرتے ہیں تم اپنے اور تاقیامت
کسی چیز کا مجھ سے سوال کرو گے تو میں اسکو
بیان فرما دوں گا تو حضرت عبداللہ بن حذافہ
سہمی کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ
میرا باپ کون ہے فرمایا حذافہ پھر حضرت عمر
کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم اللہ
کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور قرآن کے
امام ہونے اور آپ کے نبی ہونے پر راضی ہو گئے
ہم کو معاف فرمائیے اللہ آپ کو معاف کرے
تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم باز
آئے کیا تم باز آئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مری کہ ایک
بھیر یا بکری چرانے والے کے پاس آیا اور اس نے
بکریوں کی ریوڑ میں سے ایک بکری کو پکڑ لیا چرواہے
نے اسکو تلاش کیا اور اس بکری کو اس سے چھڑا
لیا وہ بھیر یا ایک ٹیلے پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور اپنی
دُم ہلا کر کہنے لگا کہ میں نے اس رزق کا ارادہ
کیا جو مجھے اللہ نے دیا میں نے تو اسکو پکڑ لیا اور

حدیث (۱۱) عن ابی ہریرۃ قال جاء
رئب الی راعی غنم فاحذ منها شاة
فطلبہ الراعی حتی انتزعها منه
قال فصعد الذئب علی تل فاقعی
واستشفر و قال قد عمدت الی
رزقی رزقنیہ اللہ اخذتم ثم
انترعتمنی فقال الرجل تاللہ ان

رَأَيْتُكَ يَوْمَ ذُنُبٍ يَتَكَلَّمُ فَقَالَ
الذُّنُوبُ الْعَجَبُ مِنْ هَذَا رَجُلٌ فِي الْخَلَاتِ
بَيْنَ الْحَرَتَيْنِ يَخْبِرُكُمْ بِمَا مَضَىٰ وَ
مَا هُوَ كَأَنَّ بَعْدَكُمْ قَالَ فَكَانَ الرَّجُلُ
يَهُودِيًّا فَجَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَكَ وَأَسْلَمَ فَصَدَّقَهُ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(مشکوٰۃ شریف باب المعجزات)

ص ۵۳۱

حدیث (۱۲) لَقَدْ تَرَكْنَا رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَوَمَا يَحْرُكُ طَائِرٌ جَنَانًا
فِي السَّمَاءِ إِلَّا ذَكَرْنَا مِنْهُ عُلَمَاءُ
(خصائص کبریٰ جلد ۲)

حدیث (۱۳) عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ
خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ اخْرُجْ يَا فُلَانُ فَإِنَّكَ
مَنَافِقٌ اخْرُجْ يَا فُلَانُ فَإِنَّكَ مَنَافِقٌ
فَاخْرُجْ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاسْأَلْهُمْ
دعینی شرح بخاری ج ۲ و خازن ص ۱۱۵ ج ۳

تو نے اسکو چھڑا دیا۔ اس شخص نے کہا کہ میں نے
آج کی طرح کبھی بھیڑیا کلام کرتے نہیں دیکھا
بھیڑیے نے کہا اس سے زیادہ تعجب انگیز اس
شخص کا حال ہے جو دو سنگستانوں کے درمیان
کھجوروں کے چھرمٹ مدینہ میں ہے کہ وہ گزشتہ
اور آئندہ سب کی خبر دیتا ہے۔ راوی نے کہا
کہ وہ شخص یہودی تھا اس نے خدمت میں
حاضر ہو کر سارا واقعہ سنایا اور اسلام لایا۔
حضور نے اسکی تصدیق فرمائی۔

حضور نے ہم سے اس حال میں مفارقت فرمائی
کہ کوئی پرندہ ایسا نہیں کہ اپنے بازو کو آسمان
میں ہلاتے مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم
سے اسکا حال بھی بیان فرمایا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی
انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جمعہ کے دن خطبہ دیا اور فرمایا اے فلاں
نکل جا کہ تو منافق ہے۔ اے فلاں نکل جا کہ تو
منافق ہے۔ تو مسجد میں سے چند شخصوں کو
نکال کر رسوا کیا۔

حدیث (۱۴) عن عبد الرحمن بن عائش قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رأيت ربى عز وجل فى احسن صورة قال فىم لخصيم الملاء الاعلى قلت انت اعلم قال فوضع كفه بين كتفى فوجدت بردها بين ثدىي فعلمت ما فى السموات والارض -
رمشكوة شريف باب المساجد

ص ۶۹

حضرت عبد الرحمن بن عائش سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب عزوجل کو اچھی شان میں دیکھا ہے فرمایا کہ ملائکہ کس بات میں جھکڑا کرتے ہیں میں نے عرض کیا کہ تو ہی خوب جانتا ہے فرمایا تو میرے رب نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا میں نے اس کے وصول فیض کی سردی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی پس جان لیا میں نے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔

(حدیث) شب معراج میں نے مجھ سے سوال کیا تو میں اسکا جواب دے سکا تو نے اپنا دست قدرت میرے شانوں کے درمیان رکھا تو میں نے اس کے وصول فیض کی سردی محسوس کی تو مجھ کو اولین و آخرین کے علوم عطا ہوئے اور مختلف علوم سکھائے ایک وہ علم ہے جس کے چھپانے کا مجھ سے عہد لیا اور اس کے متحمل ہونیکا میرے سوا کوئی قادر نہیں اور ایک ایسا علم تھا جس کی خاص و عام تک تبلیغ کا مجھ سے عہد

حدیث (۱۵) سالتى ربى ليلة المعراج فلم استطع ان اجيبه فوضع يده بين كتفى بلا تكليف ولا تحديد اى يد قدره لانه سبحانه منزه عن الجارية فوجدت بردها فاورثنى علوم الاولين والآخرين و علمنى علوم ما شئى فعلم اخذ عهد اعلى كتمه وهو علم لا يقدر على حمله غيرى و علم خيرى فيه و علم امرى بتبليغه الى الخاص والعام

من امتی وہی الانس والجن والملک
(تفسیر روح البیان ص ۳۱ جلد ۳)
لیا کہ میں اپنی امت سے انسان و جن اور
فرشتہ کو بتاؤ۔

ثبوت علم غیب از اجماع واقوال سلف و خلف
علامہ قسطلانی مواہب میں اور علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں

(۱) وقد اشترى انتشار امره عليه الصلاة
والسلام بين اصحابه بالاطلاع على
الغيب (ص ۲ جلد ۷)
بیشک صحابہ کے درمیان حضور نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم کے غیبوں پر مطلع ہونیکا معاملہ
مشہور و معروف ہو چکا تھا۔

(۲) اسی میں ہے

وقد تواترت الاخبار والتفقت معاً
على اطلاعه صلى الله عليه وسلم على الغيب
كما قال عياض ولا ينافي الآيات
الدالة على انه لا يعلم الغيب الا الله
وقوله ولو كنت اعلم الغيب لاستكثرت
من الخير لان المنفى علمه من غير
واسطة كما افادته المتن اما اطلاعه
عليه باعلام الله فمحقق۔

(شرح مواہب ص ۱۹۹ ج ۷)

بیشک احادیث متواتر ہو چکیں اور انکے معانی
متفق ہو چکے کہ یہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم
غیب پر مطلع ہیں جیسا کہ حضرت قاضی عیاض
نے فرمایا اور یہ مضمون ان آیات کے منافی
ہے جن کی یہ دلالت ہے کہ اللہ کے سوا کوئی غیب
ہمیں جانتا اور اگر میں علم جانتا تو بہت سی
خیز جمع کر لیتا کہ ان آیات میں علم بے واسطہ
کی نفی ہے جسکا افادہ متن نے کیا لیکن اللہ
کی تعلیم سے حضور کا مطلع ہونا تو یہ تحقیق سے
ثابت ہے۔

حضرت اسماعیل حقی تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں

(۳) وانعقد الاجماع علی ان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم اعلم الخلق و افضلہم
اور اس پر اجماع منعقد ہو چکا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق میں سب سے زیادہ عالم اور افضل ہیں۔

(۴) حضرت علامہ علی قاری شرح شفا میں اور قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں۔
ومن معجزاتہ الباہوۃ ما جمعه اللہ لہ من المعارف ای الجزئیۃ والعلوم الکلیۃ والمدركات الظنیۃ والیقینیۃ والاسرار والباطنیۃ والافوار الطاہریۃ وخصۃ بہ ای ما خصہ بہ من الاطلاع علی جمیع مصالح الدنیا والدین (صفحہ ۷۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روشن معجزات اور ظاہر آیات میں سے ہے جو اللہ جل شانہ نے آپ کے لئے عطا فرمائے معارف جزئیہ علوم کلیہ مدركات ظنیہ و یقینیہ اور اسرار باطنہ انوار ظاہرہ میں سے اور آپ کو دنیا و دین کی تمام مصلحتوں پر اطلاع کے ساتھ خاص کیا۔

(۵) حضرت قطب الوقت سیدی عبدالعزیز دہلوی کتاب ابریز میں فرماتے ہیں۔
واقوی الارواح فی ذلک روحہ صلی اللہ علیہ وسلم فانہا لم یحجب عنہا شیء من العالم فہی مطلعۃ علی عرشہ وعلوہ وسفلہ ودنیا و آخرۃ و نارۃ و جنة لان جمیع ذلک خلق لاجلہ صلی اللہ علیہ وسلم فتمیزۃ علیہ السلام خارق لہذا العوالم باسرها

سب سے زیادہ قوی روح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ اس روح پاک سے عالم کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں یہ روح عرش اور اس کی بلندی پستی۔ دنیا و آخرت۔ جنت و دوزخ۔ سب پر مطلع ہے۔ کیونکہ یہ سب اسی ذات پاک کیلئے پیدا کی گئی ہیں آپ کی تمیز ان جملہ عالموں کیلئے خارق ہے آپ کے پاس اجرام سماوات کی

فَعِنْدَهُ تَمِيزٌ فِي اَجْرَامِ السَّمَوَاتِ مِنْ
 اَيْنَ خَلَقَتْ وَهِيَ خَلَقَتْ وَلَمْ خَلَقَتْ
 وَالْاِيْنَ تَصِيْرٌ فِي جَرَمِ كُلِّ سَمَاءٍ وَعِنْدَهُ
 تَمِيزٌ فِي مَلَائِكَةٍ كُلِّ سَمَاءٍ وَالْاِيْنَ خَلَقُوا
 وَهِيَ خَلَقُوا وَلَمْ خَلَقُوا وَالْاِيْنَ يَصِيْرُونَ
 وَيُمَيِّزُ اخْتِلَافَ مَرَاتِبِهِمْ وَمَنْتَهُمْ
 دَرَجَاتِهِمْ وَعِنْدَهُ عَلَيْهِ السَّلَام
 تَمِيزٌ فِي الْحُجُبِ السَّبْعِيْنَ وَفِي مَلَائِكَةٍ
 كُلِّ حُجَابٍ عَلَى الصَّفَةِ السَّابِقَةِ وَعِنْدَهُ
 عَلَيْهِ السَّلَامُ تَمِيزٌ فِي الْاَجْرَامِ السَّابِقَةِ
 الَّتِي فِي الْعَالَمِ الْعُلَوِيِّ مِثْلَ النُّجُومِ
 وَالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَاللُّوحِ وَالْقَلَمِ وَالْبِرْزَخِ
 وَالْاَرْوَاحِ الَّتِي فِيهِ عَلَى الْوَصْفِ
 السَّابِقِ وَكَذَلِكَ عِنْدَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
 تَمِيزٌ فِي الْاَرْضِيْنَ السَّبْعِ وَفِي مَخْلُوقَاتِ
 كُلِّ اَرْضٍ وَمَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ مِنْ ذَلِكَ
 فَيُمَيِّزُ جَمِيعَ ذَلِكَ عَلَى الصَّفَةِ السَّابِقَةِ
 وَكَذَلِكَ عِنْدَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَمِيزٌ فِي
 الْجَنَانِ وَدَرَجَاتِهَا وَعَدَدِ سُكَّانِهَا
 وَمَقَامَاتِهِمْ فِيهَا وَكَذَلِكَ مَا بَقِيَ مِنَ الْعَوَالِمِ

تمیز ہے کہ کہاں سے پیدا کئے گئے اور کب
 پیدا ہوئے اور کیا ہو جائیں گے اور آپ کے
 پاس ہر ہر آسمان کے فرشتوں کی تمیز ہے اور
 اسکی بھی کہ وہ کہاں سے اور کب سے پیدا کئے
 گئے اور کیوں پیدا کئے گئے اور کہاں جائیں گے
 اور انکے اختلاف مراتب اور منتہائے درجات
 کی بھی تمیز ہے اور ستر پردوں اور ہر پردہ
 کے فرشتوں کے جملہ حالات کی بھی تمیز ہے۔
 عالم علوی کے اجرام نیرہ۔ ستاروں۔ سورج
 چاند۔ لوح و قلم۔ برزخ اور اسکی ارواح کی
 بھی ہر طرح امتیاز ہے۔ اسی طرح ساتوں
 زمینوں اور ہر زمین کی مخلوقات خشکی اور
 تری جملہ موجودات کا بھی ہر ہر حال معلوم
 ہے۔ اسی طرح تمام جنات اور انکے درجات
 اور ان کے رہنے والوں کی گنتی اور مقامات
 سب معلوم ہیں۔ ایسے ہی باقی تمام جہانوں
 کا علم ہے اور اس علم میں ذات باری تعالیٰ
 کے علم قدیم ازلی سے جس کے معلومات بے
 انتہا ہیں کوئی مزاحمت نہیں۔ کیونکہ معلومات

علم قدیم اس عالم میں منحصر نہیں تو پاک ہے
وہ ذات جس نے اس روح کو اس علم
پر قادر کیا۔ اور اسکو مکرم کیا اور ایسا
شرف عطا فرمایا۔

ولیس فی هذا امر احمہ للعلم القدیم
الارزی الذی لا یمایتہ لمعلوماتہ
ذلک لان ما فی العلم القدیم لم
یمحصر فی هذا العالم فسمان من
اقدرها علی ذلک وکرمتها وشرها
(ابریز مصری ص ۲۷ ج ۱)

(محصناً ابریز ص ۲۷)

بالجملہ ان آیات قرآنی و احادیث نبوی و اجماع امت و اقوال سلف سے
علم غیب کے متعلق عقیدہ اہل سنت کی صحت و حقانیت ثابت ہو گئی۔ اور عقیدہ
و باہرہ کا بطلان اور مخالفت آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ظاہر ہو گئی۔ یہ اسلام
کے تینوں دلائل قرآن و حدیث اور اجماع کا مختصر ذکر کیا گیا۔ جس کو اور زیادہ
تفصیل درکار ہو تو وہ میرے استاد حضرت صدر الافاضل مولانا الحاج محمد
نعیم الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی کتاب الکلمۃ العلیاء اور میرے پیرو مشر
شیخ الاسلام مجدد مائتہ حاضرہ اعلیٰ حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب
جن کے رسائل الدولۃ المکیہ، انبار المصطفیٰ، خالص الاعتقاد وغیرہ
کا مطالعہ کر لے اور اپنے ایمان کو درست کر لے۔ اور ان حوالوں کو خود دیکھ کر
تسلٰی حاصل کر لے ورنہ میرے پاس آ کر اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔

علم ما کان وما یکون دلائل از آیات و تفاسیر

آیت اولی خَلَقَ الْإِنْسَانَ عَلَّمَهُ
الْبَيَانَ (رحمن ۲ رکوع ۱) | اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور
اسکو بیان سکھایا۔

(۱) علامہ بغوی تفسیر معالم التنزیل میں تحت آیہ کریمہ فرماتے ہیں۔
(خلق الانسان) یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم (علمہ البیان) یعنی بیان ما کان
وما یکون لانہ کان یبین عن الاولین
والاخرین۔ (معالم مصری ص ۱۷۰) | اللہ نے انسان یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کو پیدا کیا اور انکو ما کان وما یکون کا
بیان سکھایا کہ وہ اولین و آخرین کے
حالات کو بیان کرتے تھے۔

(۲) علامہ محی السنۃ علامہ الدین علی ابن محمد بغدادی تفسیر خازن میں تحت آیہ کریمہ
فرماتے ہیں۔

اراد بالانسان محمد صلی اللہ علیہ وسلم
(علمہ البیان) یعنی بیان ما یکون وما
کان لانہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی
عن خبر الاولین والاخرین وعن
یوم الدین (خازن مصری ص ۱۷۰) | آیت میں انسان سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کو مراد لیا۔ اور انکو ما یکون وما کان کا بیان
سکھایا۔ کیونکہ حضور اولین و آخرین
اور روز قیامت کی خبریں دیتے ہیں۔

(۳) علامہ احمد مالکی تفسیر صاوی میں تحت آیہ کریمہ فرماتے ہیں :
وقتی ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم | بعض نے کہا کہ انسان تو محمد صلی اللہ علیہ

لأنه الانسان الكامل المراد بالبيان علم ما كان وما يكون وما هو كائن -
 وسلم ہیں کہ وہی انسان کامل ہیں اور بیان سے علم ماکان وما یکون مراد ہے (یعنی جو ہو چکا ہے اور جو ہونے والا ہے)

از تفسیر صاوی مصری ص ۱۲۹

(۴) علامہ جبل تفسیر جبل میں تحت آیہ کریمہ فرماتے ہیں:

وقيل اراد بالانسان محمداً صلى الله عليه وسلم (عليه البيان) يعني بيان ما يكون وما كان لأننا صلى الله عليه وسلم ينبي عن خبر الاولين والاخوين وعن يوم الدين - (تفسير جبل مصری ص ۲۵۳)

آیت میں انسان سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ اور بیان سے ماکان وما یکون کا بیان مراد لیا۔ اسلئے کہ حضور اولین و آخرین و روز قیامت کی خبریں دیتے۔

(۵) علامہ حسین واعظ تفسیر حسینی میں تحت آیہ کریمہ فرماتے ہیں۔

محمد صلى الله عليه وسلم بيا موزندے بيان آنچه بود و هست و باشد چنانچه مضمون فعلت علم الاولين والاخوين ازیں معنی خبری دید (تفسیر حسینی بر حاشیہ قرآن ص ۴۲۴) آیت ثانیہ۔ و علمك ما لم تكن تعلم و كان فضل الله عليك عظيماً -

(سورہ نثار پے رکوع ۱۴)

(۱) تفسیر عرائس البیان میں تحت آیہ کریمہ ہے:

و علمك ما لم تكن تعلم اور تمہیں سکھا دیا جو تم نہیں جانتے تھے۔

یعنی مخلوق کے عاقبتوں کے علوم اور
ماکان و مایکون کا علم۔

عواقب الخلق و علم ماکان و ماسیکون
(عرائس البیان ص ۱۵۹ جلد ۱)

(۲) تفسیر حسینی میں تحت آیہ کریمہ ہے:

اور بحر الحقائق میں فرمایا کہ وہ علم ماکان
و مایکون کا ہے۔

و در بحر الحقائق میفرماید کہ آن علم ماکان
و مایکون است

از تفسیر حسینی بر حاشیہ قرآن ص ۱۸۱

اور ہم نے تم پر کتاب اتاری جس میں ہر
شے کا بیان ہے۔

آیت ثالثہ و نزلنا علیک الکتاب
تبیانا لکل شیء۔

تفسیر عرائس البیان میں تحت آیہ کریمہ ہے:

اور ماکان و مایکون کی ہر حد اور ہر علم کی
خبر دیتی ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کتاب کے بیان کرنے والے ہیں۔

بخبر عماکان و مایکون من کل حد
و کل علم و محمد صلی اللہ علیہ وسلم
هو المبین لتبیان الکتاب۔

(عرائس البیان ص ۵۳۶ جلد ۱)

اور ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا
نہ رکھا۔

آیت رابعہ۔ و ما فرطنا فی الکتاب من
شیء۔ (سورہ النعام پ ۶)

تفسیر جبل میں تحت آیہ کریمہ ہے:

کہا گیا کہ لوح محفوظ ہے اور اس بنار
پر عموم ظاہر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ماکان
مایکون کو اس میں ثابت کیا ہے۔

فقیل اللوح المحفوظ و علیٰ ہذا فانعموا
لما ہولان اللہ تعالیٰ اثبت ماکان و
مایکون فیہ (تفسیر جبل ص ۲۷ ج ۲)

تفسیر صاوی میں تحت آیہ کریمہ ہے۔

ارید بالکتاب اللوح المحفوظ فالعموم
ظاہر فان فیہ تبیان کل شیء
ماکان وما یکون وما ہو کائن

(تفسیر صاوی ص ۱۳۱ جلد ۲)

آیت خامسہ۔ و علم الانسان ما لم

یعلم (سورۃ اقرآن پ ۳ رکوع ۱)

تفسیر معالم میں تحت آیہ کریمہ ہے:

قل الانسان ههنا محمد صلی اللہ
علیہ وسلم بیانہ و علمک ما لم تکن

تعلم (تفسیر معالم ص ۲۲۲ جلد ۲)

کتاب لوح محفوظ مراد ہے کہ عموم ظاہر ہے
کہ تبیان کل شیء کی قید ماکان وما یکون کو
شامل یعنی جو ہو گیا اور جو ہو گا اور جو
ہو نیوالا ہے یہ ماکان وما یکون کی مراد ہے
اور انسان کو سکھا دیا جو وہ نہیں جانتا
تھا۔

کہا گیا ہے کہ انسان سے مراد محمد صلی اللہ
علیہ وسلم ہیں اور بیان سے وہ جو آیت
علمک ما لم تکن تعلم میں گزرا۔

دلائل از احادیث

حدیث (۱) عن ابوزید قال صلی بنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفجر

وصعد المنبر فخطبنا حتی حضرت الظهر

فنزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا

حتى حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم

صعد المنبر فخطبنا حتی غربت الشمس

ابوزید سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ

ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر

پڑھائی اور منبر پر تشریف لگے پھر خطبہ دیا

یہاں تک کہ نماز ظہر کا وقت آ گیا۔ پھر منبر

سے اتر کر نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف

لے گئے اور پھر خطبہ دیا یہاں تک کہ سورج

فاخبر بما کان و بما ہو کائن فاعلمنا
احفظنا

(مسلم شریف ض ۳۹ جلد ۲)

حدیث (۲) عن حذیفۃ قال قام
فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ما ترک شیئاً یكون فی مقام ذلک
الی قیام الساعة الا حدث به حفظہ
من حفظہ ونسیہ من نسیہ

(مسلم شریف ض ۳۹ ج ۲)

حدیث (۳) عن عمر یقول قام فینا
النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقاما
فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل
اهل الجنة منازلهم و اهل النار
منازلهم حفظ ذلک من حفظہ و
نسیہ من نسیہ

(بخاری شریف ض ۲۵۳ و مشکوٰۃ شریف ض ۵۴)

حدیث (۴) عن ابن عمر قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ
قد رفع لی الدنيا فانما انظر الیہا

غروب ہو گیا تو جو ہو گیا اور جو ہونے والا تھا
اسکی خبر دی تو ہمارا سب سے بڑا عالم سب سے
بڑا ان کا حافظ ہے۔

حضرت حذیفہ سے مروی ہے کہ ہمارے اندر
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا
اور تاقیامت جو ہونے والا تھا کسی بات کو
ہمیں چھوڑا مگر اسکو بیان فرما دیا۔ اسکو
جس نے یاد رکھا یاد رکھا اور اسکو جس نے
بھلا دیا بھلا دیا۔

حضرت عمر سے مروی کہ ہمارے اندر نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا اور ہمیں خبر
دی ابتداء آفرینش سے یہاں تک کہ
اہل جنت اپنی منزلوں میں اور دوزخی
اپنی منزلوں میں داخل ہو جائیں۔ اسکو
یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھلا دیا
جس نے بھلا دیا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے
انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا بیشک اللہ نے میرے لئے دنیا کو

والی ما هو کائن فیہا الی یوم القیمة
کائنما انظر الی کفی ہذا

(از مواہب لدنیہ ص ۱۹۳ جلد ۲)

حدیث (۵) (حدیث قصہ زیب میں ہے)
رحل فی التخلات بین المحرّین بخبر
کم بما مضی وما هو کائن بعد کم
(مشکوٰۃ شریف ص ۵۴ جلد ۲)

حدیث (۶) عن حذیفۃ قال لقد
حدثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم بما یكون حتی تقوم الساعة
(مسلم شریف ص ۳۹ جلد ۲)

حدیث (۷) عن حذیفۃ قال قام
فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مقام ما ترک فیہ شیئا الی قیام
الساعة الا ذکرہ حفظہ من حفظہ
ونسیہ من نسیہ

(از خصائص کبریٰ ص ۱۰۸ جلد ۲)

حدیث (۸) عن ابی ذر قال لقد توکنا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما

بلند کیا میں قیامت تک اسمیں جو کچھ ہونے
والا ہے نظر فرما رہا ہوں۔ جیسا کہ میں اپنی
اس پتھلی کی طرف نظر کر رہا ہوں۔

حدیث زیب میں ہے کہ ان پہاڑوں کے
درمیان کھجوروں میں ایک شخص ہیں جو
تم کو گزرے ہوئے اور جو کچھ تمہارے بعد
ہو نیوالا ہے اسکی خبر دیتے ہیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
انہوں نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے بیان کیا جو کچھ ہو گا یہاں
تک کہ قیامت قائم ہو۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ انہوں نے کہا ہمارے ایک مقام پر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا۔ اور
قیامت تک کسی چیز کو اسمیں نہیں چھوڑا
مگر اسکو ذکر کیا اسکو یاد رکھا جس نے یاد
رکھا اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یقلب طائر جناحہ فی السماء الا ذکرنا
منہ علماء رواہ الطبرانی

از خصائص کبریٰ جلد ۲

حدیث (۹) عن المعیرہ بن شعبۃ
قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم مقاما فاخبرنا بما ینکوت فی
أمتہ الی یوم القیمۃ وعاکہ من دعاہ
ونسیدہ من نسیہ

(طبرانی از خصائص کبریٰ جلد ۲)

حدیث (۱۰) عن معاذ بن جبل قال
فصل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
وسلم وتجوز فی صلوٰتہ فلما سلم دعا
بصوتہ فقال لنا علی مصافکم مکا انتم
ثم اتقتل الینا وقال اما فی ساحدکم
ما جسنی عنکم الغداۃ الی فمت
من اللیل فتوضات وصلیت ما
قد رلی فنعست فی صلوٰتی حتی استثقلت
فاذا انا برنی تبارک وتعالیٰ فی حسن
صورة فقال یا محمد قلت لبیک رب

نے ہمیں اس حال میں چھوڑا کہ کوئی پرندہ
آسمان میں پر نہیں بدلتا مگر حضور نے اسکا
علم ہمارے سامنے ذکر فرمایا۔

حضرت معیرہ بن شعبہ سے مروی انہوں نے کہا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے
اند ر قیام فرمایا تو ہمیں اپنی امت میں قیامت
تک جو ہونے والا تھا خبر دی اسکو محفوظ کر لیا
جس نے محفوظ کیا اور بھلا دیا جس نے
بھلا دیا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی
انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے نماز پڑھائی اور نماز میں ختصار کیا جب سلام
پھر بلند آواز سے فرمایا تم حسب طرح ہو اس طرح
اپنی جگہوں پر رہو پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے
اور فرمایا میں تم سے عنقریب کہو گا کہ مجھے
نماز صبح سے کس چیز نے روکا میں نے رات کو
قیام کیا تو وضو کیا اور حسب قدر میرے مقد
تھی نماز پڑھی پھر میں نماز میں دنگھنے لگا
یہاں تک کہ بدن وزنی ہو گیا تو میں اپنے رب

قال فيم تختص الملاء الاعلى قلت
لا ادري قالها ثلاثا قال فوايتد
وضع كفہ بين كفتي حتى وجدت
بردا نامله بين ثدي فتجلى لي كل شيء
وعرفت -

(مشکوٰۃ شریف ص ۷۷)

حدیث (۱۱) قال صلی اللہ علیہ وسلم
ليلة المعراج قطرت في حلقی قطرة
فعلت ما كان وما سيكون
(تفسیر روح البیان)

دلائل از تشریح حدیث و سیر و اقوال مصنفین

۱، اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث معراج کے ذکر میں ہے :
فعلت ما في السموات والارض پس دانستم
پس جان لیا میں نے جو کچھ کہ آسمانوں اور
جو کچھ زمین میں تھا۔ اس کا حاصل یہ ہے

تبارک وتعالیٰ کے حضور میں ہوں وہ بہترین
شان میں ہے تو اس نے فرمایا اے محمد! میں
نے عرض کیا کہ حاضر ہوں اے رب فرمایا کہ
ملازم اعلیٰ کے فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں
میں نے عرض کیا کہ میں نہیں جانتا اسکو تین بار
فرمایا حضور نے فرمایا میں نے دیکھا کہ رب نے
دست قدرت میرے شانوں کے درمیان رکھا
میان تک کہ میں نے اس کے وصول فیض کی ٹھنڈک
اپنے سینہ میں محسوس کی تو مجھے ہر چیز روشن
ہو گئی اور میں نے پہچان لیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
شب معراج میرے حلق میں ایک قطرہ
ڈالا گیا تو میں نے جان لیا ماکان وما
یکون کو۔

است از حصول تمامہ علوم جزوی و کلی و احاطہ
آن (از اشعۃ اللمعات کشوری ص ۳۳۱) | کہ تمام علوم جزوی و کلی پر احاطہ حاصل
ہو گیا۔

(۲) اشعۃ اللمعات میں حدیث نمبر ۳ کی شرح میں ہے:

یعنی احوال مبداء و معاد از اول تا آخر ہمراہ
بیان کرد (اشعۃ ص ۴۴۲ ج ۴) | یعنی مبداء و معاد کے حالات اول سے
آخر تک تمام بیان کر دیئے۔

(۳) اسی میں فاجبنا بما ہو کائن الی یوم القیمۃ حدیث حذیفہ کی شرح میں ہے

پس خبردار مارا، بجزیکہ پیدا شوندہ است
از حوادث و وقائع و عجائب و غرائب تا
روز قیامت۔ | پس حضور نے ہم کو ہر اس چیز کی خبر دی جو
پیدا ہونے والی تھی۔ حوادث۔ وقائع۔
عجائب۔ غرائب اور روز قیامت کی۔

از اشعۃ اللمعات ص ۵۹ جلد ۴

(۴) علامہ علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں:

واطلعه علیہ من علم ما یكون وما
کان (شرح شفا ص ۲۳۲ ج ۱) | اور حضور علیہ السلام کو علم ما کان و ما یكون
پر مطلع کر دیا۔

علامہ قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں۔

وکن الیک اخباراً عن الغیوب و
انبأہ بما یكون وما کان
(از شرح شفا مصری ص ۵۴ جلد ۱) | اسی طرح آپ کا غیبوں کی خبریں دینا اور
ماکان و ما یكون کا بتانا معجزات سے ہے۔

(۵) علامہ محقق کمال بن شریف مسامرہ میں اور علامہ کمال بن ہمام اس کی شرح میں
فرماتے ہیں:

واخبر صلی اللہ علیہ وسلم عن
مغیبات ماضیہ وعن امور مستقبلہ
فوفت کما اخبر (از سامرہ ص ۱۱۱) | اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گزرے ہوئے
اور آنے والے غیبوں کی خبر دی تو وہ جس
طرح خبر دی واقع ہوئے۔

(۷) حضرت قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں۔
اخبر بہ من الحوادث اللتی تكون ولم
تأت بعد (از شرح شفا ص ۱۱۱) | حضور نے ان ہونے والے واقعات کی خبر
دی جو اب تک نہیں ہوئے تھے۔

(۸) حضرت قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں۔
ومن معجزاته الباہوتہ ما جعد اللہ
لہ من المعارف والعلوم من الاطلاع
على جميع مصالح الدنیا والدین
(از شرح شفا ص ۱۱۱ ج ۱) | اور آپ کے روشن معجزات سے وہ ہیں جو
اللہ تعالیٰ علوم و معارف پر مطلع کر کے
دین و دنیا کی مصلحتیں آپ کے اندر جمع
فرمائیں۔

(۹) علامہ شیخ محقق مدارج النبوت میں فرماتے ہیں۔
ہر کہ مطالعہ کنذا حوال شریف اور از ابتداء
تا انتہا وہ بنید کہ چہ تعلیم کردہ است اور
پروردگار و افاضہ کردہ است برے علوم و
اسرار ماکان و مایکون (از صفحہ ۱ ج ۱)
جو حضور کے حالات ابتداء سے انتہا تک
کا مطالعہ کرے وہ دیکھے گا کہ ان کو ان کے
رب نے جو کچھ تعلیم کیا اور افاضہ کیا وہ علوم
و اسرار ماکان و مایکون ہیں۔

(۱۰) یہی شیخ محقق اسی مدارج میں فرماتے ہیں:
وہر چہ در دنیا است از زمان آدم تا آوان
نقزہ اولے برے منکشف ساختہ تا ہمہ
اور جو کچھ دنیا میں ہے زمانہ آدم سے تا قیامت
حضور پر منکشف ہوئے تاکہ تمام حالات

احوال را از اول تا آخر معلوم گردد و یاران خود را نیز از بعضی ازاں احوال خبر داد
(از مدارج ص ۱۴۵ ج ۱)
اول سے آخر تک معلوم ہو گئے۔ اور انکے بعض حالات کی صحابہ کو خبر بھی تھی۔

علوم خمس و علم قیامت

علوم خمس سے مراد ہے ۱۔ علم قیامت کب ہوگی ۲۔ بارش کب ہوگی ۳۔ ماں کے پیٹ میں کیا ہے ۴۔ کل کیا کرے گا ۵۔ کہاں مرے گا یہ علوم مراہ میں جو علوم غیبیہ ہیں وہابی عقیدہ۔ جب یہ علوم غیبیہ میں تو اس میں ان کا وہی عقیدہ ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو ان پر مطلع ماننا شرک ہے۔

”کسی انبیاء، اولیاء یا امام یا شہیدوں کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی باتیں جانتے ہیں بلکہ حضرت پیغمبر کی جناب میں بھی یہ عقیدہ نہ رکھے (تقویۃ الایمان ص ۳) جو کوئی یہ بات کہے کہ پیغمبر خدا وہ پانچوں باتیں جانتے تھے یعنی غیب کی سب باتیں جانتے تھے سو وہ بڑا جھوٹا ہے۔ بلکہ غیب کی بات اللہ کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں (تقویۃ الایمان ص ۳)

عقیدہ اہلسنت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ پانچوں باتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمادیں تو وہ خدا کی عطا سے ان پانچوں کو جانتے ہیں۔

آیت (۱) اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيُعَلِّمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِى نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا
بیشک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور امارت ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی

وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ
إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ

دسورہ لقمان پارہ ۲۱۵

کہ کل کیا کما سکی اور کوئی جان نہیں
جانتی کہ کس زمین پر مرے گی۔ بیشک
اللہ جاننے والا بتانے والا ہے۔

تفسیر احمدی میں علامہ احمد جیون تحت آیہ کریمہ فرماتے ہیں :
وَمَجُوزَانِ يَعْلَمُهُمَا مِنْ يَشَاءُ مِنْ
مُحِبِّهِ وَآوَلِيَّاهُ يَقْرِئُهُ قَوْلَهُ تَعَالَى
إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ عَلَى أَنْ يَكُونَ الْخَبِيرُ
بِمَعْنَى الْخَبِيرِ
(تفسیر احمدی مطبوعہ دہلی ص ۳۳۷)

اور جانتے ہیں کہ اللہ انھیں جس کو چاہے تعلیم
کرمے اپنے محبوبوں اور اولیاء میں سے
بسبب قرینہ اسکے قول کہ اللہ جاننے والا
خبر دینے والا ہے باسی معنی کہ خبر معنی
مخبر کے ہو۔

تفسیر عرائس البیان میں تحت آیہ کریمہ فرماتے ہیں :

وَعِلْمُ خَاصِّ الْأَخْصَافِ عِلْمُ السُّرِّ وَهُوَ عِلْمُ الْغَيْبِ وَمِنْ
عِلْمِ الْغَيْبِ مَا يُطْلَعُ عَلَيْهِ الْأَنْبِيَاءُ وَالْأَوْلِيَاءُ
وَالْمَلَائِكَةُ يَقُولُهُ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يَظْهَرُ
عَلَيْهِ غَيْبُهُ أَحَدًا إِلَّا مِنْ أَرْتَفَعَتْ مِنْ
رَسُولِهِ (تفسیر عرائس البیان ص ۱۲۸ ج ۲)

اور علم خاص علم سر ہے جو علم غیب ہے جس
پر انبیاء اولیاء اور فرشتوں کو مطلع کرتا
ہے۔ اپنے اس قول کی بنا پر کہ غیب کا
جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو مطلع
نہیں کرتا مگر پسندیدہ رسول کو۔

تفسیر صاوی میں تحت آیہ کریمہ ہے :

فَلَا مَانِعَ مِنْ كَوْنِ اللَّهِ يُطْلَعُ بِعَظْمِ
عِبَادَةِ الصَّالِحِينَ عَلَى بَعْضِ هَذِهِ الْمَغْيِبَاتِ
فَتَكُونُ مَعْجَزَةً لِلْبَنِيِّ وَكَرَامَةً لِلْوَلِيِّ

تو یہ ممنوع نہیں ہے کہ اللہ اپنے بعض شیک
بندوں کو ان غیبوں پر مطلع کر دے تو
وہ بنی کیلئے معجزہ اور ولی کے لئے کرامت

(تفسیر صاوی ص ۲۱۵ ج ۳)

آیت (۲) عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يَظْهَرُ عَلَى
غَيْبِهِ أَحَدٌ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ

(سورہ جن ۲۹ رکوع ۲۷)

کے

کے طور پر ہو جائے۔
غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو
مطلع نہیں کرتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں

تفسیر صاوی میں تحت آیہ کریمہ ہے :

فليس في الآية ما يدل على نفي كرامات
الاولياء المتعلقة بالكشف ولكن
اطلاع الانبياء على الغيب اقوى
من اطلاع الاولياء

(تفسیر صاوی ص ۲۱۵ ج ۳)

تفسیر کبیر میں تحت آیہ کریمہ فرماتے ہیں :-

ای وقت وقوع القیمة من الغیب
الذی لا یتھرک اللہ لاحد فان
قیل فاذا حملتم ذلك على القيمة
فکیف قال الامن ارتضی من رسول
مع انه لا یتھرک هذا الغیب لاحد
قلنا بل یتھرک عند قرب القيمة

وہ غیب کہ اللہ اسکو کسی پر ظاہر نہیں کرتا
وہ قیامت کے واقع ہونے کا وقت ہے
اگر اعتراض کیا جائے کہ جب تم نے یہ معنی
لئے تو پھر یہ کیسے فرمایا مگر پسندیدہ رسولوں
کو یا وجود اس کے کہ وہ اس غیب کو کسی
پر ظاہر نہیں کرتا تو ہم جواب دیتے ہیں
بلکہ وہ قریب قیامت کے اسکو ظاہر
کرے گا۔

دلائل از احادیث نبوی

حدیث (۱) عن انس قال البنی

بعثت انا والساعة كهاتین

(مشکوٰۃ ص ۲۸۱) (از جامع صغیر ص ۱۰۵)

حدیث (۲) عن ابن عمر قال رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم يرسل

اللہ مطرا كأنه اطل فینبت منه

احساد الناس

(از مشکوٰۃ ص ۲۸۱)

حدیث (۳) عن أم الفضل بنت

الحارث قال رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم تلد فاطمة ان شاء

اللہ غلاما یكون فی حجر فولات

فاطمة الحسین فكان فی حجری

كما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۲)

حدیث (۴) عن سهل بن سعد

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور

قیامت مثل ان دو متصل انگلیوں کے ہیں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض علامات

قیامت ذکر کر کے فرمایا۔ پھر اللہ ایک بارش

اوس کی طرح نازل فرمائے گا جس سے لوگوں

کے جسم پیدا ہوں گے۔

حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا سے مروی

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

فاطمہ کے انشاء اللہ لڑکا پیدا ہوگا جو

تیری گود میں پرورش پائے گا تو حضرت فاطمہ

کے حضرت حسین پیدا ہوئے اور وہ میری

گود میں پلے جیسا حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرما دیا تھا۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے

یوم خیبر لا عظیم هذه الراية غدا
رحلا يفتح الله على يديه يحب الله
ورسوله ويحب الله ورسوله
(از مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۳)

حدیث (۵) عن انس رضی اللہ
عنه قال عليه الصلوة والسلام هذا
مصرع فلان ويضع يده على الارض
هاهنا وهاهنا قال تمام احدثهم
اي ما تنحى عن موضع يده عليه
الصلاة والسلام

(از مواہب لدنیہ ص ۱۶۹)

اقوال سلف وخلف امت

۱، تفسیر صاوی میں ہے -

قال لعلماء الحق انه لم يخرج نبينا
من الدنيا حتى اطلعه على تلك
الخمس ولكنه امر بكتفها
(ص ۲۱۵ جلد ۳)

دن فرمایا میں اس جھنڈے کو کل ایسے
شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح دے گا
وہ اللہ و رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ
و رسول کا وہ محبوب ہے -

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مڑی کہ حضور
علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ مقام فلاں کافر
کے گرنے کی جگہ ہے اور وہاں اپنا دست
مبارک زمین پر رکھ کر بتا دیا -
راوی نے بتایا کہ وہ دست مبارک
کی جگہ سے ہٹ نہ سکا -

علماء نے فرما دیا حق بات یہ ہے کہ ہمارے
نبی دنیا سے تشریف نہیں لگئے یہاں تک کہ
انہیں ان پانچ باتوں پر مطلع کر دیا - لیکن
ان کے چھپانے کا حکم دیا گیا -

۲، علامہ ابراہیم بجوری شرح قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں -

انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یخرج من
الدنیا الا بعد ان اعلم اللہ تعالیٰ
بہذہ الامور ص ۶

حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف نہیں
لے گئے مگر بعد اسکے اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ
امور تعلیم کر دیئے۔

۳، علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں۔

وقد اعلم اللہ تعالیٰ ما عل مفاتیح
الغیب الخمسة وقیل حتی ہی وامرہ
بکتمہا۔ (ص ۱ ج ۱)

اللہ تعالیٰ نے حضور کو سو اپانچ غیب کے سکھا
دیئے۔ اور بعض نے کہا یہاں تک کہ یہ پانچوں
بھی بتا دیئے اور ان کے چھپانے کا حکم کیا۔

۴، علامہ جلال الدین سیوطی خصائص کبریٰ میں فرماتے ہیں۔

انہ صلی اللہ علیہ وسلم اوتی علم الخمس
والضیاء و علم وقت الساعة والروح و
انہ امر بکتم ذلک (ص ۱۹۵ ج ۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پانچ کا علم
دیدیا گیا اور علم قیامت اور علم روح بھی
اور ان کے چھپانے کا حکم فرمایا۔

۵، یہی علامہ سیوطی شرح الصدور میں فرماتے ہیں۔

لقد قبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وما یعلم الروح وقالت طائفہ بل
علمھا والطلعہ علیھا ولم یامرہ ان
یطاع علیھا۔ امتہ وھو نطیر الخلاف
فی علم الساعة

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم سے اٹھائے
گئے اور روح کو نہیں جانتے تھے اور ایک
گروہ نے کہا بلکہ اسکا علم بھی دیا اور اس پر
مطلع کر دیا اور کسی کو اس پر مطلع کرنے کا
حکم نہیں دیا۔ اور علم روح میں علم قیامت
کی طرح اختلاف علما رہے۔

(ص ۱۳۳)

۶، سیدی عبدالعزیز دباغ ابوسید میں فرماتے ہیں۔

حضور علیہ السلام پر علم خمس کیسے پوشیدہ
رہ سکتا ہے کہ آپ کی امت سے کسی
اہل تصرف کو تصرف ممکن نہیں مگر ان
پانچوں علموں کے جاننے کے بعد۔

وکیف یخفی امر الخمس علیہ الصلوٰۃ
والسلام والواحد من اهل التصرف من
امۃ الشریفة لا یمکنہ التصرف الا
بمعرفۃ ہذا الخمس (ابریر ص ۱۴)

(۷) علامہ شنوانی جمع النہایہ میں فرماتے ہیں۔

بیشک وارد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا سے نہیں اٹھایا
یہاں تک کہ ہر شئی پر مطلع کر دیا۔

قد ورد ان اللہ تعالیٰ لم یرج
النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اطلعہ علی کل شیء

(۸) حافظ الحدیث احمد سیدی احمد غوث الزماں سے راوی۔

آیت میں جو پانچ علم ہیں یہ انہیں سے کوئی
حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پوشیدہ نہیں رہا
کہ ان کو قطب جانتے ہیں جو غوث سے
کم ہیں۔ تو غوث کا کیا کہنا ہے۔ تو حضور
کیلئے یہ کیسے مخفی رہیں گے کہ وہ تو ہر شے
کا سبب ہیں اور ہر شے اُن سے ہے۔

هو صلی اللہ علیہ وسلم لا یخفی علیہ شیء
من الخمس لذلک کوردۃ فی الآیۃ الشریفۃ
یعلموھا وہم دون الغوث فکیف
بالغوث فکیف سید الاولین
والاخرین الذی ہو سبب کل
شیء ومنہ کل شیء۔

الحاصل اس بحث علم غیب سے ظاہر ہو گیا کہ عقیدہ وہابیہ آیات و احادیث
و تصریحات سلف و خلف کے خلاف ہے تو یہ عقیدہ غلط و باطل ہے اور عقیدہ اہل
سنت موافق آیات و احادیث کے ہے تو یہ صحیح و حق ثابت ہوا۔ نیز یہ بھی ثابت
ہو گیا کہ علوم ماکان و مایکون و علوم خمس و علم قیامت بھی حضور علیہ السلام کو عطا فرما

دئے گئے اور حضور نے ان علوم کو بیان بھی فرما دیا۔ جیسا کہ احادیث مذکورہ سے ظاہر ہے۔ تو اب ان علوم پر حضور کو مطلع نہ ماننا کیسی بے ایمانی اور گمراہی و ضلالت ہے۔ ہمیں چونکہ اختصار مد نظر ہے اس بنا پر اتنے حوالجات کو کافی سمجھا گیا۔ ورنہ کافی دلائل پیش کئے جاسکتے تھے۔ جس کو تفصیل درکار ہو تو الکلمۃ العلیا الدولۃ المکیہ۔ خالص الاعتقاد وغیر رسائل کا مطالعہ کرے۔

مسئلہ شفاعت

عَقِيدَةُ وَهَابِيَّةٌ :- اس میں یہ ہے کہ کوئی نبی۔ ولی شفاعت نہیں کر سکتا جو انکو شفع اعتقاد کرے وہ ابو جہل کی برابر مشرک ہے۔ کوئی کسی حمایت نہیں کر سکتا (تقویۃ الایمان ص ۸) کوئی کسی کا وکیل و حمایتی نہیں (تقویۃ ص ۹) وہاں کسی کی حمایت کی حاجت نہیں (تقویۃ ص ۳۸) (حضور فرماتے ہیں) اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا (تقویۃ ص ۳۸) اے فاطمہ بچا تو اپنی جان کو آگ سے مانگ لے مجھ سے جتنا چاہے میرا مال نہ کام آؤں گا میں تیرے اللہ کے ہاں کچھ (تقویۃ ص ۴۲) جو کسی نبی ولی سے یہ معاملہ کرے اور اسکو اپنا وکیل و سفارشی جانے تو وہ ابو جہل کی برابر مشرک ہے؛ اپسر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو اسکو اللہ کا بندہ و مخلوق سمجھے (تقویۃ الایمان ص ۸) عقیدہ اہلسنت اس باب میں یہ ہے کہ شفاعت ثابت و حق ہے۔ حضرات انبیاء و اولیاء بحکم خداوندی روز قیامت شفاعت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اس شفاعت کو مقبول فرمائے گا۔ اور دوزخیوں کو رہا فرمائے گا۔ اسکے دلائل یہ ہیں۔

دلائل از آیات قرآنی

آیت (۱) اَعْسَىٰ اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ
مَقَامًا مَّخْمُودًا

(سورہ بنی اسرائیل ۱۵ رکوع ۹)

آیت (۲) وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ
فَتَرْضٰی (والضحیٰ ۳ رکوع ۱)

آیت (۳) وَلَوْ اَنْهَمُ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ
جَاؤْكَ فَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاسْتَغْفِرَ
لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوْحَدُ وَاَللّٰهُ تَوَّابًا
رَّحِيْمًا۔

(سورہ نسا ۵ رکوع ۶)

آیت (۴) وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً
لِّلْعٰلَمِيْنَ (سورہ انبیاء ۲۱ رکوع ۷)

آیت (۵) مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ
اِذْنِهٖ۔ (سورہ یونس ۱۰ رکوع ۱)

آیت (۶) يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ
اِلَّا مَنْ اِذْنُ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضٰی لَهُ
قَوْلًا (سورہ طہ ۲۰ رکوع ۶)

قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا
کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا
دیکھا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اسے
محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے
معافی چاہیں اور رسول اس کی شفاعت فرمائے
تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا
مہربان پائیں۔

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا۔ مگر رحمت سار
جہاں کے لئے۔

کوئی سفارشی نہیں مگر اس کی اجازت کے
بعد۔

اس دن کسی کی شفاعت کام نہ دے گی مگر
اس کی جسے رحمن نے اذن دیدیا ہے اور
اسکی بات پسند فرمائی۔

آیت (۷) لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ
اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا

(سورہ مریم پ ۱۶ رکوع ۶)

آیت (۸) وَاسْتَغْفِرْ لِنَفْسِكَ وَ
لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

(سورہ محمد پ ۲۶ رکوع ۲)

آیت (۹) لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ
أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ
عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ

(سورہ توبہ پ ۱۱ رکوع ۵)

آیت (۱۰) وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ
لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّارُوا رُءُوسَهُمْ

(سورہ منافقون پ ۲۸ رکوع ۴)

آیت (۱۱) وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ
مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ شَهِدَ
بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ

(سورہ زخرف پ ۲۵ رکوع ۷)

آیت (۱۲) يَوْمَ لَا يَخْنِي عَنْكَ مَوْتِي
شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ إِلَّا مَنْ رَحِمَ اللَّهُ

لوگ شفاعت کے مالک نہیں مگر وہی جنہوں
نے رحمن کے پاس اقرار کر رکھا ہے۔

اور اے محبوب اپنے خاص اور عام مسلمان
مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی شفاعت
کرو۔

بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے
وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں
ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے
مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔

اور جب ان سے کہا جائے کہ اور رسول اللہ
تمہارے لئے شفاعت کریں تو اپنے سر
گھماتے ہیں۔

اور جن کو یہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں شفاعت
کا اختیار نہیں رکھتے۔ ہاں شفاعت کا
اختیار انہیں ہے جو حق کی گواہی دیں
اور علم رکھیں۔

جس دن کوئی دوست کسی دوست کے
کچھ کام نہ آئے گا اور نہ انکی مدد ہوگی مگر

جس پر اللہ رحم کرے۔ بیشک وہی عزت والا مہربان ہے۔

اور شفاعت نہیں کرتے مگر اس کے لئے جسے وہ پسند فرمائے اور وہ اس کے خون سے ڈر رہے ہیں۔

اور اس کے پاس شفاعت کام نہیں دیتی مگر جس کے لئے وہ اذن فرمائے۔

وہ کون ہے جو اسکے یہاں شفاعت کرے بے اسکے حکم کے (یعنی اسکی اجازت جس کو ہو وہ شفاعت کر سکتا ہے)

تو انھیں شفیعوں کی شفاعت کام نہ دینی

تو اب ہمارا کوئی شفیع نہیں اور نہ غم خوار دوست۔

إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ
(سورہ دخان پ ۲۵ ع ۶)

آیت (۱۳) وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنْ
أَرَادْتَنِي وَهُمْ مِنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ
(سورہ الانبیاء پ ۶ ع ۶)

آیت (۱۴) وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ
إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ (سورہ سبأ پ ۲۲ ع ۳)
آیت (۱۵) مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ
عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ

(سورہ بقرہ پ ۳ ع ۶)

آیت (۱۶) فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ
الشَّافِعِينَ (سورہ مدثر پ ۲۹ ع ۶۲)

آیت (۱۷) فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ
وَلَا صِدْقٍ حَمِيمٍ (شعرا پ ۱۹ ع ۶۵)

دلائل از احادیث

روز قیامت تین گروہ شفاعت کریں گے
پہلے انبیاء پھر علماء ثم الشہداء۔

حدیث (۱) عن عثمان یشفع یوم القیمہ
ثلاثة الانبیاء ثم العلماء ثم الشہداء
(از مشکوٰۃ ص ۴۹۵) رواہ ابن ماجہ از
جامع صغیر ص ۲۰ جلد ۲

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میری شفاعت
میری امت کے کبیرہ گناہ کرنیوالوں
کے لئے ہے۔

حضور نبی کریم نے فرمایا میری شفاعت
میری امت کے گنہگاروں کے لئے ہے۔
حضور علیہ السلام نے فرمایا میں اپنی امت
کی شفاعت کروں گا یہاں تک کہ میرا رب
مجھ سے فرمائے گا کہ اے محمد کیا تم راضی ہو گئے
تو میں عرض کروں گا کہ اے رب میں راضی ہو گیا

اللہ حضور سے بروز حشر فرمائے گا اے محمد
اپنا سر سجدے اٹھاؤ اور کہو تمہاری بات
سنی جائے گی اور مانگو تمہیں دیا جائے گا
اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول
کی جائے گی۔ تو میں عرض کروں گا اے
رب میری امت کی مغفرت کر۔ اے رب
میری امت کی مغفرت فرما۔

حدیث (۲)، شفاعتی لاہل الکبائر
من امتی (مسند احمد۔ ابو داؤد۔ نسائی۔
ابن حبان۔ مستدرک۔ ترمذی۔ بیہقی۔
از مشکوٰۃ ص ۴۹۴)

حدیث (۳)، شفاعتی لاہل الذنوب
من امتی (خطیب) از جامع صغیر ص ۳۳ ج ۲
حدیث (۴)، اشفع لامتی حتی ینادی
ربی ارضیت یا محمد فاقول ای
یارب ارضیت (طبرانی۔ بزار)

حدیث (۵)، یا محمد ارفع رأسک
وقل تسع وسل تعطہ واشفع تشفع
فاقول یارب امتی امتی

(از مشکوٰۃ ص ۴۸۸)

حدیث (۶) قال اسعد الناس بشفاعتي يوم القيمة من قال لا اله الا الله، خالصا من قلبه . (رواه البخاری از مشکوٰۃ ص ۲۸۹)

حدیث (۷) يخرج قوم من النار بشفاعة محمد فيدخلون الجنة ليعموا لجهنميين (بخاری از مشکوٰۃ ص ۲۹۲)

حدیث (۸) عن انس قال سألت النبي صلى الله عليه وسلم ان يشفع لي يوم القيمة فقال انا فاعل قلت يا رسول الله فاین اطلبك قال اطلبني اول ما تطلبني على الصراط قلت وان لم القك على الصراط قال فاطلبني عند الميزان قلت فان لم القك عند الميزان قال فاطلبني عند الحوض فانی لا اخطئ هذا الثلث المواقف .

(رواه الترمذی از مشکوٰۃ ص ۲۹۳)

حدیث (۹) عن عوف بن مالك قال

بروز قیامت لوگوں میں میری شفاعت کے لائق وہ ہے جو کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ خلوص قلب سے کہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری شفاعت سے دوزخ سے ایک ایسی قوم نکلے گی جو جنت میں داخل ہوں گے۔ اور جنہیں جہنمیوں کے نام سے پکارا جائے گا۔

حضرت انس سے مروی ہے انہوں نے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بروز قیامت اپنی شفاعت کیلئے سوال کیا تو فرمایا میں کرنے والا ہوں تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں آپ کو کہاں تلاش کروں تو فرمایا مجھے پہلے پل صراط پر تلاش کرنا میں نے عرض کیا کہ اگر میں حضور کو پل صراط پر نہ پاؤں تو فرمایا کہ میزان کے پاس تلاش کرنا میں نے عرض کیا کہ اگر میں نے حضور کو میزان کے پاس بھی نہ پایا تو فرمایا کہ مجھے حوض کوثر پر تلاش کرنا۔ کہ میں ان تین مقاموں کے سوا نہ رہوں گا۔

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
اتاني ات من عند ربي فخيرني بين
ان يدخل نصف امتي الجنة وبين
الشفاعة فاخترت الشفاعة وهي
لمن مات لا يشرك بالله شيئاً
(رواه الترمذی وابن ماجہ از مشکوٰۃ ص ۴۹۴)

حدیث (۱۰) عن عبد الله بن ابي
الحجد عا قال سمعت رسول الله صلى
الله عليه وسلم يقول يدخل الجنة
بشفاعة رجل من امتي اكثر من بني تميم
(رواه الترمذی والدارمی وابن ماجہ از مشکوٰۃ ص ۴۹۴)

حدیث (۱۱) عن ابي سعيد ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال ان من امتي
من يشفع للنظام ومنهم من يشفع
للقبيلة ومنهم من يشفع للعصبة
ومنهم من يشفع للرجل حتى يدخلون
الجنة. (رواه الترمذی از مشکوٰۃ ص ۴۹۴)

حدیث (۱۲) عن انس قال قال رسول

انہوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ میرے رب کی طرف سے ایک نے
والا میرے پاس آیا اور مجھے میری امت کے
جنت میں نصف داخل ہونے اور شفاعت
کے کرنے کے درمیان اختیار دیا تو میں نے
تو شفاعت کو اختیار کیا اور وہ ہر اس
شخص کیلئے ہے جو مشرک ہو کر نہ مرا ہو۔

حضرت عبداللہ بن جدر عارضی اللہ عنہ
سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ
میری امت کے ایک شخص کی شفاعت سے قبیلہ
بنی تمیم سے جو بڑا قبیلہ ہے زائد لوگ داخل ہو گئے
حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ بیشک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
میرے بعض امتی بڑی بڑی جماعتوں کی
شفاعت کریں گے اور بعض قبیلہ بھر کی
شفاعت کریں گے اور بعض ایک گروہ کی
یہاں تک کہ ساری امت جنت میں داخل ہو
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی انہوں نے

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل وعد فی ان یدخل الجنة من امتی اربع مائۃ الف بلا حساب فقال ابو بکر زنا یا رسول اللہ قال وھکذا فھکذا بکفیه وجمعھا فقال ابو بکر زنا یا رسول اللہ قال وھکذا فقال عمر وعنا یا ابابکر فقال ابو بکر وما علیک ان یدخلنا اللہ کلنا الجنة (رواہ فی شرح السنۃ از مشکوٰۃ ص ۴۹۴)

حدیث (۱۳) عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصف اهل النار فیربھم الرجل من اهل الجنة فیقول الرجل منهم یا فلان اما تعرفنی انا الذی سقیبتک شربة وقال بعضهم انا الذی وھست لك وضوء فیشفع له فیدخله الجنة۔

(رواہ ابن ماجہ از مشکوٰۃ ص ۴۹۴)

حدیث (۱۴) عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمخرج من النار

کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے مجھ سے یہ وعدہ فرمایا کہ وہ میری امت کے چار لاکھ کو بغیر حساب کے جنت میں داخل کرے گا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہماری تعداد اور زیادہ کیجئے فرمایا اور اتنی مقدار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے ابو بکر ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دو حضرت ابو بکر نے فرمایا تجھ پر کیا بات ہے کہ اللہ تمام امت کو داخل کرے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک حبشی آدمی دو زخیوں کی صف پر گزر رہا تھا تو ان میں سے ایک شخص کہے گا اے فلاں نے کیا تو مجھے پہچانتا نہیں میں وہی ہوں کہ میں نے تجھے سیراب کیا تھا اور بعض انکے کہیں گے کہ میں وہ ہوں کہ میں نے تجھے وضو کا پانی دیا تھا تو وہ اسکی شفاعت کرے گا اور جنت میں داخل کرے گا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

قوم بالشفاعۃ کا تھم الشعاریرہ
(از مشکوٰۃ ص ۲۹۵)

حدیث (۱۵) اتی جہنم فاضرب بابہا
فیفتح لی فارضاها فاحمد اللہ بحامد
ما حمدہ احد قبلی مثله ولا یحمدہ
احد بعدی مثله ثم اخرج منها من
قال لا الہ الا اللہ مخلصاً
(رواہ الطبرانی)

حدیث (۱۶) اذ کان یوم القیمۃ کنت
امام النبیین وخطیبہم وصاحب
شفاعتہم غیر فخر (رواہ ترمذی ابن ماجہ
مستدرک۔ احمد۔ از جامع صغیر ص ۳۸)
حدیث (۱۷) انا اول الناس یشفع
فی الجنة وانا اکثر الانبیاء تبعاً
(رواہ مسلم از جامع صغیر ص ۸۹)

حدیث (۱۸) اعطیت مالہ یعطین

دوزخ سے ایک ایسی قوم شفاعت سے نکلے گی
گویا وہ تازہ کھیرے کی طرح سفید ہوں گے
حضور علیہ السلام نے فرمایا میں دوزخ کے
قریب پہنچوں گا اور اسکے دروازے کو کھٹ
کھٹاؤنگا تو وہ کھول دیا جائیگا میرے لئے تو میں
اس میں داخل ہونگا اور اللہ کی اسی حمد
بیان کروں گا جسکی مثل مجھ سے پہلے کسی نے
نہ کی ہوگی نہ میرے بعد کسی نے کی پھر میں اس
سے ہر اس کو نکالوں گا جس نے باخلاص کلمہ
طیبہ پڑھا۔

جب قیامت کا دن ہوگا۔ میں انبیاء کا
امام اور خطیب اور شفاعت کرنے والا
ہوں گا اور یہ کوئی فخر کی بات نہیں ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں
پہلا شخص ہوں جو جنت میں شفاعت
کروں گا اور میں بلحاظ مستعین کے انبیاء
میں سب سے بڑھ کر ہوں۔

مجھے وہ عطا کیا گیا جو مجھ سے پہلے کسی کو

عطا نہیں ہوا۔ مجھے شفاعت عطا فرمادی گئی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنی دعا اٹھا رکھی ہے وہ میری امت کیلئے روز قیامت شفاعت ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری تیسری دعا اس روز کے لئے مؤخر کی گئی جس میں مخلوق میری طرف رغبت کرے گی یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا اے جبریل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ اور تیرا رب خوب جانتا ہے ان کے سوال کرو تمہیں کس چیز نے رلایا۔ جبریل ان کے پاس آئے اور سوال کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اپنی بات کی خبر دی اور وہ خوب جانتا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبریل ان کے پاس جا کر کہو ہم تمہاری امت کے لئے تمہیں راہی کر دیں گے اور تمہیں نہ ہونے دیں گے۔

احد قبلی (الی قولہ) اعطیت الشفاعۃ (رواہ بخاری مسلم نسائی احمد۔ بزاز۔ طبرانی

بیہقی۔ ابونعیم۔ ازجامع صغیر ص ۳۸ جلد ۱)

حدیث (۱۹) قال البنی صلی اللہ علیہ وسلم انی اختیأت دعوتی شفاعۃ لامتی یوم القیمۃ۔ (رواہ بخاری مسلم۔ احمد)

حدیث (۲۰) قال البنی صلی اللہ علیہ وسلم واخرت (الدعوة) الثالثہ لیوم یرغب الی فیہ الخلق حتی ابراہیم۔

(رواہ مسلم)

حدیث (۲۱) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ یا جبریل اذهب الی محمد وریک اعلم فاسأ ما یریک فاناک جبریل علیہ السلام فسالہ فاحبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بما قال وهو اعلم فقال اللہ یا جبریل اذهب الی محمد فقل اناسن رضیک فی امتک ولا نسؤک۔ (مسلم)

حدیث (۲۲) ان الناس بصیرون
یوم القیمة حتی امة یتبع بینہا یقولون
یا فلان اشفع یا فلان اشفع حتی
ینتھی الشفاعة الی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم (رواہ بخاری)

حدیث (۲۳) اول من اشفع له
اہل بیتی ثم الاقرب فاقرب ثم سائر
العرب ثم الاعاجم (طبرانی)

حدیث (۲۴) قال النبی صلی اللہ علیہ
وسلم شفاعة یوم القیامة حتی فمن
لم یومن بہا لم یکن من اہلہا
(از جامع صغیر ص ۳۳ جلد ۲)

حدیث (۲۵) من کذب بالشفاعة
فلا نصیب لہ فیہا (از فتح البخاری ص ۱۹)

حدیث (۲۶) عن ابن مسعود قال
قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم
یکسونی ربی حلة فالبسہا فاقوم عن
میین العرش مقام لا یقوم احد
یغیطنی فیہ الاولون والآخرون۔

بروز قیامت لوگ جمع ہونگے یہاں تک کہ
ایک گروہ اپنے نبی کا اتباع کرے گا اور
کہیں گے اے فلاں شفاعت کر۔ اے
فلاں شفاعت کر۔ یہاں تک کہ شفاعت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے گی۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا میں سب سے پہلے
اپنے اہل بیت کی شفاعت کروں گا پھر جو
قریب تر ہوں گے پھر تمام عرب کی پھر عجمیوں کی
حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
بروز قیامت میری شفاعت حق ہے۔ تو
جو اس پر ایمان نہیں لایا تو وہ شفاعت
کا اہل نہیں ہوگا۔

جس نے شفاعت کو جھٹلایا تو اس کیلئے
اس میں کوئی حصہ نہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی
انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
میرا رب مجھے ایک حلت پہنائیگا تو میں اسکو
پہنوں گا اور عرش کے دہنی طرف کھڑا ہوں گا
کہ جہاں کوئی کھڑا نہ ہو سکے گا۔ اس میں تمام

(از فتح الباری ص ۱۹ پ ۲۹)

حدیث (۲۷) عن بریدۃ قال قال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم انی لا یشفع
یوم القیمۃ لا کثر مما علی وجہ الارض
من شجر وحجر ومدار

(مسند احمد از جامع صغیر ص ۸)

حدیث (۲۸) عن ابن عباس قال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم سیکون فی
امتی رجل یقال له اولیس بن عبد اللہ
القرنی وان شفاعۃ فی امتی مثل
ربیعۃ ومضرہ

(رواہ ابن عدی از جامع صغیر ص ۳)

حدیث (۲۹) عن ابن عباس قال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم سلوا اللہ
لی الوسیلۃ فاند لا یسألہا لی عبد
فی الدنیا الا کنت لہ شہیداً او
شفیعاً یوم القیمۃ (رواہ ابن ابی شیبہ و
طبرانی از جامع صغیر ص ۲۸ ج ۲)

حدیث (۳۰) عن عائشہ قال النبی

اولین و آخرین رشک کریں گے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی
انہوں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ میں بروز قیامت زمین پر جو کچھ درخت پتھر
اور ڈھیلہ وغیرہ ہیں ان کی مقدار سے زائد
لوگوں کی شفاعت کروں گا۔

حضرت ابن عباس سے مروی انہوں نے کہا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب
میری امت میں ایک شخص اولیس بن عبد اللہ
قرنی ہوگا اور وہ قبیلہ ربیعہ اور مضر کی برابر
میری امت کی شفاعت کریگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
مروی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
میرے لئے وسیلہ طلب کرو کہ اسکو دنیا میں
طلب کرے گا تو میں اس کا گواہ اور
شفیع ہوں گا بروز قیامت۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے

صلی اللہ علیہ وسلم سئالت اللہ فی
انباء الاربعین من امتی فقال یا محمد
قد عفرت لهم قلت فانباء الخمسین
قال انی قد عفرت لهم قلت فانباء
الستین قال قد عفرت لهم قلت
فانباء السبعین قال یا محمد انی
لا استحی من عبدی ان اعمر سبعین
سنة یعید فی لا یشترک فی شیئاً
ان اعذبه بالنار

(از جامع صغیر ص ۲۴ جلد ۲)

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے
اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کے چالیس سال
کے لوگوں کے متعلق سوال کیا تو اس نے
فرمایا اے محمد میں نے انکو بخش دیا میں نے
عرض کیا تو پچاس برس والے فرمایا میں نے
انکی مغفرت کر دی میں نے عرض کیا تو ستر
برس والے فرمایا میں نے انکی مغفرت کی
کہا میں نے ستر برس والے فرمایا اے محمد
بیشک میں حیا کرتا ہوں کہ میں اسکو ستر سال
کی عمر دوں اور وہ میری عبادت کرے اور
شرک نہ کرے تو میں اسکو آگ کا عذاب دوں

ثبوت اجماع از کتب عقائد وغیرہ

(۱) شرح مواقف میں ہے :

المقصد التاسع فی شفاعۃ محمد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اجمع الامة ثبوت اصل الشفاعۃ

المقبولة علیہ الصلوٰۃ والسلام ولكن

عندنا للكبراء من الامة فی اسقاط

نواں مقصد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی شفاعت کے بیان میں ہے امت نے
اجماع کیا ہے حضور کی اصل شفاعت کے
ثابت اور مقبول ہونے کا لیکن ہمارے
نزدیک یہ شفاعت امت کے کبیرہ گناہ کرنے

العقاب عنهم لقوله عليه السلام شفاعة
لاهل الكيأثر من امتي فانه حديث
صحيح ولقوله تعالى استغفر لذنبي و
للمؤمنين والمؤمنات اى و لذنب
المؤمنين هـ

(از شرح مواقف ص ۱۳۷)

والوں کے لئے ہے ان کے عذاب سزا کے
ساقط ہونے میں اسکی دلیل یہ حدیث ہے
کہ میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ
کرنے والوں کیلئے کہ یہ صحیح حدیث ہے اور
یہ آیت دلیل ہے کہ اے محبوب اپنے
خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور
عورتوں کے لئے شفاعت کرو۔

(۲) حضرت امام اعظم فقہ اکبر میں فرماتے ہیں۔

حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی
شفاعت حق ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی شفاعت گنہگار مسلمانوں اور
کبیرہ گناہ والوں جو مستحق عقاب ہوں۔
حق اور ثابت ہے۔

رسولوں اور ولیوں کی اہل کبار کے حق
میں شفاعت ثابت ہے جو احادیث سے
مستفیض ہے۔ فرقہ معتزلہ اس کے مخالف
ہیں اور اسکی بنیاد یہ ہے کہ جب عفو و مغفرت
بغیر شفاعت کے جائز ہے تو شفاعت کی
بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگا۔ اور یہ آیت

وشفاعۃ الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
حق وشفاعة نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام
للمؤمنین المذنبین ولاهل الكيأثر
منهم المستوجبین العقاب حق ثابت
(از فقہ اکبر ص ۱۳۷)

(۳) شرح عقائد میں ہے۔ الشفاعۃ
ثابتہ للرسول والاختیار فی حق اهل
الکيأثر یا المستفیض من الاختیار خلافا
للمعتزلہ و هذا مبني على ما سبق من
جواز العفو والمغفرة بدون الشفاعۃ
فبإلشافعة اولیٰ ولقوله تعالى فما

کہ انھیں شفاعت کرنیوالوں کی شفاعت
نفع نہ دیگی تو اسکا اسلوب کلام خود دلائل
کرتا ہے کہ شفاعت ثابت ہے۔

اہلسنت نے اس پر اجماع کیا ہے کہ شفاعت
ثابت ہے، اور اسکی دلیل یہ آیت ہے، اس دن
کسی کی شفاعت کام نہ دیگی مگر جس کو رحمت
نے اذن دیا اور اسکی بات پسند فرمائی اور
خارجیوں اور معتزلہ کے انکار معتبر نہیں جو
اس آیت سے دلیل پکڑتے ہیں کہ انہیں شفیعوں
کی شفاعت نفع نہ دیگی کہ یہ آیت کافروں
کے لئے خاص ہے۔ اور احادیث شفاعت
سے جنت میں زیادتی درجات کے ساتھ
خاص کر دینا تو یہ باطل ہے کہ دلائل مومنین
کے دونوں سے نکلنے پر صریح موجود ہیں۔

تتفعہم شفاعۃ الشافعیین فان اسلوب
هذا الكلام يدل على ثبوت الشفاعۃ
فی الجملہ (از شرح عقائد ص ۸)

(۴) شرح شفا میں حضرت علی قاری فرماتے ہیں :
الشفاعۃ ثابتۃ علی ما اجمع علیہ اهل
السنة لقوله تعالى يؤمّنون لا تنفع
الشفاعۃ الا من اذن له الرحمن و
رضی له قولا ولا عبرۃ بمنع الخوارج
وبعض المعتزلہ مستدلین بقوله تعالى
فما تنفعہم شفاعۃ الشافعیین فانه
مخصوص بالکافرین واما تخصیصہم
احادیث الشفاعۃ بزيادة الدرجات
فی الجنة فباطل لتصریح الادلة باخراج
من دخل النار من المومنین منها
(از شرح شفا مصری ج ۱ ص ۲۶)

(۵) حضرت علی قاری شرح فقہ اکبر میں اس قول امام کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں :

حدیث میں وارد ہوا کہ میری شفاعت کبیرہ
گناہ والوں کیلئے ہے میری امت سے اسکو

نقد و رد شفاعتی لاهل الکبائر من
امتہ رواہ احمد و ابو داؤد و الترمذی

وابن حبان والحاکم عن انس والترمذی
وابن ماجہ وابن حبان والحاکم عن جابر
والطبرانی عن ابن عباس والخطیب
عن ابن عمر وعن کعب بن عجرة
رضی اللہ عنہم فهو حدیث مشہور
فی المینے بل الاحادیث فی باب الشفاعة
متواترة المعنى ومن الادلة على تحقيق
الشفاعة قوله تعالى واستغفر لذنبك
والمؤمنين والمؤمنات ومنه قوله
تعالى فماتتفعهم شفاعة الشافعين
از مفہومہ انہا تنفع المؤمنین
(از شرح فقہ اکبر ص ۸۴)

(۶) مسایرہ و مساعی میں ہے :

وليشفع الانبياء عليهم الصلوة والسلام
والصالحا من الشهداء وغيرهم
للاحاديث الصحيحة الكثيرة المتواترة
المعنى (از مسامرہ ص ۱۰۵)

(۷) حضرت شیخ محقق تکمیل الایمان میں فرماتے ہیں ۔

امام احمد اور ابو داؤد اور امام ترمذی اور
ابن حبان اور حاکم نے حضرت انس سے
روایت کیا ہے اور ترمذی۔ ابن ماجہ۔
ابن حبان۔ حاکم نے حضرت جابر سے اور
طبرانی نے ابن عباس سے اور خطیب نے
ابن عمر اور کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہم سے
اور یہ مشہور حدیث ہے منے میں بلکہ باب
شفاعت کی احادیث متواتر المعنی ہیں۔
اور شفاعت کی دلیلوں میں سے یہ آیت ہے
واستغفر لذنبك وللمؤمنين والمؤمنات اور
آیت فماتتفعهم شفاعة الشافعين ہے کہ
اسکا مفہوم یہ ہے کہ وہ شفاعت مؤمنین
کو نفع دے گی۔

حضرات انبیاء علیہم السلام اور صالحین و
شہداء وغیرہم شفاعت کریں گے کہ بہت
سی احادیث صحیحہ اسکی دلیل ہیں اور جو
متواتر المعنی ہیں۔

والشفاعة حق درخواستن رسل و انبیاء و اولیا و اخیار و علماء و ملائکہ کہ ایشان را در بارگاہ عزت آبروئے در راہ سخن باشد گناہ گناہنگاران را از پروردگار تعالیٰ حق است و اول کسے کہ فتح یاب شفاعت کند محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بود فردا ظاہر شود کہ اورا در درگاہ خداوندی چہ قدر جاہ و عزت بودہ است روز روزا دست و جاہ جاہ او۔ (پھر فرماتے ہیں،) یا بجلہ روز روز محمد است و جائے جائے دوست و مقام مقام او و سخن سخن او ہمان دوست دیگران طفیلی اند در قرآن مجید خطاب میرود و لسوف یعطیک ربک فتوحی ترا اے محمد اے محب من اے محبوب من و مطلوب من اے بندہ خاص من چنداں نعمت دہم و رحمت کم کہ راضی شوی از من تا ہیج آرزو دل تو نہ شکند اے محمد ہمہ کس رضائے من طلبند و من رضائے تو خواہد گفت من راضی نہ شوم

شفاعت حق ہے اور انبیاء و مرسلین اولیاء و صالحین۔ علماء کو بارگاہ عزت میں عزت و جاہت حاصل ہے اور انہیں گناہنگاروں کے گناہوں کیلئے شفاعت کا درگاہ الہی میں حق حاصل ہے اور سب سے پہلے جو شفاعت کا دروازہ کھولیں گے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کل بروز قیامت ظاہر ہو جائیگا کہ انکو درگاہ الہی میں کتنی جاہ و عزت ہے کہ وہ دن انہیں کی وجاہت کا دن ہے اور عزت انہیں کی عزت ہے حاصل یہ ہے کہ وہ دن محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا دن ہے اور مقام انہیں کا مقام ہوگا اور بات انہیں کی چلے گی و اس دن ہمان ہوں گے اور سب اہل محشر طفیلی ہوں گے قرآن مجید میں وارد ہے کہ عنقریب تمہارا رب تمہیں اتنا عطا فرمائے گا کہ اے محبوب تم راضی ہو جاؤ گے یعنی اے محمد اے میرے محب اے میرے محبوب اے میرے مطلوب اے میرے خاص بندے میں تم کو اس قدر نعمت دوں گا اور رحمت دوں گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے اور میں کسی آرزو سے تمہارے دل کو شکستہ نہ

تا یک یک از اُمت من نیا مرزی۔

(از تکمیل الایمان ص ۲۳)

ہونے دوں گا اے محمد تمام جہان تو میری
رضا طلب کرتا ہے اور میں تمہاری رضا
چاہتا ہوں تو حضور فرماتے ہیں کہ میں
اس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک تو
میرے ایک ایک امتی کی مغفرت نہ فرمائے گا
(۸) یہی حضرت شیخ محقق اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔

والنکار شفاعت بدعت و ضلالت است
چنانچہ کہ خوارج و بعض معتزلہ براں رفتہ اند
(از اشعۃ اللمعات ص ۷۴)

الحاصل کثیر آیات و احادیث اور اجماع سے ثابت ہو گیا کہ عقیدہ اہل سنت
صحیح و حق دربارہ شفاعت ہے اور عقیدہ وہابیہ آیات و احادیث اور اجماع
سب کے خلاف ہے اور شفاعت کا انکار خوارج و معتزلہ کا مذہب ہے جو بدعت اور گمراہی
و ضلالت ہے۔ اس مسئلہ میں اس قدر دلائل بہت کافی ہیں۔ انہیں سے مصنف ہر
دو عقائد میں فیصلہ کر سکتا ہے۔

مسئلہ تصرف

عَقِيدَةُ وَهَابِيَّةٍ اس میں یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ تصرف کرتا ہے اور
اللہ نے کسی نبی ولی کو تصرف کی طاقت نہیں دی۔ اور جو انکو اللہ کی دی ہوئی طاقت
سے تصرف مانے وہ مشرک ہے۔ دیکھو یہ ان کی عبارات ہیں۔

یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیاء، اولیاء۔ پیرو شہید کی بھوت و پری کی یہ شان نہیں جو کوئی کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور اس توقع پر نذر و نیاز کرے اور اس کی منتیں مانے اور اس کو مصیبت کے وقت پکالے۔ سو وہ مشرک ہو جاتا ہے اور اس کو اشراک فی التصرف کہتے ہیں۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۷) پھر خواہ یہ سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے، خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح سے شرک ثابت ہوتا ہے۔ ان سب باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار (تقویۃ الایمان ص ۲۹)

ان کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی۔ نہ فائدہ پہنچانے کی نہ نقصان کر دینے کی۔ (تقویۃ الایمان ص ۳۰)

اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی (تقویۃ الایمان ص ۳۱) اور وہ ایک ایک میں آپ ہی تصرف کرتا ہے۔ کسی کو کسی کے قابو میں نہیں دیتا۔ (تقویۃ الایمان ص ۳۲)

جو کوئی کسی مخلوق کا عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل سمجھ کر اس کو مانے سواب اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۳۳) نفع اور نقصان کی امید رکھتی اسی سے چاہئے کہ یہ معاملہ اور کسی سے کرنا شرک ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۳۴)

عَقِیْلًا اَہْلِسْتِ: یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بالذات تصرف کرتا ہے اور حضرات انبیاء اولیاء کو اللہ تعالیٰ تصرف کی قدرت دیتا ہے تو وہ اس خداداد قدرت سے تصرف

کرتے ہیں نفع اور فائدہ پہنچاتے ہیں۔ چنانچہ اس کے دلائل دیکھئے :

دلائل از آیات

آیت (۱) اِنَّا مَكْنَانُهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ

مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا (سورہ کہف پ ۲۱)

آیت (۲) وَتَخْرُجُ مَعَهُ دَاوُدَ الْجَبَالُ

لِيُسَبِّحَنَ الطَّيْرُ (سورہ انبیاء پ ۶۶)

آیت (۳) وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِمَّا فُضِّلَ

يَا جِبَالُ اَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرُ وَالنَّالُ

الْحَدِيدُ

(سورہ سبا پ ۲۲ رکوع ۷)

آیت (۴) وَاِذْ تَخْلُجُ مِنَ الْبَطْنِ كَهَيْئَةِ

الطَّيْرِ يَازُنِي فَتَنْفَخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ

طَيْرًا يَازُنِي وَتُبْرِئُ الْاَكْمَامَ وَ

الْاَبْرَصَ يَازُنِي وَاِذْ تَخْرُجُ الْمَوْتَى

يَازُنِي (سورہ مائدہ پ ۴۵)

آیت (۵) وَلِسْلِمَيْنَ الرَّيْحِ عَاصِفَةٍ

تَجْرِيْ بِأَمْرِكَ اِلَى الْاَرْضِ مِنَ اللَّيْلِ بَارِكْنَا

بیشک ہم نے ذوالقرنین کو زمین میں قابو دیا

اور ہر چیز کا ایک سامان عطا فرمایا۔

اور داؤد کے ساتھ پہاڑ مسخر فرما دیئے کہ

تسبیح کرتے اور پرندے۔

اور بیشک ہم نے داؤد کو اپنا بڑا فضل دیا

اے پہاڑ و اس کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع

کرو اور اے پرندو اور ہم نے اس کے لئے

لوہا نرم کیا۔

اور جب مٹی سے پرند کسی مورت میرے حکم

سے بناتا پھر اس میں پھونک مارتا تو وہ میرے

حکم سے اڑنے لگتی۔ اور تو مادر زاد اندھے

اور سفید داغ والے کو لیکر میرے حکم سے

شفادیتا اور جب تو مردوں کو میرے حکم

سے زندہ نکالتا۔

اور سلیمان کیلئے تیز ہوا مسخر کر دی کہ اس کے

حکم سے چلتی اس زمین کی طرف جس میں ہیں

فِيهَا ذِكْرُ كُلِّ شَيْءٍ عَالِمِينَ

(انبیاء پ. ۶۷)

آیت (۶) قال رب اغفر لي وهب

لي ملكا لا ينبغي لاحد من بعدى

اِنَّكَ انتَ الوهاب فسخرنا له الرِّيحَ

تَجْرِي بِاَمْرِكَ رُخَاءً حَيْثُ اَصَابَ

الشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ وَآخِرِينَ

مُقَرَّنِينَ فِي الْاَصْفَادِ

(ارض. پ. ۶۲)

آیت (۷) قل يتوفكم ملك الموت

الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ (سورہ سجدہ پ. ۶۱)

آیت (۸) قَالُمُذَبِّحَاتٍ اَمْرًا

(سورہ نازعت پ. ۶۱)

آیت (۹) اِنِّي اَخْلَقْتُ لَكُمْ مِنَ

الطَّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَانْفُخْ فِيْهِ فَيَكُوْنُ

طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَابْرِيْ الْاَكْمَامِ

وَالْاَبْرَصِ وَاجْبِي الْمَوْتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ

وَاجْعَلْكُمْ جُمَلًا تَكُوْنُ وَمَا تَدْخُرُوْنَ

فِيْ بَيْوتِكُمْ اِنْ فِيْ ذٰلِكَ لَآيَةٌ لِّكُمْ

برکت رکھی اور ہم کو ہر چیز معلوم ہے۔

عرض کی اے میرے رب مجھے بخش دے اور

مجھے ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے بعد کسی کو

لاائق نہ ہو بیشک تو ہی ہے بڑے دین والا

تو ہم نے ہوا اس کے بس میں کر دی کہ اس کے حکم

سے نرم نرم چلتی جہاں وہ چاہتا اور دیو

بس میں کر دیئے ہر معمار اور غوطہ خور۔ اور

دوسرے اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے۔

تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ

جو تم پر مقرر ہے۔

پس کام کی تدبیر کرنے والوں فرشتوں

کی قسم۔

(عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تمہارے لئے

مٹی سے پرند کی سی صورت بناتا ہوں پھر اس میں

پھونک دیتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے

اللہ کے حکم سے اور تمہیں شفا دیتا ہوں مادر

زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں

مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا

ان کنتم مومنین

(سورہ آل عمران پ ۵۶)

جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھتے

ہو۔ بیشک ان باتوں میں تمہارے لئے بڑی

نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

اور انہیں کیا برا لگا۔ یہی نہ کہ اللہ و رسول

نے اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

آیت (۱۰) وما نقموا الا ان اغناهم

اللہ و رسولہ من فضلہ

(سورہ توبہ پ ۶)

اور اے محبوب یاد کرو جب تم فرماتے تھے۔

اس سے جسے اللہ نے نعمت دی۔ اور تم نے

اُسے نعمت دی۔

آیت (۱۱) اذ تقول للذی انعم اللہ

علیہ وانعمت علیہ

(سورہ احزاب پ ۲۲)

دلائل از احادیث

حدیث (۱) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

انی قد اعطیت مفاہیح خزائن الارض

(از بخاری محتسانی ص ۵)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے زمین

کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمادی گئیں۔

حدیث (۲) قال رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم بعثت بعجوامع الکلم و

نصرت بالوعب بنیانا انانکم راہتینی

آیت بمفاہیح خزائن الارض فوضعت

فی یدی ہ (از مشکوٰۃ ص ۵۱۲)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں

جوامع کلم کیساتھ مبعوث کیا گیا اور رعب کے

ساتھ میری مدد کی گئی اور میں سونے والا تھا کہ میں

نے دیکھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں مجھے

دیدیں گئیں اور میرے ہاتھوں میں رکھ دی گئیں

حدیث (۳) عن علی اعطیت مالہ
 یعط احد من الانبیاء قتلی نصی بالربیب
 واعطیت مہاتیم الارض وسمیت احدا
 وجعل لی التراب طہورا وجعلت
 اُمتی خیر الامم

(مسند از جامع صغیر ص ۳۸ ج ۱)

حدیث (۴) عن جابر قال النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم اتیت بمقالید الدنیا علی
 فرس ابلق جاء فی بہ جبرئیل علیہ
 قطیفۃ من سندس

(مسند احمد از جامع صغیر ص ۶ ج ۱)

حدیث (۵) عن ابن عمر قال النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ
 عبادا اختصہم بحوائج الناس یقرء
 الناس الیہم فی حوائجہم

(طبرانی از جامع صغیر ص ۷۸ ج ۱)

حدیث (۶) عن ابن عمر قال النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم اتیت مہاتیم کل شیء
 (طبرانی از جامع صغیر ص ۹۲ ج ۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی مجھے دے عطا کیا گیا
 جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہ ہوا۔ میری رعب کے
 ساتھ مذ کی گئی اور مجھے زمین کی کنجیاں عطا
 کی گئیں اور میرا نام احمد رکھا گیا اور میرے لئے
 مٹی کو پاک کر دیا گیا۔ اور میری امت
 بہترین امت بنائی گئی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول
 اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے دنیا کی
 کنجیاں ابلق گھوڑے پر سوار کر کے دی گئیں
 اسکو جبرئیل میرے پاس لائے جس پر ریشمی
 سندس کی چادر تھی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی
 کہ بیشک اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں جنہیں
 لوگوں کی حاجتیں پوری کرنے کے لئے خاص
 کر دیا گیا ہے کہ لوگ ان کی طرف اپنی...
 حاجتوں میں فریاد کرتے ہیں۔

انہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی
 کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے
 ہر چیز کی کنجیاں دیدی گئیں۔

حدیث (۷) عن ابن مسعود قال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ
تعالی ملائکة سیاحین فی الارض
یلغون من اُمتی السلام

(مسند احمد نسائی از جامع صغیر ص ۸۷)

حدیث (۸) عن عماد بن یاسر قال البتہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ
ملکا اعطا کا سمع العباد فلیس من
احد یصلی علی الا یدخل فیہا
رطانی از جامع صغیر ص ۱۸

حدیث (۹) عن عائشة قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عائشة
لو شئت لسادت معی جبال لذهب
(رواہ فی شرح السنۃ از مشکوٰۃ ص ۵۲)

حدیث (۱۰) عن ثوبان قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
واعطیت الکثرین الاحمر والابین
(از مشکوٰۃ ص ۵۱۲)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ
تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو زمین کی سیر کرتے
ہیں مجھے میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک
اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے لوگوں کی
آواز سننے کی طاقت عطا فرمائی ہے تو جو
کوئی بھی مجھ پر درود پڑھتا ہے تو وہ اُسے
مجھ کو پہنچا دیتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے
عائشہ اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے
کے پہاڑ چلا کر رہوں۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی انہوں
نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ مجھے دو خزانے سرخ و سفید عطا
کر دیئے گئے۔

از اقوال سلف و خلف

۱۱، علامہ علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں۔

اوقیت مفاتیح خزائن الارض فوضعت
فی یدی ای فی تصرفی و تصرف امتی
از شرح شفا مصری ص ۲۱ ج ۱

یعنی حضور نے فرمایا مجھے زمین کے خزانوں
کی کنجیاں دیدی گئیں پھر میرے ہاتھ میں
رکھ دی گئیں۔ یعنی میرے تصرف اور میری
امت کے تصرف میں کر دی گئیں۔

۱۲، حضرت شیخ محقق مدارج النبوة میں فرماتے ہیں۔

واذاں جملہ آنست کہ دادہ شدہ آنحضرت
راصلی اللہ علیہ وسلم مفاتیح خزائن و سیرد شد
بوی و ظاہر ش آنست کہ خزائن ملوک فارس
و روم ہمہ بدست صحابہ افتاد و باطنش
آنکہ مراد خزائن اجناس عالم است
کہ رزق ہمہ درکفت اقتدار اودے
سیرد و قوت تربیت ظاہر و باطن ہمہ
بوی داد چنانکہ مفاتیح غیب و دست
علم الہی و نمیدانند آنرا مگردے مفاتیح
خزائن رزق و قسمت آن در دست
ایں سید کریم نہادند۔

حضور کے خصوصیات میں سے یہ ہے کہ آپ کو
خزانوں کی کنجیاں دیدی گئیں اسکا ظاہر تو
یہ ہے کہ روم و فارس کے سلاطین کے خزانے
صحابہ کے قبضہ میں آئے اور باطن یہ ہے
کہ عالم کی جنسوں کے خزانے مراد ہیں کہ
سب کا رزق آپ کے دست اقتدار میں دیدیا
گیا اور ظاہر و باطن کی تربیت سب آپ کو
دیدی گئی جیسے غیب کی کنجیاں علم الہی میں
ہیں انکو سوا اسکے کوئی نہیں جانتا رزق کے
خزانوں کی کنجیاں اور انکو تقسیم کرنا اس
سید نبیاء کے قبضہ میں رکھا۔

(از مدارج النبوة ص ۳۹ ج ۱)

(۳) اسی مدارج میں ہے :-

و شائع را میرسد که تخصیص کند هر که را خواهد - شائع علیہ السلام کو یہ حق حاصل ہے کہ
بہر حق خواهد (از مدارج ص ۱۵۱) | وہ جسکو چاہیں خاص کر دیں -

(۴) علامہ ابن حجر مکی فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں :

ومن نفعهم (ای الاولیاء) للخلق ان اولیاء کے مخلوق کو نفع پہنچانے سے یہ بھی ہے
برکتهم تغیث العباد و یدفع بکھا کہ ان کی برکت سے لوگوں پر بارش ہوتی ہے
لفساد و الا لفسدت الارض اور فساد دفع ہوتا ہے ورنہ زمین فاسد ہو جاتی
(از فتاویٰ حدیثیہ ص ۲۲)

(۵) عارف باللہ علامہ احمد صاوی تفسیر صاوی میں فرماتے ہیں :

فمن زعم ان النبی کا حد لئاس لا یمیل پس جس نے گمان کیا کہ نبی اور لوگوں کی برابر
شیئاً اصلاً ولا نفع به لا ظاہراً ولا ہیں کسی چیز کے مالک نہیں نہ ان سے نفع پہنچتا
باطناً فهو کافر خاصاً بالذین والآخرۃ ہے نہ ظاہر طور پر نہ باطن طور پر تو وہ کافر
(از صاوی ص ۱۵۵ ج ۱) | ہے اور اسکی دنیا و آخرت پر باد ہے -

الحاصل یہ آیات و احادیث و اقوال عقیدہ اہلسنت کے موافق ہیں اور عقیدہ وہابیہ
اس سب کے خلاف ہے اور تصرف کی قدرت اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء و اولیاء کو
عطا فرمائی - اور وہ اُس قدرت سے عالم میں تصرف کرتے ہیں اور جو ان کو ایسی
طاقت نہ مانے اور ان سے نفع نہ سمجھے تو وہ بحکم علامہ صاوی کافر ہے -

مسئلہ توسل

عَقِيدَةُ وَهَابِيَّةٌ یہ ہے کہ حضرات انبیاء و اولیاء کو وسیلہ نہ بنائے اور اگر ان کو وسیلہ اور سفارشی سمجھے تو وہ البوجہل کی برابر مشرک ہے۔

اللہ صاحب کو کہ سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے پر اور بادشاہوں کی طرح مغرور نہیں کہ کوئی رعایتی بہتیرا ہی التجا کرے اس کی طرف مارے غرور کے خیال نہیں کرتے اس لئے رعایتی لوگ اور امیروں کو مانتے ہیں اور ان کا وسیلہ ڈھونڈتے ہیں تاکہ انھیں کی خاطر سے التجا قبول ہووے بلکہ وہ بڑا رحیم و کریم ہے۔ وہاں کسی کی وکالت کی حاجت نہیں جو اس کو یاد رکھے وہ آپ ہی اس کو یاد رکھتا ہے کوئی سفارش کرے یا نہ کرے۔ (تقویۃ الایمان ص ۳)

یعنی جو لوگ پکارتے ہیں ان کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی۔ نہ فائدہ پہنچانے کی نہ نقصان کر دینے کی، اور یہ جو کہتے ہیں کہ یہ بزرگ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس سو یہ بات اللہ نے تو نہیں بتائی (تقویۃ الایمان ص ۴)

سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے۔ سو

البوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۵)

عقیدہ اہل سنت یہ ہے کہ حضرات انبیاء و اولیاء درگاہ الہی میں وسیلہ ہیں۔ اور ان کے توسل سے دعا جلد قبول ہوتی ہے۔ اس کے دلائل ملاحظہ ہوں۔

از آیات

(۱) آیت۔ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ اور خدا کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔

(سورہ مائدہ پ ۶۴)

آیت (۲)، وکانوا من قبل لیستغفرون علی

الذین کفرواہ سورہ بقرہ پ ۱۱۶

آیت (۳)، ولوانہم اذ ظلموا انفسہم

جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر

لہم الرسول لوجدوا اللہ توایا

رحیم

(سورہ نسا پ ۶۴)

اور وہ اس سے پہلے اسی نبی کے وسیلے

سے کافروں پر فتح مانگتے تھے

اور اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تو

اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ

سے معافی چاہیں اور رسول اسکی سفارش

فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول

کرنے والا مہربان پائیں۔

ولائل از احادیث

حدیث (۱)، عن انس بن مالک ان

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انا

کنا نتوسل الیک نبینا صلی اللہ

علیہ وسلم فتسقینا وانا نتوسل الیک

بجہ نبینا فاستقنا قال فیستقون

(از بخاری شریف ص ۱۳۱ ج ۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ بیشک

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے قحط سال

میں اس طرح دعا کی اے اللہ ہم تیری طرف اپنی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ کیا کرتے تھے

تو ہمیں سیراب کرتا اور ہم تیری طرف اپنے نبی

کے چچا حضرت عباس کا وسیلہ کرتے ہیں تو ہمیں

سیراب کر دے کہاراوی نے تو وہ سیراب کیے دیے گئے

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے

مروی کہ ایک مرد کمزور بیکانی کا نبی صلی اللہ علیہ

حدیث (۲)، عن عثمان بن حنیف

ان رجلا صرا البصراتی النبی صلی اللہ

صلیہ وسلم قال اودع اللہ ان یجا
فینی قال ان شئت دعوت وان شئت
صبرت فہو خیر لک قال فادعہ قال
فامرہ ان یتوضا و ینحس و وضوۃ
وبی عوبہذا الدعا اللہم انی اسئلک
وان توجہ الیک نبیک محمد بنی الرحمة
انی توہمت بک الی ربی فی حاجتی
ہذا لتقضی لی

(از ترمذی شریف ص ۵۵ ج ۲)

حدیث (۳) عن عمر بن الخطاب قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما
اقترب ادم الخطیئة قال یارب سئلک
بمحمی محمد لما عذرت لی فقال اللہ
یا آدم و کیف عرفت محمد اولم
اخلقہ قال لاندک یارب لما خلقتنی
بیدک و نفخت فی من روحک رفعت

وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا
کہ اللہ سے یہ دعا کیجئے کہ وہ مجھے اس مجبوری
سے عافیت دے فرمایا اگر تو چاہتا ہے تو میں
دعا کروں اور اگر تو چاہے تو صبر کر کہ یہ تیرے
لئے بہتر ہے عرض کیا کہ حضور دعا کر دیں راوی
نے کہا کہ حضور نے اسکو وضو کرنے کا حکم دیا
کہ وہ اچھی طرح وضو کرے اور یہ دعا کرے
اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری
طرف تیرے نبی رحمہ محمد کے وسیلہ سے متوجہ
ہوتا ہوں۔ اے نبی میں تمہارے وسیلہ سے اپنی
رب کی طرف اپنی اس حاجت میں متوجہ ہوتا
ہوں تاکہ میری حاجت روائی ہو جائے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی
انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام خطا سے ملوث ہوئے
تو انہوں نے عرض کی اے رب میں تجھ سے بوسیلہ
محمد کے سوال کرتا ہوں کہ تو میری مغفرت کرے
اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تو نے محمد کو کیسے
پہچانا کہ میں نے انہیں پیدا بھی نہیں کیا ہے

رأسی قرأت علی قوائم العرش مکتوباً
لا اله الا الله محمد رسول الله فعلت
انک لم تصف الی اسمک الا احب
الخلق الیک فقال الله تعالی صدقت
یا ادم انه لاحب الخلق الی واذ اسالنی
بحقه قد غفرت لک ولولا محمد ما
خلقتک

(بیہقی۔ حاکم۔ از مواہب لدنیہ)

(جلد ۱ ص ۱۲)

عرض کیا کہ اے رب جب تو نے مجھے پیدا کیا
اور میرے اندر اپنی طرف سے روح پھونکی تو
میں نے اپنا سراٹھایا تو میں نے عرش کے
پایوں پر لکھا ہوا دیکھا لا اله الا الله محمد رسول
تو میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ
اپنے محبوب مخلوق کا نام ملا یا ہے تو اللہ تعالیٰ
نے فرمایا اے آدم تو نے سچ کہا وہ میرے نزدیک
مخلوقات میں سب سے زیادہ محبوب ہے جب
تو نے ان کے توسل سے سوال کیا ہے تو میں نے
تیری مغفرت کر دی۔ اگر محمد نہ ہوتے تو میں
تجھ کو پیدا نہ کرتا۔

حضرت عبداللہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا
کہ میں نے حضرت ابن عمر سے ابو طالب کا یہ شعر
سنا:۔ اور قسم ہے اُس گولے چہرہ کی جس کے
وسیلے سے بادل سے سیرابی طلب کی جاتی ہے
جو یتیموں کا ماویٰ اور خاکساروں کی پناہ
ہے۔ عمر بن حمزہ نے کہا کہ ہم سے سالم نے
حدیث بیان کی کہ بسا اوقات میں شاعر کا یہ
ذکر کرتا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کی

حدیث (۴) عن عبد الله قال سمعت
ابن عمر یتمثل بشتعرا بی طالب
وابیض یستسق العماء یوجہ شمال الیتاھی
عصمہ للارامل وقال عمر بن حمزہ حدثنا
سالم عن ابیہ وریما ذکر قول الشعاع
وانا انظر الی وجد النبی صلی اللہ علیہ
وسلم یستسق فہا ینزل حتی یحیش کل
میزاب۔ (از بخاری شریف ص ۱۳۷)

طرف نظر کر کے سیرانی طلب کی جاتی تو بارش ہونے لگتی یہاں تک کہ ہر پرنا لہ پیٹنے لگتا۔ حضرت انس بن مالک سے مروی انہوں نے کہا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا۔ یا رسول اللہ جانور ہلاک ہونے لگے اور راستے بند ہو گئے اللہ سے دعا کیجئے تو حضور نے اللہ سے دعا کی تو جمعہ سے جمعہ تک ایک ہفتہ برابر ہم پر بارش ہوئی تو وہی شخص پھر خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا یا رسول اللہ مکانات گرنے لگے اور راستے بند ہو گئے اور جانور مرنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی کہ اے اللہ پہاڑوں اور ٹیلوں کی چوٹیوں پر برسا۔ اور وادیوں اور باغوں میں بارش کر تو وہ ابرہہ شہر مدینہ سے ہٹ گیا جیسے کپڑا پھٹ جاتا ہے۔

حضرت سعد سے مروی کہ تم نہیں مد کئے جاتے مگر بوسیلہ اپنے کمزوروں کے ان کی دعا و اخلاص کی بنا پر۔

حدیث (۵) عن انس بن مالک انہ قال جاء رجل الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله هلك المواشي وتقطعت السبل فادع الله فادع الله فمطرنا من الجمعة الى الجمعة فجاء رجل الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله تهدمت البيوت وتقطعت السبل وهلك المواشي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم على ظهور الجبال والاكمام ولبون الاودية ومتابت الشجر فانجابت عن المدينة انجيا الثواب۔

(از بخاری ص ۱۳۹ جلد ۲)

حدیث (۶) عن سعد بن ابي وقاص عن النبي صلى الله عليه وسلم انهم وضعوا ثيابهم في السبل فمطرنا من الجمعة الى الجمعة

(از جامع صغیر ص ۱۸۳ جلد ۲)

حدیث (۷۷) عن محمد بن حرب
الرهلائی قال اتیت قبر البتی صلی اللہ
علیہ وسلم فررتہ وجلست بحذاءہ
فجاء اعرابی فزارہ ثم قال یا خیر الرسل
ان اللہ انزل علیک کتابا صادقا قال
فید ولوا تمہم اذ ظلموا نفسہم جادک
فاستغفروا باللہ واستغفر لہم الرسول
لوحد واللہ تو اباحیا وقد حببتک
مستغفرا من ذنبی مستشفعا بک
الی ربی وانشاء بقول یا خیر من
دفنت بالقاع اعظمہ قناب من
طیجہن القاع والاکم نفسی الفداء
لقبرانت ساکتہ فیہ العفات و
فیہ الجود والکرم۔

ووقف اعرابی علی قبر الشریف وقال
اللہم انک امرت لعتق العبد و هذا
حبیبک وانا عبدک فاعتقنی من النار
علی قبر حبیبک وقہتف ہاتفت بی
باہذا التسلال العتق لک وحدک ہلا

محمد بن حرب سے مروی۔ انہوں نے کہا کہ میں
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر حاضر ہوا۔ اور
بیٹھ گیا۔ تو ایک اعرابی بدوی آیا۔ اور اس نے
عرض کیا اے بہترین مرسلین اللہ نے تم پر سچی
کتاب نازل فرمائی اور اسمیں یہ فرمایا اگر وہ
اپنی جانوں پر ظلم کریں پھر تمہارے حضور حاضر ہوں
اور اللہ سے معافی چاہیں۔ اور رسول انکے
لئے سفارش کرے تو اللہ کو بہت ضرور بہت
توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے تو میں
آپ کے حضور اپنے گناہ سے مغفرت طلب کرنے
کے لئے حاضر ہوا ہوں اور اپنے رب کی طرف
آپ کے وسیلہ سے سفارش چاہتا ہوں اور اس نے
یہ شعر پڑھا:۔ اے بہترین سب سے جو زیر زمین
مدفون ہوں تو انکی خوشبو سے گورستان معطر
ہو جائے میری جان اس قبر پر قربان جس میں آپ ہیں
اسمیں جود و عفاف اور کرم اے جان پاک
پھر وہ اعرابی قبر شریف کے نزدیک کھڑا ہوا
اس نے کہا اے اللہ تو نے غلام آزاد کر نیکا حکم
دیا ہے اور یہ تیرے حبیب ہیں اور میں تیرا بندہ

سألت جميع الخلق اذهب فقد
اعتقناك ومن النار۔

(ابن نجار ابن عساكر از مواہب
جلد ۲)

ہوں تو مجھے دوزخ سے آزاد کر اپنے حبیب کے
مزار ہی پر تو مجھے ایک ہاتھ نے آواز دی آ
شخص تو آزادی مانگتا ہے فقط ایک اپنی
تو نے تمام تمام مخلوق کیلئے کیوں نہیں سوال کیا
جاؤ ہم نے تجھے آزاد کر دیا دوزخ سے۔

دلائل از اجماع و اقوال سلف و خلف

(۱) علامہ احمد صاوی، تفسیر صاوی میں فرماتے ہیں۔

قالا نباء وسائط لا مصلحہ فی کل شیئ
و واسطتہم رسول اللہ
(از تفسیر صاوی مصری ص ۱۱)

حضرات انبیاء اپنی امتوں کیلئے وسائط اور
وسیلے ہیں ہر شیئی میں اور ان کا واسطہ اور
وسیلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(۲) اسی میں ہے۔

فہو الواسطۃ لکل واسطۃ حتی
ادم (از صاوی ص ۲۲ ج ۱)

حضور علیہ السلام ہر واسطہ کا واسطہ ہیں۔
یہاں تک آدم علیہ السلام کے۔

(۳) شیخ الاسلام علامہ سمہودی وفار الوفار میں فرماتے ہیں۔

ما زال الناس یتبرکون بقبور العلماء
والشہداء والصالحین وکان الناس
یحملون تراب قبر سیدنا حمزہ بن
عبد المطلب فی القدییم من الزمان

ہمیشہ سے لوگ علماء اور شہداء و صالحین کی
قبروں سے تبرک حاصل کرتے رہے اور سیدنا
حمزہ بن مطلب کی قبر کی مٹی پہلے زمانہ سے
اٹھاتے رہے۔

(از وفار الوفا ص ۱)

(۴) یہی علامہ اسی میں فرماتے ہیں۔
 ان الاستغاثہ والتشفع بالنبی صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ونجاة وبرکتہ
 الی ربہ تعالیٰ من فعل الانبیاء والمرسلین
 وسیر السلف الصالحین واقع فی کل
 حال قبل خلقہ وبعد خلقہ فی حیاة
 الدنیویة ومدة الیرزخ وعرصات
 القيامة۔

وفار الوفا ص ۱۹

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
 فریاد طلب کرنا اور سفارش کرنا ان کے وسیلے
 اور برکت سے درگاہ الہی میں حضرات انبیاء
 و مرسلین اور سلف صالحین کے فعل اور
 عادت سے ثابت ہے اور ہر حال میں قبل
 وجود پاک اور بعد وجود شریف زمانہ حیات
 اور بعد وفات واقع ہے۔ اور عرصہ قیامت
 میں ہوگا۔

(۵) شیخ الاسلام صاحب سیرۃ النبی علامہ احمد بن حنبل الدار السنیہ میں فرماتے ہیں۔
 التوسل مجمع علیہ عند اهل لسنۃ
 از الدار السنیہ مصری ص ۲۴
 اہل سنت کا توسل پر اجماع ثابت
 ہو چکا ہے۔

(۶) شیخ محقق دہلوی جاذب القلوب میں فرماتے ہیں :-

وسیلہ چاہنا اور مدد طلب کرنا حضور
 سید مرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے باجماع
 علماء دین قولاً اور فعلاً افضل سنت
 اور مؤکد مستحب ہے۔

و توسل واستمداد بربی حضرت منقبت قبا۔
 صلی اللہ علیہ وسلم زیارت حضرت سید المرسلین
 صلی اللہ علیہ وسلم باجماع علماء دین قولاً
 و فعلاً از افضل سنن و اوکد مستجاب است

(از جذب القلوب ص ۱۴۹)

(۷) یہی شیخ اسی میں فرماتے ہیں:-

توسل بولے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم موجب
قضائے حاجت و سبب نجاح مرام است
حضور علیہ السلام سے توسل حاجت پوری
ہونے کا سبب اور مراد حاصل ہو جانے
کا موجب ہے۔

(از جذب القلوب ص ۱۵۱)

الحاصل عقیدہ اہل سنت ان کثیر آیات و احادیث و اقوال کے موافق ہے اور عقیدہ
وہابیہ ان سب کے خلاف ہے اور اسلام کے ہر سہ دلائل قرآن و حدیث اور اجماع سب
ہی کے مخالف ہے۔ تو اسکے غلط و باطل ہونے کیلئے یہی بات بہت کافی ہے۔

مسئلہ ندامت

عَقِيدَةُ وَهَابِيَّةٌ یہ ہے کہ کسی غیر خدا نبی ولی تک کو یا کہہ کر پکارنا شرک ہو
چنانچہ تقویۃ الایمان میں ہے: کسی انبیاء اور اولیاء کی پیروی و شہید کی بھوت و پری
کی یہ نشان نہیں جو کوئی کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور
اس توقع پر نذر و نیاز کرے اور اسکی منتیں مانے اور اسکو مصیبت کے وقت
پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۱)

وظیفہ یا شیخ عبدالقادر کا بندہ اچھا نہیں جانتا اگرچہ شرک نہیں لیکن مشابہ بشرک
ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۹-۳۰ جلد ۱)

یا رسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہوگا اور اگر یہ عقیدہ کر کے کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں
بسبب علم غیب کے تو خود کفر ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۰ ج ۳)

عَقِيدَةُ اَهْلِ سُنَّتٍ یہ ہے کہ ندائے غیر اللہ صحیح و جائز ہے اور اس پر اُمت

کا عمل ہے اور اس کو شرک کہنا غلط ہے۔

دلائل از آیات

- آیت (۱) **يَا آدَمُ أَنْبِئْهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ**
(سورہ بقرہ پارہ ۱۷ ص ۶۴)
- آیت (۲) **يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ** (سورہ بقرہ پ ۶۴)
- آیت (۳) **يَا نُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ** (ہود۔ پ ۱۲ ص ۶۴)
- آیت (۴) **يَا مُوسَى إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ** (قصص پ ۲ ص ۶۷)
- آیت (۵) **يَا إِبْرَاهِيمُ اعْرِضْ عَنْ هَذَا**
(ہود۔ پ ۱۲ ص ۶۷)
- آیت (۶) **يُحْيِيهِ اِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَىٰ ذَا آلِ عِمْرَانَ** (پ ۱۲ ص ۶۷)
- آیت (۷) **يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ** (مائدہ پ ۳ ص ۶۱)
- آیت (۸) **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا**
- آیت (۹) **يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ**
- اے آدم بتادے انہیں سب اشیاء کے نام
- اے آدم تو اور تیری بی بی اس جنت میں رہو۔
- اے نوح کشتی سے اتر ہماری طرف سے سلام اور برکتوں کے ساتھ۔
- اے موسیٰ بیشک میں ہی ہوں اللہ رب سارے جہانوں کا۔
- اے ابراہیم اس خیال میں نہ پڑ۔
- اے عیسیٰ میں تجھے پوری عمر تک پہنچا دوں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھا لوں گا۔
- اے رسول پہنچا دو جو کچھ اترامہیں تمہارا رب کی طرف سے۔
- اے نبی ہم نے تمہیں گواہ بنا کر بھیجا۔
- اے آگ ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی ابراہیم

ابراہیم۔ (انبیاء۔ پ ۴۵)

آیت (۱۰) یَا مَعْشَرَ الْیَہُودِ (ہود پ ۴۴)

آیت (۱۱) یَسْمَاءُ اَقْلَبِی (ہود پ ۴۴)

آیت (۱۲) یَا حِیَّالْ اَوْ بِیْ مَعَهُ الطَّیْرُ

(سبا پ ۴۷)

آیت (۱۳) یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْزُوا

بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ (یقر پ ۴۳)

آیت (۱۴) یَا اَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّ کُمْ

اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ

(سورہ محمد پ ۴۱)

دلائل از احادیث

حدیث (۱) یا ابابکر ان اللہ سَمَاءٌ

وَالصَّدِّیْقُ (رواہ الوطمی مسند فردوس از

کنوز الحقائق ص ۲۰۴ جلد ۲)

حدیث (۲) یا ابابکر انت عتیق اللہ

مِنَ النَّارِ (رواہ السَّحَّاکُمْنِی الْمُسْتَدْرَکُ

از کنوز الحقائق ص ۲۰۴ ج ۲)

حدیث (۳) یا ابابکر علیک الصِّدْقُ الْحَدِیْثُ

(مسند فردوس از کنوز الحقائق ص ۲۰۴ ج ۲)

پہ

اے زمین اپنا پانی نکل لے۔

اے آسمان ٹھم جا۔

اے پیار اس کے ساتھ اللہ کی طرف

رجوع کر اور اے پرندو۔

اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو۔ بیشک قیامت

کا زلزلہ بڑی سخت چیز ہے۔

اے ابوبکر اللہ نے تیرا نام صدیق رکھا ہے

اے ابوبکر تو دوزخ سے آزاد شدہ ہے۔

اے ابوبکر تو سچ کو لازم پکڑ۔

حدیث (۴) یا ابابکر ما ظنک یا ثنین
اللہ تالہما۔ (روایتین از کنوز الحقائق
ص ۲۰۴ ج ۲)

حدیث (۵) یا ابابکر ہذا حیریل
یقرئک من اللہ السلام
(رواہ الطبرانی از کنوز الحقائق ص ۲۰۴ ج ۲)

حدیث (۶) یا ابالدر داء لا تمخص لیلۃ
الجمعة بقیام (رواہ احمد فی مسندہ
از کنوز الحقائق ص ۲۰۴ ج ۲)

حدیث (۷) یا ابادوس ایاک و
مشاورة النساء

(رواہ الطبرانی از کنوز الحقائق ص ۲۰۴ ج ۲)

حدیث (۸) یا اباذر انتہ لا یفتی
من الدنیا ما کان للآخرة

(رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس از

کنوز الحقائق ص ۲۰۴ جلد ۲)

حدیث (۹) یا اباذر جد السقینۃ
فان البحر عمیق (رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس
از کنوز الحقائق ص ۲۰۴ ج ۲)

حدیث (۱۰) یا اباذر صل الصلاة

اے ابوبکر تیرا خیال ہے ان دو کے ساتھ
جن کا تیسرا اللہ ہے۔

اے ابوبکر یہ حیریل ہیں۔ تجھے اللہ کی
طرف سے سلام کہتے ہیں۔

اے ابوالدر در شب جمعہ کو قیام لیل
کے ساتھ خاص مت کر۔

اے ابودوس تو اپنے آپ کو عورتوں کے
مشورہ سے بچا۔

اے ابوذریات یہ ہے کہ دنیا کی کوئی
چیز آخرت کے لئے مضر نہ ہو۔

اے ابوذریشتی نئی تیار کر کہ دریا بہت
گہرا ہے۔

اے ابوذری نماز اس کے وقت پر ادا کر

لوقتها۔ (رواہ احمد فی مسندہ از

کنوز الحقائق ص ۲۰۴ ج ۲)

حدیث (۱۱) یا ابارافع اقتل کل کلب

بالمدينة (رواہ احمد از کنوز الحقائق ص ۲۰۴ ج ۲)

حدیث (۱۲) یا ابا سعید لا یاکل

طعامک الا تقے (رواہ حاکم الترمذی

فی النوادر از کنوز الحقائق ص ۲۰۴ ج ۲)

حدیث (۱۳) یا ابا عمیر ما فعل النخیر

ر (رواہ الطبرانی و احمد از کنوز الحقائق

ص ۲۰۴ ج ۲)

حدیث (۱۴) یا ابا فاطمہ ان اردت

تلقانی فاکثر السجود۔ (رواہ احمد فی

مسند از کنوز الحقائق ص ۲۰۴ ج ۲)

حدیث (۱۵) یا ابا حریۃ اذا توضأت

فقل بسم اللہ۔ (رواہ الطبرانی از

کنوز الحقائق ص ۲۰۴ ج ۲)

حدیث (۱۶) یا ابا ہریرۃ جد الاسلام

تکثر من الشہادۃ۔ (رواہ الدیلمی فی

مسند الفردوس از کنوز الحقائق ص ۲۰۴ ج ۲)

اے ابورافع مدینہ کے ہر کتے کو قتل کر دے

اے ابو سعید تیرے کھانے کو متفتی ہی۔۔

کھائے۔

اے ابو عمیر کیا ہوا بغیر پرندہ۔

اے ابونفاطمہ اگر تو مجھ سے ملاقات کرنا

چاہتی ہے تو سجدے بکثرت کر۔

اے ابو ہریرہ جب تو وضو کرے۔ تو

بسم اللہ پڑھ۔

اے ابو ہریرہ کلمہ شہادت بکثرت پڑھ

اور تجدید اسلام کیا کر۔

اے بھائی اے عمر تو ہمیں اپنی دعا سے
نہ بھلانا۔

اے ابن عباس جب تو قرأت کرے تو
ترتیل کرنا۔

اے سعد تیرا اندازی کر۔ تجھ پر میرے باپ
ماں فدا ہوں۔

اے عائشہ دے اور شمار نہ کر۔ کہ اللہ
شمار نہ کرے گا تجھ پر۔

حضرت عثمان بن حنیف مروی ہے کہ بیشک
ایک نابینا نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ اللہ
سے دعا کیجئے کہ میری آنکھ کو بنیا کر دے فرمایا
جا کر وضو کر و پھر دو رکعت نماز پڑھو پھر کہو
اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اور
بوسیہ محمد نبی الرحمتہ کے تیری طرف متوجہ ہوتا
ہوں یا رسول اللہ میں تمہارے رب کی طرف

حدیث (۱۷) یا انی یا عمر لا تنستامن
دعائک۔ (رواہ احمد فی مسند۔ از
کنوز الحقائق ص ۲۰۴ ج ۲)

حدیث (۱۸) یا ابن عباس از اقرأت
فرتل (رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس
از کنوز الحقائق ص ۲۰۴ ج ۲)

حدیث (۱۹) یا سعد ارم فداک
ابی واہی۔ (رواہ البخاری از
کنوز الحقائق ص ۲۰۵ ج ۲)

حدیث (۲۰) یا عائشہ اعطی ولا
یحصى فیحصی اللہ علیک (رواہ احمد
فی مسندہ از کنوز الحقائق ص ۲۰۵ ج ۲)

حدیث (۲۱) عن عثمان بن حنیف
ان لعمی قال یا رسول اللہ ادع اللہ
ان یکشف لی عن بصری قال انطق۔
فتوضاء ثم صل رکعتین ثم قل اللہم
انی اسئلك واتوجه الیک بنی محمد
نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بک
الی ربک ان یکشف لی عن بصری

(از شرح شفا ص ۴۵۳ ج ۱)

حدیث (۲۲) عن عبد اللہ بن عباس
قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یعلمنا التشہد کما یعلمنا السورة من
القرآن وفي التشہد السلام علیک
ایہا النبی (از مشکوٰۃ ص ۸۵)

آپ کے وسیلہ سے متوجہ ہو کر یہ چاہتا ہوں کہ
میری آنکھیں کھل جائیں۔
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تشہد
اس طرح سکھاتے تھے جس طرح قرآن کی
سورۃ سکھاتے تھے اور تشہد میں یہ ہے
کہ سلام ہو تم پر اے نبی۔

از اقوال سلف و خلف

(۱) روی ابو حنیفۃ فی مسندہ عن
ابن عمر رضی اللہ عنہما قال من السنۃ
ان تاتی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من قبل القبلة وتجعل ظہرک
الی القبلة وتستقبل القبر بوجہک
ثم تقول السلام علیک ایہا النبی
الکریم (از وفار الوفا ص ۲۲ ج ۲)

امام اعظم نے اپنے مسند میں حضرت ابن عمر
رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے
فرمایا۔ سنت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی قبر پر حاضر ہو قبلہ کی طرف سے اپنی
پشت قبلہ کی طرف کرے اور قبر شریف کی
طرف منہ کرے پھر کہے سلام ہو تم پر اے
نبی کریم۔

(۲) قصیدہ امام اعظم میں ہے:
یا سید السادات جنک قاصدا
ارجو رضاک و احمی بحماک

اے سرداروں کے سردار میں آپ کے پاس
یہ قصد کرتے ہوئے حاضر ہوا ہوں آپ کی رضا

واللہ یا خیر الخلق ان لی قلبا
مشوقا لا یروم سواک

کا طالب ہوں اور آپکی حمایت کو تلاش
کرتا ہوں خدا کی قسم اے بہترین خلق میرے
پاس شوقین قلب ہے جو آپ کے سوا کسی کا
ارادہ نہیں کرتا۔

(۳) نظم مقدسی میں ہے :

یا خیر من دفنت بالقاع اعظمہ
قطاب من طیبہن القاع والاکم
(از شفاء السقام ص ۱۲۶)

اے بہترین ان کے جو زمین میں مدفون ہوئے
تو ان کی خوشبو سے گورستان کی خاک معطر
ہو جاتے۔

(۴) مراقی الفلاح میں بوقت حاضری روضہ طاہرہ یہ الفاظ سلام تعلیم کئے۔

السلام علیک یا سیدک یا رسول اللہ
السلام علیک یا نبی اللہ۔

السلام علیک یا حبیب اللہ۔

السلام علیک یا نبی الرحمة

السلام علیک یا شفیع الامۃ

السلام علیک یا سید المرسلین

(از مراقی الفلاح ص ۴۳۲)

(۵) فتاویٰ علمگیری میں ہے :

السلام علیک یا رسول اللہ من فلان

بن فلان یشفع بک الی ربک

فاشفعلہ ولجميع المسلمين۔

تم پر سلام ہو یا رسول اللہ فلاں بن فلاں
کی طرف سے وہ آپکی ریکی طرف آپ کے
وسیلہ سے سفارش چاہتا ہے تو اسکے لئے

اور تمام مسلمانوں کیلئے سفارش کیجئے

(۶) علامہ خیر الدین رملی استاذ صاحب در مختار فتاویٰ خیر یہ میں لکھتے ہیں -

اے شیخ عبدالقادر فہوندؒ و اذ اضیف
الیہ شیئ للہ فہو طلب شیئ اکراما
للہ فما الموجب لحرمة
لہذا اسکے حرام ہونیکا کیا سبب ہے -

(از فتاویٰ خیر یہ مصری ص ۱۸۲)

(۷) علامہ سمہودی و فار الوفا میں زائر مدینہ کیلئے یہ الفاظ تعلیم کرتے ہیں -

بوقت زیارت کہے یا رسول اللہ ہم آپ کے
پاس وفد ہو کر حاضر ہوئے اور زیارت کرنے
والے اور ہم آپ کی خدمت میں آپ کا حق ادا
کرنے کیلئے آئے ہیں اور آپ کی زیارت سے ترک
حاصل کرنے کیلئے اور آپ کے رب کی طرف آپ کو
وسیلہ بنا کر سفارش چاہنے حاضر ہوئے ہیں

يقول نحن وفدك يا رسول الله و
زوارك جنناك لقضاء حقك
والتبرك بزيارتك والاستشفاء
بك الى ربك

(از وفار الوفا ط ۴۳ ج ۲)

(۸) حضرت مولانا جامی فرماتے ہیں :

اے نبی اللہ رحم کیجئے رحم کیجئے -

(۹) حضرت شمس الدین تبریزی فرماتے ہیں :

یا رسول اللہ آپ ہی اپنے خالق کے خاص حبیب
ہیں آپ خدائے پاک کے برگزیدہ ہمیشہ ہیں -

یا رسول اللہ حبیب خالق یکتا تویی
برگزیدہ ذوالجلال پاک بے ہمتا تویی

(۱۰) حضرت شیخ محقق اپنے قصیدے میں فرماتے ہیں -

خزایم در غم ہجر جمالت یا رسول اللہ جمال
خود نما رتھے بجان زار شیدا کن بہر
یا رسول اللہ آپ کے جمال کے غم ہجر میں، میں
بر باد ہو گیا۔ اپنا جمال دکھائیے اس جان
زار پر رحم کیجئے بہر صورت یا رسول اللہ کرم
کیجئے اس بے سرو سامان پر اپنا لطف
(از اخبار الاخبار ص ۳۲) فرمائیے۔

الحاصل اگر غیر خدا کو یا سے ندا کر کے پکارنا شرک یا حرام و ناجائز ہوتا۔ تو
قرآن و حدیث میں وارد نہ ہوتا۔ اور اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کا
خود یہ فعل نہیں ہوتا اور صحابہ کرام و سلف صالحین کے کلاموں میں یہ ہرگز ہرگز
وارد نہ ہوتا۔ تو ان آیات و احادیث اور اقوال صحابہ و سلف صالحین نے یہ ثابت
کر دیا کہ ندائے غیر اللہ جائز و صحیح ہے اور یہ معمول بہ بھی ہے۔ اس کو شرک کہنا
باطل ہے ورنہ سب کو بلکہ اللہ و رسول پر بھی (معاذ اللہ) وہابیوں کو شرک کا
فتویٰ لگانا پڑیگا اور سب کو مشرک کہنا پڑے گا۔

مسئلہ استعانت

عَقِيدَةُ وَهَابِيَّة۔ یہ ہے کہ اللہ کے سوا انبیاء اور اولیاء سے مدد مانگنی
اور ان سے نفع اور نقصان کی امید رکھنی شرک ہے۔
عالم میں ارادہ سے تصرف کرنا اور اپنا حکم جاری کرنا اور اپنی خواہش سے مارنا اور
چلانا۔ روزی کی کٹائش اور تنگی کرنی اور تندرست اور بیمار کر دینا۔ فتح و شکست
دینی۔ اقبال و ادبار دینا۔ مرادیں پوری کرنی۔ حاجتیں بر لانی۔ بلائیں طمانی مشکل

میں دستگیری کرنی۔ بُرے وقت میں پہنچنا۔ یہ سب اللہ ہی کی شان ہے۔ اور کسی انبیاء و اولیاء کی پیروی و شہید کی بھوت و پری کی یہ شان نہیں۔ جو کوئی کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور اس توقع پر نذر و نیاز کرے اور اس کو مصیبت کے وقت بیکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے۔ خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے۔ ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۱) ہر مراد اللہ ہی سے مانگے اور ہر مشکل میں اسی کی مدد چاہے (تقویۃ الایمان ص ۳۹) ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار (ص ۲۹) نفع اور نقصان کی اُسید رکھتی اسی سے چاہئے کہ یہ معاملہ اور کسی سے کرنا شرک ہے (تقویۃ ص ۴۴)

عقیدہ اہل سنت :- یہ ہے کہ بالذات نفع اور نقصان کا پہنچانے والا اور مدد کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور حضرات انبیاء اور اولیاء خدا داد قوت سے مدد کرتے ہیں۔ مشکلیں ٹالتے ہیں۔ مرادیں بر لاتے ہیں۔ ان سے مخلوق کو نفع اور نقصان پہنچتا ہے۔ یہ دستگیری کرتے ہیں۔ اس کے دلائل یہ ہیں۔

دلائل از آیات

آیت (۱) واستعینوا بالصبر والصلوة صبر و نماز سے مدد چاہو۔

(سورۃ بقرہ رکوع ۳)

آیت (۲) وتعاونوا علی البر والتقویٰ اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے

کی مدد کرو۔

(سورۃ مائدہ پ ۱ رکوع ۱)

آیت (۳) قال من انصاری الی اللہ
قال انحواریون نحن انصار اللہ

(سورہ آل عمران پ ۳ رکوع ۱۲)

آیت (۴) ثم ادعہن یا تینک

سعی (بقرہ پ ۳ رکوع ۳)

آیت (۵) فاعینونی بقوة اجعل

بینکم و بینہم ردما۔

(الکہف پ ۲ رکوع ۲ آیت ۹۵)

عیسے نے کہا کون میرے مددگار ہوتے

ہیں اللہ کی طرف حواریوں نے کہا ہم

دین خدا کے مددگار ہیں۔

پھر ان کو پکارو وہ تیرے پاس دوڑتے

ہوئے آئیں گے۔

ذوالقرنین نے فرمایا۔ میری طاقت سے

مدد کرو۔ میں تم میں اور ان میں ایک مضبوط

آڑ بنا دو۔

دلائل از احادیث

حدیث (۱) عن معاذ بن جبل استعینوا

علی انجاج الحوائج بالکتمان فان کل

ذی نعمۃ محسود۔ (طبرانی)

علیہ ابن عدی وغیرہ از جامع صغیر ص ۳۳ ج ۱

حدیث (۲) عن ابن عباس استعینوا

بطعام السحر علی صیام النہار و

بالقیلولة علی قیام الیل۔

(رواہ مستدرک۔ طبرانی)

بیہقی از جامع صغیر ص ۳۳ ج ۱

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی

ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اپنی حاجتوں پر کامیابی کے لئے چھپانے

کے ساتھ مدد چاہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی

کہ حضور نے فرمایا کہ روز روشن پر سحری

کھا کر مدد چاہو۔ اور قیام شب پر دوپہر

میں سو کر مدد چاہو۔

حدیث (۳) عن انس استعینو
 علی النساء بالعری فان احدھن
 اذا کثرت ثیابھا راحست زینتھا
 اعجبھا الخروج۔ (رواہ ابن عدی
 از جامع صغیر ص ۳۳)
 حدیث (۴) عن ابی ہریرۃ استعن
 بمینک

(رواہ ترمذی از جامع صغیر ص ۳۳)
 حدیث (۵) عن شریح بن عبید
 قال ذکر اهل الشام عند علی وقیل
 العنھم یا امیر المومنین قال لا
 انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم یقول الابدال یكونون
 بالشام وھم اربعون رجلا کما
 مات رجل ابدال اللہ مکافہ
 رجل یسقی بھم الغیت وینتصر
 بھم علی الاعداء یصرف عن اهل
 الشام بھم العذاب
 (از مشکوٰۃ شریف ص ۵۸۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ
 حضور نے فرمایا عورتوں کی خانہ نشینی پر
 انھیں کم کپڑے دیکر مرد چاہو کہ جب کسی
 کے پاس زیادہ کپڑے ہونگے تو وہ سنگھار
 کر کے باہر نکلنے کو پسند کریں گی۔
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی
 کہ حضور نے فرمایا اپنے دہنے ہاتھ سے
 مرد طلب کرو۔

حضرت شریح بن عبید سے مروی انہوں
 نے کہا کہ اہل شام کا حضرت علی رضی اللہ عنہ
 کے پاس ذکر ہوا تو ان سے کہا گیا کہ
 ان پر لعنت کیجئے اے امیر المومنین کہا کہ
 میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا
 ہے کہ فرماتے ہیں کہ شام میں چالیس مرد
 ابدال ہونگے جب ایک فوت ہو جائے گا تو
 اللہ اسکی جگہ دوسرا بدل دیگا ان کے
 تو سب سے بارش سے سیرابی ہوتی ہے۔
 دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے۔ اہل شام
 سے عذاب دفع ہو جاتا ہے۔

حدیث (۷) وان اسرادعونا فليقل
يا عباد الله اعينوني يا عباد الله اعينوني
يا عباد الله اعينوني

(از طهر حلیل ترجمہ حسن حصین صفحہ ۱۴)

حدیث (۸) اذا انفلت دابة احدكم
بارض فلاة فليناد يا عباد الله احسوا
علي دابتي۔ (رواہ ابو العلی والطبرانی
از جامع صغیر صفحہ ۱۸)

حدیث (۹) عن ابی ہریرۃ اعینوا
اولادکم علی الیرمن شاء استخرج
العقوق من ولده

(طبرانی از جامع صغیر صفحہ ۳۹)

حدیث (۱۰) عن عبادۃ بن الصامت
الابدال فی هذه الامة ثلاثون
رجلا قلوبہم علی قلب ابراہیم خلیل
الرحمن کلمات رجل ابدل الله
مکانہ رجلا۔ (رواہ احمد فی مسندہ
از جامع صغیر صفحہ ۱۷)

حدیث (۱۱) عنه الابدال فی امتی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر
مرد چاہے تو یہ کہے اے اللہ کے بندو
میری مدد کرو اے اللہ کے بندو میری مدد
کرو اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔

جب تم میں سے کسی کی سواری وسیع جنگل
میں گم ہو جائے یا چھن جائے یا چھوٹ جائے
تو وہ یوں پکارتے کہ اے اللہ کے بندو
میری سواری روکو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی
کہ حضور نے فرمایا نیکی پرانی اولاد کی
مدد کرو جو یہ چاہتا ہے کہ بچے سے نافرمانی
نکل جائے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ
سے مروی کہ حضور نے فرمایا کہ ابدال
اس امت میں تیس آدمی ہیں انکے دل قلب
ابراہیم خلیل اللہ کے پر تو ہوں گے۔ جب
ایک فوت ہو جائیگا اور اسکی جگہ میں
دوسرے شخص کو بدل دیگا۔

انہیں حضرت عبادہ سے مروی کہ حضور

ثلاثون بهم تقوم الارض وبهم
تمطرون وبهم تنضرون -

رواہ الطبرانی از جامع صغیر
(ص ۱۲۱ ج ۱)

حدیث (۱۲) عن عوف بن مالک
الابدال فی اهل الشام وبهم ينضرون
وبهم يرزقون -

(رواہ الطبرانی از جامع صغیر ص ۱۲۱ ج ۱)

حدیث (۱۳) عن علی الابدال بالشام
وهم اربعون رجلا کلمات رجل
ابدال الله مكانه رجلا يستق بهم
الفیت وینتصر بهم علی الاعدا
ویصرف عن اهل الشام بهم العذاب

رواہ احمد

(از جامع صغیر ص ۱۲۱ ج ۱)

حدیث (۱۴) عن ابن عمر ان للهِ
تعالیٰ عباداً اختصهم بجوارح الناس
یفزع الناس الیهم فی حوائجهم
اولئك الامنون من عذاب الله

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت
میں تیس ابدال ہونگے انھیں کی وجہ سے زمین
قائم رہے گی۔ تم پر بارش کی جائیگی تمہاری
مدد کی جائے گی۔

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے
مروی۔ اہل شام میں ابدال ہونگے انھیں
کی وجہ سے وہ مدد کئے جائیں گے اور
رزق دیئے جائیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شام میں
چالیس آدمی ابدال ہیں جب انہیں کا ایک
فوت ہوگا اللہ اسکی جگہ میں دوسرا آدمی کو
بدل دیگا انھیں کی وجہ سے وہ بارش سے
سیراب ہوں گے اور انکی مدد ہوگی دشمنوں
پر اور عذاب دفع ہوگا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی کہ
حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے
بندے ہیں جنہیں لوگوں کی حاجتیں پوری
ہونیکے لئے مخصوص کر دیا ہوں لوگ اپنی حاجتوں میں

(رواہ الطبرانی از جامع صغیر ص ۱۷۷)
 حدیث (۱۵) عن ربیعۃ بن کعب
 قال کنت ابیت مع رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم فانتیتہ بوضوئہ وحاجتہ
 فقال لی سل فقلت اسئلك
 مرا فقتلک فی الجنة قال او غیر ذلک
 قلت هو ذلک قال فاعنی علی نفسک
 بکثرة السجود۔

(رواہ مسلم از مشکوٰۃ شریف ص ۸۷)

دلائل از اقوال سلف و خلف

۱۱، ردالمحتار میں علامہ ابن عابدین نے افادہ فرمایا :

ان الانسان اذا ضاع له شیء واراد
 ان یردہ اللہ سبحانہ علیہ فلیقف
 علی مکان عال مستقبل القبلة و
 یقرأ الفاتحتہ و یجہد یثوابہا للبی
 صلی اللہ علیہ وسلم ثم یجہد یثواب

ان کی طرف فریاد کریں گے۔ وہ اللہ
 کے عذاب سے محفوظ ہیں۔
 حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے
 مروی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رات گزار لی تو
 میں وضو اور حاجت کیلئے پانی لایا حضور
 نے مجھ سے فرمایا مانگ میں نے عرض کیا
 جنت میں حضور کی رفاقت مانگتا ہوں فرمایا
 بھلا اور کچھ عرض کیا میری مراد تو بس یہی
 ہے۔ فرمایا تو میری مدد کر اپنے نفس پر
 کثرتِ سجود سے۔

جب انسان کی کوئی چیز گم ہو جائے اور
 وہ چاہے کہ خدا اسکو واپس دلادے تو
 ایک بلند جگہ پر قبلہ رو کھڑے ہو کر فاتحہ
 پڑھے اور اسکا ثواب حضور نبی کریم صلی
 اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ کر کے سید احمد علوان

ذلك لسیدی احمد بن علوان۔ و
 یقول یاسیدی احمد یا ابن علوان
 ان لم ترد علی ضالتي والا نزع عنک
 من دیوان الاولیاء فان اللہ تعالیٰ
 یرد علی من قال ذلك ضالته ببرکته
 (از شامی مصری ص ۳۳ ج ۳)

(۲) یہی علامہ شامی اسی ردالمحتار میں استعانت امام شافعی کو تحریر فرماتے ہیں:

وعماروی من تادب الامام الشافعی
 معہ انہ قال انی لا تبرک بابی حنیفۃ
 واجیی الی قبرہ فاذا عرضت لی
 حاجۃ صلیت رکعتین وسألت اللہ
 تعالیٰ عند قبرہ فتقضے سرعیا۔

(از شامی مصری ص ۳۹ ج ۱)

(۳) یہی علامہ اسی شامی میں ناقل ہیں:-

وقوله ومعروف الکوخی بن فیروز من
 المشائخ الکبار محاب الدعوات
 یستسقی بقبرہ (از شامی ص ۴۲ ج ۱)

رضی اللہ عنہ کو پہنچاتے اور کہے اے سید
 احمد یا علوان اگر تم نے میری گئی ہوئی چیز
 واپس دلادی تو خیر ورنہ میں تمہارا نام
 دفتر اولیا سے کٹوا دوں گا۔ اس عمل سے
 برکت ان ولی کے اللہ تعالیٰ وہ گئی ہوئی
 چیز واپس دلادے گا۔

امام اعظم کے ساتھ امام شافعی کے ادب کا
 یہ واقعہ مروی ہے کہ امام شافعی نے فرمایا۔
 میں امام اعظم کے ساتھ تبرک حاصل کرتا ہوں
 اور ان کے مزار پر حاضر ہوتا ہوں جب مجھ کو
 کوئی حاجت پیش آتی ہے تو دو رکعت
 نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے ان کے مزار کے
 قریب دعا کرتا ہوں تو بہت جلد میری دعا
 پوری ہو جاتی ہے۔

معروف کرخی بن فیروز بڑے مشائخ سے ہیں
 وہ محاب الدعوات ہیں ان کی قبر سے
 سیرابی طلب کی جاتی ہے۔

(۴) عن مالك الدار قال اصاب الناس قحط في زمان عمر بن الخطاب رضي الله عنه فجاء رجل الى قبر النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقال يا رسول الله استسقى الله لامتك فانهم قد هلكوا تاك رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في المنام فقال انت عمرنا قرعة السلام واخبرنا انهم مسقون وقل له عليك الكيس فاتي الرجل عمر رضي الله عنه فاخبره فبكى عمر رضي الله عنه ثم قال يا رب ما الالاما عجزت عنه وروى سيف في الفتوح ان الذي رأى المنام بلال بن الحارث المزني احد الصحابة رضي الله عنهم (ازوفار الوفا مصری ص ۲۱ ج ۱)

(۵) یہی علامہ یہودی اسی میں ناقل ہیں قحط اهل المدينة قحط الله يد افسكو

حضرت مالک الدار سے مروی ہے کہ خلافت فاروقی میں لوگ قحط سالی میں مبتلا ہوئے تو ایک شخص بلال بن حارث صحابی مزارِ اقدس پر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ اپنی امت کیلئے اللہ سے سیرابی طلب کیجئے کہ وہ ہلاک ہوئی جاتی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں تشریف لائے اور فرمایا کہ تو عمر کے پاس جا اور اس سے سلام کہنا اور اسکو خیر دنیا کہ لوگ سیراب کر دیئے گئے اور اس سے یہ کہنا کہ تو دانا می لازم پکڑ۔ وہ شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انھیں خواب کی خبر دی حضرت عمر رضی اللہ عنہ روئے پھر کہا اے رب میں کوئی کمی نہیں کرتا مگر جس سے عاجز ہوں۔ اور سیف نے فتوح میں روایت کی کہ جس نے خواب دیکھا تھا یہ بلال بن حارث مزینی ہیں جو صحابہ سے ہیں۔

اہل مدینہ سخت قحط سالی میں مبتلا ہوئے

الی عائشہ رضی اللہ عنہا فقالت
فانظروا قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فاجعلوا بینه کوۃ الی السماء حتی
لا یكون بینه وبين السماء
سقف ففعلوا فمطروا

(از وفار الوفار ص ۲۱۱)

(۴) اسی میں ہے: قال الامام ابو بکر
بن المقری کنت انا والطبرانی وابو
الشیخ فی حرم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وکنا علی حالة و اثر
فینا الجوع و واصلنا ذلک الیوم
فلما کان وقت العشاء حضرت
قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم نقلت
یا رسول اللہ الجوع و انصرفت
نقال لی ابو القاسم اجلس فاما ان
یکون الرزق او الموت قال ابو بکر
فمیت انا و ابو الشیخ و الطبرانی جالس
ینظر فی شیء فحضر بالباب علوی

تو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے اسکی شکایت کی کہ حضرت ام المومنین
نے فرمایا تم نبی کریم علیہ السلام کی قبر انور
کی طرف نظر کرو اور اسکے اور آسمان کے
درمیان ایک روشندان سوراخ ایسا کر دو
کہ درمیان چھت کی آڑ نہ رہے۔ انہوں نے
ایسا ہی کیا تو وہ بارش کئے گئے۔

امام ابو بکر مقری نے کہا کہ میں اور طبرانی او
ابو الشیخ حرم مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں
تھے اور ہم اس حال میں تھے کہ ہم پر بھوک
غالب تھی وہ دن تو اس طرح گزرا جب
وقت عشاء ہوا میں مزار انور پر حاضر ہوا
اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ بھوک لگی ہے
میں واپس آیا تو مجھ سے ابو القاسم نے
کہا تشریف رکھئے یا تو کھانا ہو یا موت۔
ابو بکر نے کہا کہ میں اور ابو الشیخ تو کھڑے
ہو گئے اور طبرانی کسی چیز کو دیکھتے رہ گئے
تو دروازہ پر ایک علوی آئے اور انہوں نے
دروازہ کھٹکھٹایا۔ ہم نے کھول دیا۔

فدق نفختنا له فاذا معه غلامان
مع كل واحد زنبيل فيه شئ كثير
فجلسنا واكلنا وظننا ان الباقي ياخذ
الغلام فولى وترك عندنا الباقي فلما
فرغنا من الطعام قال العلوي يا قوم
اشكرتم الى رسول الله صلى الله عليه
وسلم فاني رأيت رسول الله صلى
الله عليه وسلم في المنام فاصروني
ان احمل بشئ اليكم

(از وفار الوفار ص ۲۶۶)

(۷) اسی میں ہے۔ قال ابن جلد دخلت
مدينة النبي صلى الله عليه وسلم
وفي فاقته فتقدمت الى القبر وقلت
صيفك فحفرت فرأيت النبي صلى
الله عليه وسلم فاعطاني رغيفا
فاكلت نصفه وانتبهت وبیدی
نصف الآخر

(از وفار الوفار ص ۲۶۶)

(۸) اسی میں ہے۔ قال ابو الحنبل الا قطع

توان کے ساتھ دو غلام ہیں۔ ہر ایک کے
پاس زنبیل ہے جس میں کچھ کھانا ہے تو ہم بیٹھ
گئے اور ہم نے کھانا کھایا اور یہ خیال کیا کہ
باقی کھانا غلام لیجائے گا تو وہ غلام اُلٹے
پاؤں چلا گیا اور بقیہ کھانا چھوٹ گیا تو
جب ہم کھا کر فارغ ہو گئے تو اس علوی نے
کہا اے قوم کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے شکایت کی تھی کہ میں نے حضور کو
خواب میں دیکھا پس مجھ کو حکم فرمایا کہ ان کے
پاس کچھ کھانا لیجاؤ۔

ابن جلد نے کہا کہ میں مدینہ پاک میں حاضر
ہوا اور میں فاقہ سے تھا۔ تو میں مزار اہل
پر حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا کہ میں آپکا
ہمان ہوں۔ پھر مجھے نیند آگئی۔ تو میں نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ مجھے ایک
روٹی عطا فرمائی میں نے آدھی کھائی۔
اور بیدار ہو گیا تو میرے ہاتھ میں دوسرا
آدھا ٹکڑا موجود تھا۔

ابو الحنبلہ قطع نے کہا کہ مدینۃ الرسول صلی اللہ

دخلت مدینة البتی صلی اللہ علیہ
وسلم وانا بفاقة فاقمت خمسة
ایام ما ذقت ذواقا فتقدمت الی
القبر وسلمت علی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم وعلی ابی بکر وعمر وقلت انا
ضیفک یا رسول اللہ و تنحیت
ونمت خلف القبر فرأیت فی المنام
البنی صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر
عن یمینہ وعمر عن شمالہ وعلی ابن
ابی طالب بین ید یدہ فحرکتی علی
وقال قم قد جاء رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فقامت الیہ و
قلت بین عینید قد فع الے
مرغیفا فاکلت نصفہ وانتبہت
فاذا فی یدی نصف رغیف۔

(از وفار الوفار ص ۴۲۶)

(۹) اسی میں ہے: قال احمد بن محمد
الصوفی تہت البادية ثلاثة اشهر

علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور میں فاقہ سے
تھا۔ اور میں نے اس میں پانچ دن اقامت
کی کہ ان میں کوئی نوالہ نہیں کھایا۔ پھر میں
قبر البور کے قریب پہنچا اور حضور پر سلام عرض
کیا۔ اور ابو بکر و عمر کے مواجہ میں سلام
پیش کیا۔ اور میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ
میں آپکا ہمان ہوں اور کچھ ہٹ کر سو گیا
تو میں نے خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس
طرح دیکھا کہ حضرت ابو بکر آپ کے دہنے ہیں
اور حضرت عمر بائیں جانب ہیں اور حضرت علی
کرم اللہ وجہہ سامنے ہیں تو مجھے حضرت علی نے
حرکت دی اور کہا کھڑا ہو جا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم تشریف لے آئے تو میں کھڑا ہو گیا۔
اور میں نے آپکی چشمان مبارک کے درمیان
بوسہ دیا تو حضور نے مجھے ایک روٹی عطا
فرمائی میں آدھی کھا کر بیدار ہو گیا تو دوسری
آدھی میرے ہاتھ میں تھی۔

احمد بن محمد صوفی نے کہا کہ میں تین ماہ
تک جنگل میں گھومتا رہا تو میرا بدن ننگا

فانسخر جلدی فدخلت المدينة و
جئت الى النبي صلى الله عليه وسلم
فسلمت عليه وعلى صاحبيه ثم تمت
فرايت صلى الله عليه وسلم في النوم
فقال لي يا احمد جئت قلت نعم وانا
جائع وانا في ضيافتك قال افتم كفيك
ففتحتهما فملاهما دراهم فانبهت وهما
مملوءتان وقلت فاشتريت خبزا
حواري وفالوذجا واكلت وقلت
الوقت ودخلت البادية

(از وفار الوفار ص ۲۴ ج ۲)

(۱۰) اسی میں ہے: و ذکر الحافظ بن عساكر
ابو القاسم فی تاریخہ بسنداً الى ابی القاسم
ثابت بن احمد البغدادی قال انه
راى رجلاً بمدينة النبي صلى الله
عليه وسلم اذن للصبح عند قبر النبي
صلى الله عليه وسلم فقال فيه الصلوة
خير من النوم فجاءه خادم من خدم
المسجد فطمه حين سمع ذلك فبکی

ہو گیا تو میں مدینہ طیبہ میں حاضر ہو گیا۔
اور روحنہ اطہر پر حاضر ہوا اور آپ پر اور
آپ کے ہر دو اصحاب پر سلام عرض کیا پھر سو گیا
تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا
مجھ سے فرمایا اے احمد تو آگیا میں نے عرض کیا ہاں
میں بھوکا ہوں اور آپ کے مہمانوں میں ہوں۔
فرمایا اپنا ہاتھ کھول میں نے ان کو کھول دیا تو
حصور نے انھیں دراہم سے بھر دیا۔ تو جب
میں بیدار ہوا تو دونوں ہاتھ بھرے ہوئے
دیکھے تو میں کھڑا ہو گیا میں نے روٹیاں میدہ
کی اور فالودہ خرید کیا اور کھایا اور اسی
وقت کھڑا ہو گیا۔ اور بیابان میں پہنچ گیا
حافظ ابن عساكر نے اپنی تاریخ میں ابو القاسم
تک اپنی سند سے ذکر کیا کہ ثابت بن احمد
بغدادی نے کہا کہ انہوں نے ایک شخص کو
مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھا کہ
اس نے صبح کی آذان کہی مزار نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے قریب اور اس میں کہا الصلوة خیر
من النوم تو اسکے پاس خادم مسجد سے ایک
خادم آیا اور اسکے ایک طباخچہ مارا۔ جب یہ

الرجل وقال يا رسول الله في حضرة
يفعل بي هذا الفعل فقلج الخادم وحمل
الى دارك فمكث ثلاثة ايام ومات
(ازوفار الوفار ص ۲۲۷ ج ۲)

(۱۱) يقول ابو اسحاق ابراهيم بن سعيد
كنت بمدينه النبي صلى الله عليه
وسلم ومعى ثلاثة من الفقراء
فاصابتنا فاقة فخرجت الى النبي صلى
الله عليه وسلم فقلت يا رسول الله
ليس لنا شئ ويكفينا ثلاثة امداد
من اى شئ كان فتلقاني رجل
فدفع لى ثلاثة امداد من التمر الطيب

(ازوفار الوفار ص ۲۲۷ ج ۲)

(۱۲) يقول الشيخ ابو عبد الله محمد بن
الى الاما كنت بمدينه النبي صلى الله عليه
وسلم خلف محراب فاطمة وكانت بي فاقة
فخرجت من بيتى فأتيت بيت فاطمة
رضي الله عنها فاستعشت بالنبي صلى

کلمہ سنا تو یہ شخص رویا اور عرص کی یا رسول
اللہ آپ کے ہوتے ہوئے اس نے یہ فعل میرے
ساتھ کیا تو وہ خادم مفلوج ہو گیا اور
اسکو اسکے گھر کی طرف اٹھا کر لیگئے تین
دن تک وہ زندہ رہا پھر مر گیا۔

ابو اسحاق ابراہیم بن سعد کہتے ہیں کہ
میں مدینہ طیبہ میں تھا اور میرے ساتھ تین
اور فقیر تھے تو ہمیں فاقہ پہنچا تو میں مزار
انور پر حاضر ہوا اور میں نے عرض کی یا
رسول اللہ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے ہمیں
کسی چیز کے تین مد کافی ہیں۔ تو مجھ سے
ایک شخص نے ملاقات کی اور مجھے تین
مد عمدہ کھجور کے دیئے۔

شیخ ابو عبد اللہ محمد کہتے ہیں کہ میں
مدینہ پاک میں محراب فاطمہ کے پیچھے تھا اور
میں فاقہ سے تھا تو میں اپنے گھر سے نکلا
اور بیت فاطمہ کے قریب پہنچا۔ اور نبی صلی
اللہ علیہ وسلم سے فریاد کی اور کہا کہ میں بھوکا ہوں

اللہ علیہ وسلم دقلت انی جائع
فمننت فرائیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فاعطانی قدح لبن فشربت حتی رویت
وهذا هو فیض اللین من فیہ فی
کفی (از وفار الو فار ص ۴۲ ج ۱۲)
(۱۳) حضرت غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ بھحۃ
الاسرار میں ہے۔

اذا سألتم اللہ حاجۃ فاسألواہ بی
(از بہجۃ الاسرار مصری ص ۲۳) من استغاث
بی فی کربۃ کشفتم عنہ ومن نادانی
باسمی فی شدت فوجت عنہ ومن
توسل بی الی اللہ فی حاجۃ
قصیت لہ۔

(از بہجۃ الاسرار ص ۱۰۲)

(۱۴) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اپنی کتاب بستان المحدثین میں ناقل ہیں کہ شیخ احمد
زروق فرماتے ہیں:

انا لمریدی جامع لشناتہ اذا
ما سطا جور الزمان بتکبة
وان کنت فی ضیق وکرب وحشة

تو میں سو گیا اور میں نے حضور کو خواب میں
دیکھا کہ حضور نے مجھے ایک دودھ کا پیالہ
عطا فرمایا تو میں نے اسکو پیا یہاں تک کہ
میں سیر ہو گیا اور یہ اس دودھ کا اثر منہ
میں ہے جو میری سستی پر ظاہر ہے۔
(۱۳) حضرت غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ بھحۃ

جب تم کسی حاجت کا اللہ سے سوال کرو
تو میرے وسیلے سے مانگو کہ میں نے میرے
وسیلے سے کسی مشکل میں فریاد کی تو میں اسکو
ٹالہ دوں گا اور میں نے میرے نام کے ساتھ کسی
شدت میں پکارا تو میں اسکو دفع کر دوں گا
اور میں نے کسی حاجت میں اللہ کی طرف میرا
وسیلہ بکڑا تو میں اسکو پورا کر دوں گا۔

میں اپنے مرید کا اسکی پراگندگیوں میں جامع
ہوں جبکہ جور زمانہ سختیوں کے ساتھ
اس پر حملہ کرے اگر تو تنگی و سختی و وحشت

میں ہو تو یا زروق کہہ کر پکار۔ میں جلد
آؤں گا۔

فنادبیا زروق ات بسرعة
(ادبستان المحدثین ص ۱۳۵)

(۱۵) خاتمہ المحدثین حضرت علامہ ابن حجر کے فتاویٰ حدیثیہ میں ہے۔

اولیا کے منافع سے یہ نفع ہے کہ انکی برکت
سے لوگوں پر بارش کی جاتی ہے فساد دفع
کیا جاتا ہے ورنہ زمین فاسد ہو جاتے۔

ومن نفع الاولیا ان یوکتھم تغیث
العباد ویدفع بها الفساد والافساد
الارض۔ (از فتاویٰ حدیثیہ مصری ص ۲۲)

(۱۶) حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی جذب القلوب میں فرماتے ہیں۔

اہل حاجات کا جناب سید کائنات صلی اللہ
علیہ وسلم سے مدد مانگنا۔ توسل کرنا جیسے
رزق میں کشائش۔ اولاد حاصل ہونا اور
بارش کا ہونا وغیرہ بہت ہے کہ حضور علیہ السلام
سے توسل حاجت پوری ہو جانیکا موجب ہے
مراد حاصل ہونیکا سبب حضور نے خود توسل
کیا ہے۔ بحق نبیک والانبیاء الذین من قبل
یعنی بوسیله اپنی نبی اور پہلے انبیاء کرام کے
تو اس حدیث میں توسل پر دلیل ہے۔

دونوں حالتوں میں یعنی انبیاء کی حیات
ظاہری میں اور بعد وفات کے تو جب
اور انبیاء سے بعد وفات جائز ہوا۔ تو

توسل واستمداد ارباب حاجات بجناب سید
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مثل سعت رزق
وحصول اولاد ونزول مطر درجاء عیش و
امثال آں بسیار است (چند سطر بعد فرما
ہیں) و توسل بوی صلی اللہ علیہ وسلم موجب
قضاء حاجت و سبب نجاح مرام است
(پھر فرمایا) و گفت آنحضرت بحق نبیک
والانبیاء الذین من قبل دریں حدیث
دلیل است بر توسل در ہر دو حالت نسبت
بہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حالت حیات
و نسبت بہ انبیاء علیہم السلام بعد از وفات
و چوں توسل با نبیاء دیگر صلوات اللہ

علیہم بعد از وفات جائز است بسید
انبیاء بطریق اولی جائز باشد بلکہ اگر بایں
حدیث توسل یا ولیاء خدا نیز بعد از وفات
ایشان قیاس کنند ورنہ نیست ۔
ہے ۔ اسی پر قیاس کریں ۔

(از جذب القلوب ص ۱۵۸)

(۱۷) حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں :
اگر التفات محض بجانب حق است و
اور ایک از مظاہر عون دانستہ و نظر بکار خانہ
اسباب حکمت او تعالیٰ در اں نمودہ بغیر
استعانت ظاہری نماید و در از عرفان
نخواہد بود در شرع نیز جائز و روا است و
انبیاء و اولیا ایں نوع استعانت بغیر
کردہ اند و در حقیقت ایں نوع استعانت
بغیر نیست بلکہ استعانت بحضرت حق
است از غیر ۔ (تفسیر عزیزی ص ۱۷۱)

الحاصل اگر استعانت بغیر اللہ ہر طرح شرک ہوتی تو ان آیات و احادیث اور
اقوال میں وارد نہ ہوتی ۔ تو ان آیات و احادیث و اقوال نے مذہب اہلسنت کی حقانیت
اور مذہب وہابیہ کی غلطی اور بطلان ثابت کر دیا تو مذہب اہل سنت آیات و احادیث
کے موافق اور مذہب وہابیہ مخالف ثابت ہوا ۔ و ما علینا الا البلاغ ۔

مسئلہ میلاد شریف

عقیدہ و ہابیہ۔ میں میلاد شریف ناجائز و نادرست اور حرام و فسق مشابہ بہ ہنود کنھیا کے جنم کی طرح ہے۔ ان کی عبارات یہ ہیں۔

عقد مجلس مولود اگرچہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو مگر اہتمام و تداعی اس میں بھی موجود ہے لہذا اس زمانہ میں درست نہیں (از فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱ ج ۱)

انعقاد مجلس مولود بدین قیام بروایت صحیحہ ہر حال ناجائز ہے تداعی امر مذکور کے واسطے منع ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۲ ج ۲)

محفل میلاد جس میں روایات صحیحہ پڑھی جائیں اور لاف و گزاف اور روایات موضوعہ کا ذبہ نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے؟

الجواب :- ناجائز ہے بسبب اور وجوہ کے (از فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۳۱ ج ۲) کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی ساعس اور مولود بھی درست نہیں۔ (از فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۲ ج ۳) پس ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے سانگ کنھیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یا مثل روافض کے نقل شہادت اہلبیت ہر سال بناتے ہیں۔ معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا اور خود حرکت قبیلہ قابل لوم و حرام و فسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھکر ہوتے وہ تو تاریخ معین پر کرتے ہیں ان کے یہاں کوئی قید ہی نہیں جب چاہیں یہ خرافات فرضی بناتے ہیں اور اس امر کی شرع میں کہیں نظیر نہیں (از براہین قاطعہ ص ۱۴) اور بعض رسائل میں اسکو بدعت کفر، شرک تک لکھ مارا۔

عقیدہ کا اہلسنت یہ ہے کہ یہ فعل نہ فقط جائز و مباح بلکہ مستحب و مستحسن ہے اور موجب اجر و ثواب ہے، باعث خیر و برکت ہے۔

دلائل از آیات

آیت (۱) قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین۔

بیشک اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب (سورہ مائدہ پ ۶)

آیت (۲) وما ارسلناک الا رحمة للعالمین۔

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سائے جہان کیلئے (سورہ انبیاء پ ۶)

آیت (۳) لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حرمین علیکم بالمومنین رؤوف رحیم۔

بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔

(توبہ پ ۶۴)

آیت (۴) لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولاً

بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انھیں میں سے ایک رسول بھیجا۔

(آل عمران پ ۶)

آیت (۵) هو الذی بعث فی الامیین رسولاً۔ (جمعہ پارہ ۲۸، ۶)

وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انھیں میں سے ایک رسول بھیجا۔

آیت (۶) واذا اخذ اللہ ميثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحیہ ثم جاءکم

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے انکا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں

رسول مصدق لہما معکم لتؤمننَّ بہ
ولا تنصرنَّہ قال ءاقررتما واخذتما
علی ذلکم اصری قالوا قررنا قال
فاشهدوا وانا معکم من
الشہدین
(سورہ آل عمران پ ۶۷)

آیت (۷) واذ قال موسیٰ یقومہ
یا قوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ
جعل فیکم انبیاء (مائدہ پ ۶۸)
آیت (۸) واذکروا نعمۃ اللہ علیکم
آیت (۹) یعرفون نعمۃ اللہ ثم
ینکرونہ (نحل پ ۶۱)
آیت (۱۰) قل بفضل اللہ وبرحمۃ
فیذلک فلیفرحوا (یونس پ ۶۴)

پھر تشریف لائے تھائے پاس وہ رسول کہ
تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم
ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی
مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر
میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار
کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور
میں آپ تھائے ساتھ گواہوں میں ہوں۔
اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا
اے میری قوم اللہ کا احسان اپنے اوپر
یاد کرو کہ تم میں پیغمبر پیدا کئے۔
اور یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہوئی
اللہ کی نعمت پہچانتے ہیں پھر اس سے
منکر ہو جاتے ہیں۔
تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی
رحمت اسی پر چاہئے کہ خوشی کرو۔

دلائل از کتب الہیہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی
ہے کہ انہوں نے کعب احبار سے سوال کیا تو

۱) تو رات میں ہے عن ابن عباس انہ
سأل کعبا لاجبار کیف تجد نعت رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التورۃ فقال
کعب بن جراح بن عبد اللہ یولد بمکہ
ویہاجر الی طابۃ ویکون ملکہ بالشام
لیس بفحاش ولا سخاب فی الاسواق
(از خصائص کبریٰ ص ۱۱۰)

(۲) تورات میں ہے۔ انی باعث من
ولد اسمعیل نبیا اسمہ احمد من
امن بہ فقد اہدی درشد من لم
یومن بہ فہو ملعون (سیرۃ ابنی مصری ص ۱۲۳)
(۳) انجیل میں ہے: عیسیٰ علیہ السلام
قال انی اسأل اللہ ان یبعث الیکم
یار قلیط اخرکون معکم الی الابد و هو
یعلمکم کل شیء و یغسرکم الاسوار و هو
یشہد لی کما شہدت لہ و یکون
خاتم النبیین

(سیرۃ جلی ص ۲۵۲ ج ۱)

(۴) زبور میں ہے: ان اللہ اوحی الی
داؤد فی الزبور یا داؤد اند سیاتی من

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت تورات
میں کس طرح پاتے ہو۔ کعب نے کہا کہ ہم تورات
میں یہ پاتے ہیں کہ محمد بن عبد اللہ جو مکہ میں
پیدا ہوں گے اور طیبہ کی طرف ہجرت کریں گے
اور ان کا ملک شام ہوگا وہ فحش زبان نہیں
ہوں گے نہ بازاروں میں شور مچا دیں گے۔
بیشک میں اولاد اسمعیل سے ایک نبی مبعوث
کر نیوالا ہوں۔ جن کا نام احمد ہوگا جو
ان پر ایمان لے آیا اس نے ہدایت پائی۔
اور جو ایمان نہیں لایا تو وہ ملعون ہے۔
جیسے علیہ السلام نے فرمایا میں اللہ سے
سوال کرتا ہوں کہ وہ تمہاری طرف ایک
دوسرا رسول مبعوث کرے جو اب تک تمہارے
ساتھ ہے اور وہ تمہیں ہر بات سکھائے گا
اور تمہارے لئے پوشیدہ اور غیب بیان کریگا
اور وہ میری شہادت دیگا جیسا کہ میں انکی
شہادت دیتا ہوں و وہ خاتم النبیین ہوں گے
بیشک اللہ نے زبور میں وحی بھیجی اے داؤد
بیشک عنقریب تمہارے بعد ایک نبی آئیں گے

بعد از بنی اسمہ احمد و محمد بنیا
صادقاً لا اغضب علیہ ابداً ولا یعصی
ابدلاً قد غفرت لہ (از خصائص ص ۱۲)
(۵) صحیفہ ابراہیم میں ہے۔ انہ کائن من
ولد و شعوب و شعوب حتی یاتی
النبی الای اللہ یكون خاتم
الانبياء۔

(۶) صحیفہ یعقوب میں ہے۔ ادھی اللہ الی
یعقوب انی ابعت من ذریئتک
ملوکاً و انبیاء حتی بعت بنی الحرمی
الذی تبتی امتی ہیکل بیت المقدس
وہو خاتم الانبیاء و اسمہ احمد۔
(از خصائص ص ۹ ج ۱)

(۷) صحیفہ شعیا میں ہے۔ انی باعت نبیا
امیاً افتحہ اذا نال صما و قلوبا غلقا و
اعینا عمیا مولدا بمکہ و مهاجرة
بطیبة و ملکہ بالشام مبد المتوکل
المصطفیٰ الحبيب المختار

(از خصائص ص ۱۱ ج ۱)

جن کا نام احمد و محمد ہوگا۔ سچے بنی میں پیر
ہمیشہ غصہ نہ کروں گا اور نہ وہ ہمیشہ میری
نافرمانی کریں گے انکی مغفرت کر دی۔
یہ شک تیری اولاد سے قبیلے ہوں گے۔
یہاں تک کہ وہ بنی امی جو خاتم الانبیاء
ہوں گے تشریف لائیں گے۔

(از خصائص ص ۹ ج ۱)

اللہ نے یعقوب کی طرف وحی کی کہ میں
تیری ذریت سے بادشاہ اور انبیاء مبعوث
کروں گا یہاں تک کہ بنی حرمی کہ جنکی امت
بیت المقدس بنائے گی جو خاتم الانبیاء
ہوں گے۔ جن کا نام احمد ہوگا مبعوث
کروں گا۔

بیشک میں بنی امی کو مبعوث کرنا والا ہوں
کہ جن سے ہرے کان کھول دوں گا اور
غلاف والے دل اور اندھی آنکھیں کھول
دوں گا انکے میلاد کی جگہ مکہ ہے اور انکی ہجرت
گاہ طیبہ ہے اور انکا ملک شام ہے وہ میرے
خاص بندے متوکل مصطفیٰ حبیب مختار ہوں گے

دلائل از احادیث

حدیث (۱) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت من خیر قرون بنی آدم قرنا فقرنا حتی کنت من القران الذی کنت منه (از بخاری شریف کتاب المناقب باب صفۃ البنی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۵۳)

حدیث (۲) عن واثلۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ات اللہ اصطفیٰ من ولد ابراہیم اسمعیل واصطفیٰ من ولد اسمعیل بنی کنانۃ واصطفیٰ من بنی کنانۃ قریش واصطفیٰ من قریش بنی ہاشم واصطفانی من بنی ہاشم (از ترمذی کتاب المناقب باب جامع فی فضل البنی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۵۱۸)

حدیث (۳) عن مطلب بن ابی وراۃ قال جاء العباس الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانہ سمع شیعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بنی آدم کے بہترین زمانوں میں مبعوث ہوا۔ بہتر زمانہ پھر بہتر زمانہ یہاں تک کہ میں جس زمانہ میں ہوا۔

حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ نے اولاد ابراہیم سے اسمعیل کو چن لیا اور اولاد اسمعیل سے بنی کنانہ کو منتخب کیا اور بنی کنانہ سے قریش کو چن لیا اور قریش سے بنی ہاشم کو چن لیا اور بنی ہاشم سے مجھے منتخب کیا۔

حضرت عبدالمطلب بن وراۃ رضی اللہ عنہ سے مروی انہوں نے کہا کہ حضرت عباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

فقام النبي صلى الله عليه وسلم على المنبر
فقال من انا فقالوا انت رسول الله عليه
السلام قال انا محمد بن عبد الله
بن عبد المطلب ان الله خلق الخلق
فجعلني في خيرهم ثم جعلهم فرقتين
فجعلني في خيرهم فرقة ثم جعلهم
قبائل فجعلني في خيرهم قبيلة ثم
جعلهم بيوتاً فجعلني في خيرهم بيتاً
وخيرهم نفساً -

رازمزی باب ما جاء فی فضل النبی
صلی اللہ علیہ وسلم ص ۵۱۹

حدیث (۴) عن ابن عباس كانت
روحہ نوراً بین یدی اللہ تعالیٰ
قبل ان یخلق آدم یالہ عام یسیح ذلک
النور وتسم الملائکة بتسیحہ فلما
خلق اللہ ادم الیق ذلک النور فی
صلبہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فاھبطانی اللہ عزوجل الی
الارض فی صلب ادم وجعلنی فی صلب

حاضر ہوئے گویا انہوں نے نسب میں کچھ
طعن نہ کیا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
منبر پر قیام فرمایا اور فرمایا میں کون ہوں۔
صحابہ نے عرض کی آپ اللہ کے رسول ہیں
آپ پر سلام ہو فرمایا میں محمد بن عبد اللہ بن عبد
المطلب ہوں بیشک اللہ نے مخلوق کو پیدا
کیا تو مجھے انکے بہتر میں پیدا کیا پھر ان کے
دو گروہ بنائے تو مجھے بہتر میں گروہ میں
پیدا کیا پھر انکے قبیلے بنائے تو مجھے بہتر
قبیلے میں پیدا فرمایا پھر انکے خاندان بنائے
تو مجھے بہترین خاندان اور بہترین نفس پیدا فرمایا
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک خدا کی
حضور میں نور تھی آدم علیہ السلام کی پیدائش
کے دو ہزار برس پہلے۔ یہ نور تسبیح کرتا اور
فرشتے اسکی تسبیح پر تسبیح کرتے جب اللہ تعالیٰ
آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو یہ انکی پشت
میں تغویض کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا تو اللہ عزوجل نے زمین کی طرف مجھے پشت

نوح وقذف فی صلب ابراہیم ثم لم یزل اللہ تعالیٰ ینقلنی من الاصلاب الکریمۃ الی الارحام الطاہرۃ حتی اخرجنی من ابوی لہ یتقیاعلی سفاح قط (از دلائل النبوة لابن نعیم ص ۱۷۱)
(وخصائص ص ۳۹ ج ۱)

حدیث (۵) عن الخطیب البغدادی لما اراد اللہ تعالیٰ خلق محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی بطن امہ آمنہ لیلۃ رجب وکانت لیلۃ جمعة امر اللہ تعالیٰ فی تلك اللیلۃ رضوان خازن الجنان ان یفتح الفردوس وبنیادی متاد فی السموت والارض الا ان النور المخزون المکنون الذی یکون منه النبی الہادی فی هذه اللیلۃ یتقرر فی بطن امہ یتیم خلقه ویخرج الی الخلق بشیرا ونذیرا

(از مواہب ص ۱۹ ج ۱)

حدیث (۶) عن عثمان بن ابی العاص

آدم میں اتارا۔ اور مجھے پشتِ نوح میں رکھا اور مجھ کو پشتِ ابراہیم میں ودیعت کیا پھر اللہ تعالیٰ مجھے بزرگ پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ مجھ کو میرے ماں باپ سے پیدا کیا جو کبھی زنا میں ملوث نہیں ہوئے۔

حضرت خطیب بغدادی سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا کر نیکا جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا بطن پاک حضرت آمنہ میں تو وہ رجب کی جمعہ کی رات تھی اللہ تعالیٰ نے اس رات میں رضوان خازن جنت کو حکم فرمایا کہ وہ جنت کو کھول دے اور زمین و آسمان میں ایک پکار نیوالا پکائے کہ خبردار ہو جاؤ کہ بیشک وہ نور جو پوشیدہ اور مخزون تھا جس سے نبی ہادی پیدا ہونگے وہ اس رات میں اپنی والدہ کے بطن میں قرار پایا وہ اپنی مدت پوری کر کے مخلوق کی طرف بشیر و نذیر ہو کر تشریف لائے گا حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ

قالت ائمة لما حضرت ولادة النبي صلى
الله عليه وسلم رأيت البيت حين
وقع قد امتلاء نورا ورأيت النجوم
قد نوحته فطنت انها ستعظم على -

(از مواہب ص ۲۲ ج ۱)

حدیث (۷) عن ابن اسحق ان ائمة كانت
تحدث انها اتيت حين حملت به صلى
الله عليه وسلم قيل لها انك قد حملت
بسيد هذا الامة قالت ما شعرت بانى
حملت به ولا وجدت له ثقلا كما
تجد النساء الا انى انكرت رفع حيفتى
واتاتى ات وانا بين النائمة واليقظة
فقال هل شعرت بانك قد حملت
بسيد الانام

(از مواہب ص ۲۱ ج ۱)

حدیث (۸) ومن عجائب ولادته
ايضن ماروى من ارتجاج ايوان
كسرى وسقوطه اربع عشرة شرافة
من شرفاته وغيف بحيرة طبرية

مروی کہ حضرت آمنہ نے فرمایا جب نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا وقت قریب ہوا
تو میں نے گھر کو دیکھا کہ نور سے بھر گیا اور
ستاروں کو قریب ہوتا ہوا دیکھا یہاں تک
کہ میں گمان کرتی تھی کہ وہ مجھ پر گر پڑیں گے۔
حضرت ابن اسحاق سے مروی کہ حضرت آمنہ
بیان کرتی تھیں کہ جب میں حاملہ ہوئی تو مجھ
سے کہا گیا تو حاملہ ہو گئی جس میں اس امت
کا سردار ہے اور فرماتی ہیں کہ مجھے شعور نہیں
ہوا کہ میں حاملہ ہو گئی ہوں اور نہ میں نے کچھ
بوجھ محسوس کیا جیسا کہ عورتیں محسوس کیا کرتی
ہیں لیکن یہ ضرور تھا کہ میرے ایام بند ہو گئے
تھے اور میرے پاس ایک بیوا آیا جب میں
نیند اور بیداری کے درمیان تھی تو اس نے کہا
کیا تو نے شعور کیا کہ تو مخلوق کے سردار حاملہ ہو گئی
اور حضور کی ولادت کے عجائب سے یہ امور ہیں کہ
جو بروایت پہنچا کہ کسریٰ بادشاہ کے محل
کے چودہ کنگرے ٹوٹ گئے۔ اور بحیرہ طبریہ
کا جاری ہو جانا اور فارس کی آگ کا بجھ جانا

وخمودنار فارس کان لها الف عام
لم تخمد۔ (از مواہب ص ۳۲ ج ۱)

حدیث (۹) عن ابن عباس قال كانت
'امنة' تحدث وتقول اتاني انت
حين مربي من حملي ستة اشهر في
المنام وقال لي يا امنة انت قد حملت
بجنير الغالين فاذا ولدته سميه محمدا
واكتفى شانك قالت ثم لما اخذني
ما ياخذ النساء وكرت عجائب مما رأت
من الطيور البيض من اقترها من الزمر
دواجن تحتها من الياقوت ورجالا
ونساء في الهواء بايدهم اباريق
من فضة كشفت الله عن بصرى
فرايت مشارق الارض ومغاربها
ورأيت ثلثه اعلام مضر وبتا علما
بالمشرق وعلما بالمغرب وعلما بظهر
الكعبة واخذني في المخاض فصوت
محمدا صلى الله عليه وسلم فتطرت
اليه فاذا هو ساحد وقد رفع اصبعه

جو ایک ہزار سال سے نہیں بجھے تھی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی
ہے کہ حضرت آمنہ بیان کرتی تھیں اور کہتی تھیں کہ
ایک آنیوالا میرے پاس خواب میں آیا جب میرے
حمل کو چھ ماہ گزر گئے تھے اور مجھ سے کہا اے
آمنہ بیشک تو بہترین جہان کے ساتھ حاملہ
ہو گئی۔ جب تو اسکو جنے تو اسکا نام محمد
رکھنا اور اپنے حال کو چھپانا انہوں نے کہا
پھر جب درد زہ شروع ہوا جو عورتوں کو ہوتا
ہے تو انہوں نے جو عجیب اور دیکھے ذکر کئے اور
انہوں نے سفید پرند دیکھے جن کی چوچ زمرہ کی
تھی اور پریا قوت کے اور کچھ آدمی اور عورتیں
ہو امیں دیکھیں جنکے ہاتھوں میں چاندی کے
یرتن تھے۔ اللہ نے میری آنکھ روشن کر دی تو
میں نے زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا
اور تین جھنڈے گر پڑے ہوئے دیکھے ایک
مشرق میں اور ایک مغرب میں اور ایک کعبہ
کی چھت پر اور مجھے درد زہ شدت کا لاحق ہوا

الی السماء کا متضرع

(از مواہب)

حدیث (۱۰)، عن العباس قال قلت یا رسول اللہ ان قریشا جلسوا فتن کروا احسا بهم بینہم فجعلوا مثلك مثل نخلۃ فی کبوتۃ من الارض فقال لنبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ خلق المخلوق فجعلنی من خیر فوقہم وخیر الفرقتین ثم خیر القبائل فجعلنی من خیر القبیلۃ ثم خیر البیوت فجعلنی من خیر بیوتہم فانا خیرہم نفسا وخیرہم بیتا۔

(از ترمذی شریف ص ۲ ج ۲)

تو میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جہا پھر جب میں نے آنکھ دیکھا تو وہ بحالت سجدہ تھے اور اپنی انگلی کو آسمان کی طرف اٹھا کر دعا مانگنے کا کی طرح حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی انہوں نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ قریش آپس میں بیٹھ کر اپنے حسب کا ذکر کر رہے تھے تو انہوں نے آپ کی مثال کوڑے میں زمین سے نکلے ہوئے ٹھجور کے درخت کے ہی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے ان کے بہترین گروہ میں پیدا کیا پھر گروہوں کو اور قبیلوں کو منتخب کیا تو مجھے بہتر قبیلے میں پیدا کیا پھر خاندان منتخب کئے تو مجھے بہترین خاندان میں پیدا کیا تو میں اپنی ذات اور خاندان کے اعتبار سے بہترین ہوں۔

دلائل از اجماع و اقوال سلف و خلف

(۱)، علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں :

ہمیشہ سے اہل اسلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کے مہینے میں محفلیں کرتے ہیں۔

لازال اهل الاسلام یحتفلون بشہر مولدہ علیہ السلام ویعملون الولائم

و يتصدقون في لياليه بالتواضع الصدقات
 ويظهرون السر ويديدون في
 المبرات ويعتنون بقراءة مولد الكريم
 ويظهر عليهم من بركاتہ كل فضل عظیم
 وما جرب من خواصہ انما امان
 في ذلك العام ويشتري عاجلة نبيل
 البغية والمرام فرحم الله امراء
 اتخذ لياليه شهر مولد لمبارك اعيادا

(از مواہب لدنیہ مصری ص ۲۷)

(سیرۃ حلبی ص ۱۱)

اور خوشی کے کھانے پکاتے ہیں اور اسکی
 راتوں میں طرح طرح کے صدقے کرتے ہیں
 اور خوشیاں ظاہر کرتے ہیں اور نیکیوں
 میں زیادتی کرتے ہیں اور میلاد شریف
 پڑھنے میں اہتمام کرتے ہیں تو ان پر فضل
 عظیم کی برکتیں ظاہر ہوتی ہیں اور میلاد کے
 خواص مجربہ میں سے ہے کہ اس سال کیلئے
 امان ہوتا ہے اور حاجت روائی اور حصول
 مراد کی بشارت عاجلہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ
 ان پر رحمت فرمائے جو اس ماہ مبارک کی
 راتوں کو عید منائیں۔

(۲) علامہ ابن حجر مکی اپنی کتاب نعمۃ الکبریٰ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا
 قول نقل فرماتے ہیں:

قال ابو بکر الصديق رضي الله عنه
 من انفق درهما على قراءة مولد
 النبي صلى الله عليه وسلم كان في حق في الجنة
 (از نعمۃ الکبریٰ مصری ص ۷)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا
 جس نے میلاد کے پڑھوانے میں ایک درہم
 صرف کیا تو وہ میرا جنت میں رفیق (ساتھی)
 ہوگا۔

(۳) اسی میں حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول منقول ہے:

من عظم مولد النبي صلى الله عليه وسلم
 جس نے میلاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت

فقد احیا الاسلام (از نعمۃ الکبریٰ ص ۷) کی تو اس نے اسلام کو زندہ رکھا۔

(۴) اسی میں حضرت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قول منقول ہے :
من انفق درهما على قراءة مولد النبی صلی
اللہ علیہ وسلم فکانما شهد غزوة بدر
وحنین (از نعمۃ الکبریٰ ص ۷) جس نے میلاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
پر پڑھوانے میں ایک درہم صرف کیا تو گویا
وہ جنگ بدر و حنین میں حاضر ہوا۔

(۵) اسی میں حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کا قول منقول ہے :
من عظم مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وکان سببا لقراءته لا یخرج من الدنیا
الا بالایمان ویدخل الجنة بغير حساب
(از نعمۃ الکبریٰ ص ۹) جس نے میلاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت
کی اور اسکے پڑھوانے کا سبب بنا تو وہ
دنیا سے ایمان لے کر نکلے گا اور جنت
میں داخل ہوگا بغیر حساب کے۔

(۶) اسی میں حضرت امام حسن بصری تابعی کا قول منقول ہے :
وددت لو کان لی مثل جبل احد زهبا
فانفقته على قراءة مولد اللہ علیہ
وسلم میں اس بات کو محبوبے کھتا ہوں کہ اگر
میرے پاس احد پہاڑ کی برابر سونا ہو تو
میلاد شریف کے پڑھوانے پر صرف کر دوں

(۷) اسی میں حضرت سید الطائف جلیلی بغدادی قدس سرہ کا قول منقول ہے :
من حضر مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وعظم قدرا فقد فاز بالایمان
جو میلاد شریف میں شامل ہوا اور اس نے
اسکی عظمت کی تو گویا وہ ایمان میں
کامیاب ہو گیا۔

(۸) اسی میں حضرت معروف کرخی قدس سرہ کا قول منقول ہے :

من صیاً طعاماً لاجل قرأۃ مولد النبی صلی
اللہ علیہ وسلم وجمع اخواناً واولاداً سراجاً
ولیس جدیداً و تبخر و تعطر تعظیماً
لمولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
حشرۃ اللہ یوم القیمۃ مع الفرقة
الاولی من النبیین وکان فی اعلیٰ علیین
(از نعمۃ الکبریٰ ص ۹)

(۹) اسی میں حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کا قول منقول ہے :

من جمع لمولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اخواناً وھیاً طعاماً واخلی مکاناً و عمل
احساناً و صار سبباً لقرأۃ بعثہ اللہ یوم
القیمۃ مع الصالحین والشہداء و
الصالحین ویکون فی جنات التعلیم
(از نعمۃ الکبریٰ ص ۱۰)

(۱۰) اسی میں حضرت سری السقطی کا قول منقول ہے :

من قصد موضوعاً یقرأ فیہ مولد النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فقد قصد روضۃ
من ریاض الجنۃ (از نعمۃ الکبریٰ ص ۱۱)

(۱۱) اسی میں حضرت امام فخر الدین رازی قدس سرہ کا قول منقول ہے :

جس نے میلاد شریف کے پڑھوانے کے لئے
کھانا تیار کیا اور مسلمانوں کو جمع کیا اور
روشنی کی اور نیا لباس پہنا اور خوشبو سلگھائی
اور عطر لگایا میلاد کی تعظیم کے لئے تو اللہ
بروز قیامت پہلے گروہ حضرات انبیاء کے
ساتھ حشر کرے گا اور وہ اعلیٰ علیین
میں ہوگا۔

جس نے میلاد کے لئے مسلمانوں کو جمع کیا اور
کھانا تیار کرایا اور مکان مخصوص کرایا اور
احسان کیا اور اسکے پڑھوانے کا سبب بنا
تو اللہ تعالیٰ اس کو بروز حشر صدیقوں شہیدوں
اور صالحین کے ساتھ اٹھائے گا اور وہ
نعمت کی جنتوں میں پہنچے گا۔

جس نے اسی جگہ کا قصد کیا جس میں میلاد شریف
پڑھا جا رہا ہے تو اس نے جنت کے باغوں
میں سے ایک باغ کا قصد کیا۔

ما من شخص قرأ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی ملء اوبرا و شئ اخر من الماکولات الا ظهرت فیہ البرکة و فی کل شیء وصل الیہ من ذلک الماکول فانه یضطرب ولا یتقرحتہ لیغفر اللہ لاعداء۔ (از نعمۃ الکبریٰ ص ۱۸)

جس شخص نے نمک یا گندم یا کسی کھانے کی چیز پر سیلا و شریف پڑھوایا تو اس شے میں اور ہر شے میں برکت ظاہر ہوگی اور یہ چیز اسکو حاصل ہوگی اور اللہ اس کے کھانے والے کی مغفرت کر دے گا۔

(۱۲۱) اسی میں انھیں امام رازی کا دوسرا قول منقول ہے :

وان قرأ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی ماء فمت شرب من ذلک الماء دخل قلبہ الف نور و رحمة و خرج منه غل و علة و لا یموت ذلک القلب یوم تموت القلوب (از نعمۃ الکبریٰ ص ۱۸)

اگر پانی پر سیلا و شریف پڑھوایا تو جو اس پانی کو پیے گا تو اس کے قلب میں ہزار نور اور رحمت داخل ہونگے اور اس کے قلب سے ہزار کینہ اور بیماری نکل جائیگی اور اسکا قلب اس دن مردہ نہ ہوگا جس دن دل مردہ ہو جائیں گے

(۱۳) اسی میں انھیں امام رازی کا تیسرا قول منقول ہے :

من قرأ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی دراہم مسکوکة فضة کانت او ذهباً و خلط تلک الداراهم بغيرها وقعت فیہا البرکة و لا یفتقر صاحبہا۔

جس نے سکہ دار چاندی سونے کے سکوں پر سیلا و پڑھوایا اور ان سکوں کو دوسرے سکوں میں ملایا تو ان میں برکت ہو جائیگی اور یہ شخص محتاج نہ ہوگا۔ (از نعمۃ الکبریٰ ص ۱۸)

(۱۳) اسی میں حضرت خاتمہ المحدثین علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ کا قول و مسائل شرح شامل سے نقل کیا ہے :

ما من بیت او مسجد او محلة قرأی
 فیہ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 الا حقت الملائکة ذلک البیت او المسجد
 او المحلة وصلت الملائکة علی اهل
 ذلک المکان وعمہم اللہ تعالیٰ
 بالرحمة والرضوان

جس گھر یا مسجد یا محلہ میں میلاد شریف
 پڑھا جائے گا تو اسکو فرشتے اس پر چھا
 جائیں گے اور ان کے مالکوں پر دعاء
 رحمت کریں گے اور اللہ تعالیٰ انھیں اپنی
 رحمت و خوشنودی سے نوازے گا۔
 (از نعمۃ الکبریٰ ص ۱۱)

(۱۵) اسی میں انھیں علامہ سیوطی کا قول منقول ہے :

ما من مسلم قرء فی بیتہ مولد النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم الاربع اللہ سبحانہ
 وتعالیٰ القحط والوباء والحرق والغرق
 والافات والبلیات والبغض والحسد
 وعین السوء واللصوص عن اهل ذلک
 البیت فاذا مات ہون اللہ علیہ
 جواب منکر و نکیر و یقون فی مقصد
 صدق عند ملیک مقتدر

جو مسلمان بھی اپنے گھر میں میلاد شریف پڑھوے
 گا تو اللہ تعالیٰ اس گھر سے قحط و وبا جلنے
 ڈوبنے اور آفات و بلیات اور بغض و حسد
 اور بد نظر اور چوری سے محفوظ رکھے گا۔
 اور جب وہ مر جائے گا تو اللہ اس پر منکر
 نکیر کے جواب آسان کریگا اور وہ سچائی
 کی جگہ میں حضور الہی میں رہے گا۔
 (از نعمۃ الکبریٰ ص ۱۳)

(۱۶) سیرت حلبی میں انھیں علامہ سیوطی کا استدلال نقل فرمایا :

وفی حدیث انہ صلی اللہ علیہ وسلم
 عقی عن نفسه یعد ما جاءہ النبوۃ
 قال الامام احمد ہذا منکرا ی حدیث

حضور کی حدیث میں ہے کہ اپنے اپنی طرف سے
 عقیقہ کیا بعد نبوت کے امام احمد نے تو کہا کہ
 یہ حدیث منکر ہے اور حدیث منکر ضعیف

منکر والحديث المنكر من اقسام الضعيف
 لانه باطل كما تبوههم والمحافظة السيوطي
 لم يتعرض لذلك وجعله اصلا
 لعل المولد قال لان الحقيقة لاتعاد
 مرة ثانية فيحمل ذلك على ان هذ
 الذي فعله النبي صلى الله عليه وسلم
 اظهار الشكر على ايجاد الله تعالى
 اياه رحمة للعالمين وتشريعا لامته
 كما كان يصل على نفسه لذلك قال
 فيستحب لنا اظهار الشكر بولدك صل
 الله عليه وسلم

حدیثوں میں سے ہے اور باطل نہیں ہے
 جیسا کہ حافظ سیوطی نے وہم کیا اور اسکے
 درپے نہ ہوئے اور اس حدیث کو میلاد شریف
 کی اصل قرار دیا۔ اسلئے کہ عقیقہ دوسری
 مرتبہ بار بار نہیں کیا جاتا۔ تو حضور کے اس
 فعل کو اس شکر کے اظہار کے لئے قرار دیا
 گیا۔ کہ انھیں رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا
 جب کہ حضور اپنے اوپر درود پڑھا کرتے
 تھے اسی بنا پر کہا کہ ہمارے لئے اظہار شکر
 کے لئے میلاد مستحب ٹھہرا۔

(از سیرت حلبی ص ۵۷ ج ۱)

(۱۷) علامہ ابن حجر مکی سوال میلاد کے جواب میں فرماتے ہیں :

ظہری تخریجہ على اصل ثابت وهو ما في
 الصحيحين ان النبي صلى الله عليه وسلم
 قدم المدينة فوجد اليهود يصومون
 يوم عاشوراء فسألهم فقالوا هو يوم
 أغرق الله فيه فرعون ونجى موسى
 ونحن نصومه شكرا فقال نحن اول
 بموسى منكم۔

فرمایا کہ مجھے میلاد کی اصل بخاری و مسلم کی اس
 حدیث سے ثابت و ظاہر ہوئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 مدینہ میں ہجرت کر کے تشریف لائے تو یہود کو
 یوم عاشورہ رونے رکھتے ہوئے دیکھا تو
 ان سے دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ
 یہ وہ دن ہے جس میں اللہ نے فرعون کو ڈبوایا اور
 موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی تو ہم اس بنا پر

روزہ رکھتے ہیں شکر کے لئے حضورؐ نے فرمایا

کہ ہم باعتبار تمہارے زیادہ اولیٰ ہیں۔

(از سیرت نبوی ص ۴۶ ج ۱)

(۱۸) سیرت حلبی میں علامہ علی بن برہان الدین حلبی تحریر فرماتے ہیں :

اور میلاد کا کرنا اور لوگوں کا اسمیں جمع کرنا

بدعت حسنہ ہے اسی بنا پر امام ابو شامہ

استاذ امام نبویؐ نے فرمایا کہ ہمارے زمانے

میں ہر سال بارہ ربیع الاول میں جو میلاد

ہوتا ہے اور صدقات دیتے ہیں اور نیک

کام کرتے ہیں اور زینت و سرور کا اظہار

کرتے ہیں تو بلا شک اس میں علاوہ اسکے

کہ فقیروں پر احسان ہے حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کی محبت و تعظیم کا پتہ دیتا

ہے اور اس امر کا شکر ہے کہ حضور رحمتہ

عالم بن کر پیدا ہوئے یہ ان کا کلام ہے

و عمل المولد واجتماع الناس له كذلك

ابی بدعت حسنة ومن ثم قال الامام

ابوشامة شيخ الامام النبوي من احسن

ما ابتداء في زماننا ما يفعل كل عام

في اليوم الموافق ليوم المولد صلى الله

عليه وسلم من الصدقات والمعروف

واظهار الزينة والسرور فان ذلك

مع ما فيه من الاحسان للفقراء مشعر

بمحبة صلى الله عليه وسلم وتعظيمه

في قلب فاعل ذلك وشكر الله على

ما من به من ايجاد رسوله صلى الله

عليه وسلم الذي ارسله رحمة للعالمين

هذا كلامه۔

(۱۹) سیدی احمد دحلان مکی سیرت نبویؐ میں فرماتے ہیں :

بیشک میلاد کا کرنا قرونِ ثلثہ کے بعد پیدا

ہوا۔ پھر ہمیشہ سے اہل اسلام تمام اطراف

ان عمل المولد احدث بعد القرون

الثلاثة ثم لامل اهل الاسلام

سائر الاقطار والمدن الکبار یعملون المولد
و یصدقون فی لیلایہا بانواع الصداق
و یعتنون بقراءة مولد الکرم۔

اور شہروں میں میلاد کرتے ہیں اور اسکی باتوں
میں صدقہ دیتے ہیں اور میلاد کے پڑھوانے
کا اہتمام کرتے ہیں۔ (ازبیر بنوی ص ۴۱)

(۲۰) حضرت شیخ محقق محدث دہلوی مدارج النبوة میں فرماتے ہیں:

ابولہب بولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے روز در عذاب وی تخفیف کرد و روز
دوشنبہ از وی عذاب برداشت چنانکہ در
حدیث آمدہ است و در پنجاسندست مر
اہل موالید را کہ در شب میلاد آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سرور کنند و بذل اموال نہایت۔
(از مدارج النبوة ص ۲۶)

ابولہب کی حضور کے میلاد کی خوشی کے
عوض میں عذاب سے تخفیف ہوئی کہ پیر کے
دن اس سے عذاب اٹھایا جاتا ہے جیسا کہ
حدیث میں وارد ہے۔ تو اسی جگہ سے میلاد
کرنے والوں کے لئے سند میلاد کی ہوئی
کہ وہ اس دن خوشی کریں اور اپنے مال
خرچ کریں۔

الحاصل اس قدر آیات و احادیث و اجماع و قیاس ہر چہ اہل دلائل شرع سے
اور اقوال سلف و خلف سے میلاد شریف کا مستحب ہونا ثابت ہو گیا تو اہل سنت کا
عقیدہ و عمل ان کے موافق اترا۔ اور وہابیہ کا اسکو حرام بدعت۔ کفر و شرک کہنا
سب کے خلاف ثابت ہوا۔ تو وہابیہ کی اس مسئلہ میں یہ کمزور حقیقت ہے اور اس پر
اچھلتے کودتے ہیں اور مناظرے کے چیلنج دیا کرتے ہیں اور خود اپنے دعوے پر ایک
کمزوری دلیل بھی پیش نہیں کر سکتے۔ ناظرین اسکو بنظر انصاف موازنہ کر کے حق و
باطل کا فیصلہ کریں۔

الحاصل جب میلاد شریف کے استحباب کیلئے اس قدر آیات و احادیث اور

اقوال سلف و خلف موجود ہیں۔ ان سے عقیدہ اہل سنت کی حقانیت و صداقت ثابت ہوگئی اور عقیدہ وہابیہ کی غلطی اور بطلان ثابت ہو گیا کہ وہ ان سب کے منکر و مخالف ہیں اور اہل سنت ان سب پر عامل ہیں۔ الحمد للہ علی ذلک

مسئلہ قیام میلاد

عقیدہ وہابیہ۔ میں قیام میلاد مکروہ ناجائز، بدعت بلکہ کفر و شرک تک ہے۔ اور قیام بھی بوجہ خصوصیت کے بدعت ہے معہذا اشارہ بفعل ہند ہے اور تشبہ غیر قوم کے ساتھ منع ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۹ ج ۱) قیام مروج جو اور محدثہ ممنوعہ کو مشتمل ہے ناجائز و بدعت ہے (فتاویٰ دیوبندیہ ص ۳۸ ج ۱) وقت ذکر ولادت کھڑے ہوتے ہیں پھر اس میں بعض کا عقیدہ تو یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تشریف رکھتے ہیں یہ تو بالکل شرک ہے (از فتاویٰ امدادیہ ص ۵۴ جلد ۴) اور تذکیر الاخوان میں اس کو کفریات میں شمار کرایا ہے۔ ربیع الاول میں مولود کی محفل ترتیب دیتا اور جب ذکر حضرت کے پیدا ہونے کا آوے تو کھڑے ہو جانا (از تذکیر الاخوان ص ۵)

اہل سنت کے نزدیک قیام میلاد نہ فقط جائز بلکہ مستحب و مستحسن ہے اور امت کا معمول ہے قرآن اور حدیث سے اسکی اصل ثابت ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ قیام تین طرح کا ہوتا ہے۔ قیام مسرت۔ قیام محبت۔ قیام عظمت۔ قیام مسرت وہ ہے جو کسی خوشی و مسرت کے اظہار کیلئے کیا جاتا ہے۔ یہ بھی فعل صحابہ سے ثابت ہے اور اسکی اصل حدیث شریف میں موجود ہے۔ مسند امام احمد میں یہ حدیث ہے :

حدیث۔ عن عثمان رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی کہ

قلت توفي الله تعالى نبيه صلى الله
عليه وسلم قبل ان يسئل عن نجاته
هذا الامر قال ابو بكر قد سألته
عن ذلك فقمت اليه

(از مشکوٰۃ شریف ص ۸۶)

میں نے حضرت ابو بکر سے عرض کی کہ اللہ
تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وقت
دی اور ہم اس امر کی نجات آپ سے دریافت
نہ کر سکے۔ حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ میں نے
حضور سے دریافت کر لیا ہے تو میں اس کے
شوق میں کھڑا ہو گیا۔

اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس بات
کے سننے اور شوق میں قیام کیا تو یہی تو قیام مسرت ہوا۔ تو قیام مسرت سنت صحابہ۔ و
سنت خلفاء راشدین ثابت ہوا۔ اسی طرح قیام محبت بھی ہے وہ بھی حدیث سے ثابت ہے۔
حدیث۔ عن عائشہ کانت

(الفاطمہ) اذا دخلت عليه
قام اليها فاخذ بيدها فقبلها
واجلسها في مجلسه۔

(از مشکوٰۃ شریف ص ۸۷)

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے
مروی کہ جب حضرت فاطمہ حضور کی خدمت میں
حاضر ہوتیں تو حضور ان کے لئے قیام فرماتے
اور ان کا ہاتھ پکڑتے اور اس کو بوسہ دیتے
اور ان کو اپنی جگہ پر بٹھاتے۔

اس حدیث سے ظاہر ہو گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت فاطمہ کے
لئے قیام کیا یہ قیام محبت ہی تو تھا جس میں محبت کا اظہار مقصود تھا تو قیام محبت بھی سنت
ثابت ہوا۔ قیام میلاد میں اگرچہ یہ دونوں ممکن ہیں کہ لوگ بوقت ذکر ولادت اظہار مسرت
و محبت کے لئے قیام کریں اس میں کوئی محذور شرعی لازم نہیں آتا۔ لیکن امت نے اس قیام
کو قیام عظمت قرار دیا ہے۔ اسی بنا پر اس کو قیام تعظیمی کہا جاتا ہے تو یہ قیام بکثرت

دلائل ثابت ہے۔

دلائل از آیات

آیت (۱) وَمَنْ يُعْظِمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ (سورہ حج پ ۶۴)
 آیت (۲) وَمَنْ يُعْظِمْ حُرْمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ (سورہ حج پ ۶۴)
 آیت (۳) إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا لِّتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ (فتح پ ۶۱)
 ان آیات سے ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر ضروری ہے اور اللہ ان کی تعظیم کا حکم دیتا ہے۔

دلائل از احادیث

حدیث (۳) عن ابی سعید الخدری قال لما نزلت بنو قریظۃ علی حکم سعد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیہ وكان قریباً منہ فجاء علی حمار فلما دنا من المسجد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نصار قوموا لی سیدکم (رواہ البخاری و مسلم از مشکوٰۃ شریف ص ۴۰)
 حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی جب بنی قریظہ نے حضرت سعد کو اپنا حکم بخویر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس اطلاع بھیجی اور وہ عنقریب ہی تھے تو وہ دراز گوش پر سوار ہو کر حاضر ہوئے جب دربارِ رسائے قریب پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہار کو حکم دیا کہ اپنے سردار کیلئے قیام کرو

حدیث (۴) عن ابی ہریرۃ قال
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یجلس معنای المسجد یحدثنا
فاذا قام قمنا قیاماً حتمنا
قد دخل بعض بیوت ازواجہ
(از مشکوٰۃ شریف ص ۳۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی۔
انہو نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد
میں ہماری ساتھ بیٹھے تھے اور گفتگو فرماتے
اور جب حضور کھڑے ہوتے تو ہم بھی کھڑے
ہو جاتے اور اس وقت تک کھڑے رہتے کہ
آپ کو کسی ازواج مطہرات کے گھر میں داخل
ہوتا دیکھتے۔

حدیث (۵) عن عائشہ کان النبی
علیہ السلام اذا دخل علیہا (الفاطمة)
قامت الیہ فاخذت بیدہ فقبلتہ
واجلستہ فی مجلسہا۔

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے
مروی کہ جب حضور نبی کریم حضرت فاطمہ کے
پاس تشریف لاتے تو وہ حضور کے لئے قیام
کرتی اور آپ کا دست مبارک لیکر اسکو بوسہ
دیتیں اور آپ کو اپنی حکہ خاص میں بٹھاتیں۔
مسلمان جس چیز کو اچھا جانیں وہ اللہ کے
نزدیک بھی اچھی ہے۔

(از مشکوٰۃ شریف ص ۳۴)
حدیث (۶) ما رآہ المسلمون حسناً
فہو عند اللہ حسن (از رد المحتار
ص ۳۳/۵۶)

دلائل از اقوال سلف و خلف

(۱) علامہ علی بن یربان الدین حلبی سیرت حلبی میں فرماتے ہیں۔
وقد وجدنا لقیام عند ذکر اسمہ صلی
اللہ علیہ وسلم من عالم الامۃ و
اور آپ کے ذکر کے وقت قیام کا وجود ہوا
امت کے زبردست عالم اماموں کے پیشوا

مقتدی الائمة دنیا و درعا الامام
 تقی الدین السبکی و تابعه علی ذلك
 مشائخ الاسلام فی عصر فقد حکى
 بعضهم ان الامام السبکی اجتمع عنده
 جمع کثیر من علماء عصره فانشد منشد
 قول الصریح فی محله صلی الله علیه
 وسلم قلیل ممدح المصطفی المحظی بالذ^{هب}
 علی ورق من خط احسن من کتب
 وان تنهض الانترا ف عند سماعه
 و قیاما صفوفا و جتینا علی الרכب
 فعند ذلك قام الامام السبکی رحمة
 الله علیه و جمیع من فی المجلس
 فحصل انس کبیر بذلک المجلس
 و یکنی مثل ذلك فی الاقتداء۔
 (از سیرت حلبی مصری ص ۱۰۰)

امام تقی الدین سبکی سے اور اسمیں سلام کے
 بڑے مشائخ نے ان کا اتباع اور پیروی کی
 کہ ان کے زمانے میں اور بعض نے حکایت
 کی کہ حضرت امام سبکی کے پاس ان کے ہم زمانہ
 علماء کی کثیر جماعت موجود تھی تو کسی نے
 علامہ مصری کا یہ شعر پڑھا۔ نعت مصطفیٰ
 صلی الله علیه وسلم کے لئے یہ بھی تھوڑا ہے کہ
 سب سے اچھا خوشنویس ہوا اسکے ہاتھ سے
 چاندی کے پتر پر سونے کے پانی سے لکھا جائے
 اور جو ذی شرف لوگ ہوں۔ انکی نعت سن کر
 صف باندھ کر سر و قد یا گھٹنوں کے بل کھڑے
 ہو جائیں تو ان اشعار کو شکر حضرت امام سبکی نے
 اور جملہ علماء حاضرین مجلس نے قیام کیا اسی
 وجہ سے اس مجلس میں بہت انس حاصل
 ہوا اور اتنی بات پیروی کے لئے کافی ہے

دس، علامہ سیدی احمد دہلانی سیرۃ النبی میں فرماتے ہیں :

حضرت امام سبکی اور تمام حاضرین مجلس کھڑے
 ہو گئے اور مجلس میں نہایت انس حاصل ہوا
 اور میلاد کرنا اور لوگوں کا اس میں جمع ہونا
 قام الامام السبکی و جمیع من بالمجلس
 فحصل انس کبیر فی ذلک المجلس
 عمل المولد و اجتماع الناس له کذلک

مستحسن (از سیرۃ النبی مصری ص ۲۵)

(۳) اسی میں ہے۔ جرت العادة ان

الناس اذا سمعوا ذکر وضعہ صلی اللہ

علیہ وسلم یقومون تعظیماً لہ

اللہ علیہ وسلم وھذا القیام

مستحسن لما فیہ من تعظیم النبی

صلی اللہ علیہ وسلم وقد فعل ذلك

کثیر من علماء الامة الذین

یقتدی بہم۔

بھی اسی طرح مستحسن ہے۔

اور عادت جاری ہو گئی کہ لوگ جب حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا ذکر سنتے ہیں

تو تعظیم کے لئے قیام کرتے ہیں۔ اور یہ قیام

مستحسن ہے کہ اس میں تعظیم نبی صلی اللہ

علیہ وسلم ہے۔

اور اسکو بہت سے اُمت کے ان علماء

نے کیا جن کی اقتدا کی جاتی ہے۔

از سیرۃ النبی مصری ص ۲۴-۲۵

(۴) سید احمد عابدین شرح مولد ابن حجر میں فرماتے ہیں :

جرت العادة بانه اذا ساق الواعظ

مولد صلی اللہ علیہ وسلم ذکر و اوضع

امہ لہ قام الناس عند ذلك تعظیماً

لہ صلی اللہ علیہ وسلم وھذا القیام

بدعة حسنة لما فیہا من اظهار

الفرح والسرور والتعظیم بل مستحبہ

لمن غلب علیہ الحب والاحلال

لھذا النبی الکریم

یہ عادت جاری ہو چکی کہ جب ذکر میلاد کا

بیان کرتا ہے اور آپ کی وقت ولادت کو

ذکر پر پہنچتا ہے تو اسوقت لوگ تعظیم کیلئے

قیام کرتے ہیں اور یہ قیام بدعت حسنة ہے

کہ اس میں فرحت و سرور اور تعظیم کا اظہار

ہے بلکہ وہ مستحب ہے اس کے واسطے جس پر

محبت و تعظیم کا غلبہ ہے۔

(از جوابہ البحار مصری ص ۱۱۲)

لھذا النبی الکریم

(۵) علامہ یوسف بن اسماعیل نہانی اسکو نقل کر کے فرماتے ہیں :

اقول ولم تنزل عليه المواظبة من العلماء
الاعلام والمشائخ الكرام

اس قیام میلاد پر علماء کرام و مشائخ عظام
نے ہمیشگی کی۔ (از جواہر البحار ص ۱۱۴۲ ج ۲)

(۶) حضرت علامہ سید جعفر بن حسن برزنجی اپنے مولد میں فرماتے ہیں:

وقد استحسن القيام عند ذكر مولده
الشريف ائمة زورواية وروية فطوبى
لمن كان تعظيمه صلى الله عليه وسلم
غاية مراده ومرماه (از جواہر البحار ص ۱۲۴۸)

حضور کے ذکر میلاد کے وقت قیام مستحسن کیا
اُن اماموں نے جو صاحبانِ رُایت و روایت
ہیں تو اسکے لئے خوشخبری ہے جسکی نہایت مراد و
مقصود تعظیم مصطفیٰ ہے۔

(۷) علامہ ابن حجر المولد الکبیر میں فرماتے ہیں:

فيقال تطير ذلك في القيام عند ذكر
ولادته صلى الله عليه وسلم (ايضاً)
قال اجتمعت الامة المحمدية من
اهل السنة والجماعة استحسان
القيام المذكور۔

اور اسکی نظیر قیام بوقت ذکر ولادت ہے
کہ اہل سنت و جماعت کا اس کے مستحسن
ہونے پر اجماع ہو چکا۔

از الکوکب الازہر
(والدر المعظم ص ۱۴۳)

(۸) فاضل اہل سید جعفر بن اسماعیل مدنی نے الکوکب الازہر میں فرمایا:

القيام عند ذكر ولادة سيد المرسلين
صلى الله عليه وسلم امر لا شك
في استحبابه واستحسانه وندبه
يحصل لفاعله من الثواب الاوفر۔

قیام بوقت ذکر ولادت سید مرسلین صلی اللہ
علیہ وسلم ایک ایسا امر ہے جس کے مستحب
اور مستحسن ہونے میں شک نہیں۔ اس کے
کرنے والے کو پورا پورا ثواب حاصل ہوگا

(از اقامۃ القیامہ ص ۱)

(۹) حضرت شیخ محقق اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔

اجماع کردہ اندکہ جماہیر علماء بایں حدیث
براکرام اہل فضل از علم یا اصلاح یا شرف
بقیام۔ (از اشعۃ اللمعات ج ۲ ص ۴۲)
اس حدیث کی بنا پر تمام علماء نے اجماع
کیا ہے کہ علماء فضلاء صلحاء کی تعظیم کے
لئے قیام کیا جائے۔

(۱۰) علامہ سید احمد دحلان اپنی کتاب الدر السنیہ میں فرماتے ہیں:

ومن تعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم الفرج
بلیلۃ ولانہ وقرآنۃ المولد القیام
عند ذکر ولادۃ صلی اللہ علیہ وسلم
والطعام الطعام وغیر ذلک مما یعتاد
الناس فعلہ من النواع البر فان ذلک
کلہ من تعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم
(از دار السنیہ مصری ص ۱۸)
اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم میں
سے شب ولادت، فرحت و خوشی کرنا۔ اور
بوقت ذکر ولادت کے قیام کرتا ہے۔ اور
کھانا کھلانا وغیرہ ہے جس کے کرنے کی لوگوں
میں عادت جاری ہو گئی تو یہ امور خیر سے
ایک امر خیر ہے اور یہ سب حضور کی تعظیم
میں سے ہے۔

اب رہا بوقت ذکر ولادت قیام کرنا تو یہ اس بنیاد پر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کے ذکر پاک کی تعظیم مثل ذات پاک کے ہے اور تعظیم ذات سے ایک صورت قیام
بھی ہے جو بوقت قدوم معظم کے بجا لایا جاتا ہے اور ذکر ولادت حضور کے دنیا میں
تشریف آوری کا ذکر ہے۔ تو یہ قیام اس ذکر کے ساتھ مناسب ہوا۔ تو اسی بنا پر یہ
قیام بوقت ذکر ولادت کیا جاتا ہے۔ اہل سنت اس کے دعویدار نہیں ہیں کہ اس
وقت خود حضور یہ نفس نفیس مجلس میں تشریف لاتے ہیں اس بنا پر قیام ہوتا ہے۔ نہ
یہ کسی ذمہ دار شخص نے تحریر کیا ہے نہ عوام کا یہ خیال ہونا چاہئے اگرچہ کہیں ایسا

ہو جاتا ہو اور یہ آپ کی قدرت تصرف سے بعید بھی نہیں ہے جس پر دلائل قائم ہیں۔
الحاصل اس مسئلہ قیام میلاد میں اہل سنت کا قول ان آیات و احادیث
اور اقوال کے موافق ہے اور عقیدہ وہابیہ سب کے خلاف ہے تو اس کا غلط اور باطل
ہونا اور قول اہلسنت کا صحیح و حق ہونا آفتاب سے زیادہ ظاہر ہے۔ اس میں اور مزید
تفصیل ہو سکتی تھی مگر اسی کو کافی متصور کیا گیا۔

مسئلہ فاتحہ

عقیدۂ وہابیہ میں فاتحہ بدعت و حرام اور ناجائز اور مشابہ ہنود ہے
فاتحہ مروجہ بھی بدعت، معہذا مشابہ بہ فعل ہنود ہے اور شبہ غیر قوم کیساکہ
منع ہے (از فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۳۹) فاتحہ کھانے یا شیرینی پر پڑھنا بدعت ضلالہ ہے
ہرگز نہ کرنا چاہئے (از فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۴۲) و آنکہ طعام روبرو نہادہ چیزے
می خوانند این ہم طریق ہنود است ترک چنین رسوم واجب است (از فتاویٰ امدادیہ
ص ۵۸) ہنود کا طریقہ ہے ایسی رسوم کا ترک کرنا واجب ہے۔
اہلسنت کے نزدیک فاتحہ جائز و مباح ہے اور امت کا معمول ہے
اور ایصال ثواب کی ایک قسم ہے جس پر بکثرت دلائل قائم ہیں۔

دلائل از آیات

آیت (۱) وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ
سَكَنٌ لَهُمْ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ
(سورۃ توبہ پ ۱۲)
اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو بیشک
تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے
اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

آیت (۲) (وَاسْتَغْفِرْ لِدُنْيِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ

وَالْمُؤْمِنَاتِ (سورہ محمد پ ۲۶) ۴۱)

آیت (۳) رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ

وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِي مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ

وَالْمُؤْمِنَاتِ (سورہ نوح پ ۲۹) ۴۲)

آیت (۴) رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ

وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ -

(سورہ ابراہیم پ ۳۱) ۴۶)

آیت (۵) الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَ

مَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ

بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا

وَسِعَتْ كُلُّ شَيْءٍ رَحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ

لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ

عَذَابَ الْجَحِيمِ -

(سورہ مومن پ ۲۴) ۶۱)

آیت (۶) وَالْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ

رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ

(سورہ الشوری پ ۲۵) ۶۳)

آیت (۷) وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ

اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمانوں

مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو

اے میرے رب مجھ کو بخشدے اور میری ماں باپ

اور اُسے جو ایمان کیسا میرے گھر میں ہے

اور سب مسلمان مردوں اور عورتوں کو

اے میرے رب مجھے بخشدے اور میرے

ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن

حساب قائم ہوگا۔

وہ جو عرش اٹھاتے ہیں اور جو اسکے گرد ہیں

اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اسکی پاکی بولتے

ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور مسلمانوں

کی مغفرت مانگتے ہیں اے رب ہمارے

رحمت و علم میں ہر چیز کی سمائی ہو تو انھیں

بخشد جنھوں نے توبہ کی اور تیری راہ پر چلے اور

انھیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اسکی

پاکی بولتے ہیں۔ اور زمین والوں کے لئے

معافی مانگتے ہیں۔

اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں

يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ
سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ - (سورہ حشر پ ۲۸ آیت ۴۱)
آیت (۸) وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ
ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ
(سورہ طہ پ ۲۱ آیت ۶۱)

آیت (۹) وَالَّذِينَ صَبَرُوا بُتْغَاءَ
وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا
مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَدُورُونَ
بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةِ أُولَئِكَ يُحَقِّقُ الدَّارَ
الْآخِرَةَ لِيُدْخِلَهُمُ فِيهَا وَمِنَ الصَّالِحِينَ
'اِيَّاهُمْ وَازْوَاجَهُمْ وَذُرِّيَّاتَهُمْ
(سورہ رعد پ ۱۳ آیت ۶۳)

دلائل از تفاسیر

(۱) تفسیر خازن و تفسیر معالم میں زیر آیت ۱ تحریر فرماتے ہیں -

ای ادع لهم واستغفر لهم لان الصلوة
فی اللغة الدعاء (سکن لهم) ای ان
دعائک رحمة لهم

(از خازن و معالم ص ۱۱۸ ج ۳)

(۲) تفسیر مدارک میں تحت آیت ۱ تحریر فرماتے ہیں -

اے ہمارے رب ہمیں بخشہ اور ہمارے بھائیوں
کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے -
اور جو ایمان لائے اور انکی اولاد نے ایمان
کے ساتھ ان کی پیروی کی - ہم نے ان کی
اولاد ان سے ملادی -

اور وہ جنہوں نے صبر کیا اپنے رب کی رضا
چاہنے کو اور نماز قائم رکھی اور ہمارے دیئے
سے ہماری راہ میں چھپے اور ظاہر کچھ خرچ کیا اولاد
برائی کے بدلے بھلائی کر کے مالتے ہیں انھیں
کیلئے پچھلے گھر کا نفع ہے بسنے کے باغ جنہیں
وہ داخل ہوں گے اور جو لائق ہوں انکے
باپ دادا اور بیٹیوں اور اولاد میں -

حضور آپ مسلمانوں کے حق میں دعا کریں -
اور استغفار کریں کہ نوت میں صلوة کے
معنی دعا کے ہیں - کہ آپکا دعا کرنا انکے
حق میں رحمت ہے -

(وصل علیہم) واعطف علیہم بالدعاء
لہم وترحم (ان صلواتک سکن لہم)
یسکتون الیہ وتطہئن قلوبہم بان
اللہ قد تاب علیہم (واللہ سمیع علیم)
للعائک (از مدارک ص ۱۱ ج ۲)

آپ ان کے حق میں دعا کریں اور دعا کر کے
ان پر مہربانی کریں کہ آپ کی دعا ان
کے لئے باعث سکون اور اطمینان قلوب
ہے بیشک اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی
اور وہ آپ کی دعا کو سننے والا جاننے والا ہے

۱۳، تفسیر صاوی علی الجلالین میں ہے تحت آیت ۱۷ فرماتے ہیں :

ورد فی الحدیث حیاتی خیر لکم وحماتی
خیر لکم تعرض علی اعمالکم فی الصباح و
فی المساء فان وجدت خیرا حمدت
اللہ وان وجدت سوءا استخفرت
لکم فدعاء رسول اللہ حاصل فی حیاتی
وبعد حماتہ ولا عبرۃ بہت ضل وزاغ
عن الحق وخالف فی ذلک۔

حدیث شریف میں وارد ہوا کہ میری حیات
بھی تمہارے لئے خیر ہے اور میری وفات بھی
خیر ہے۔ مجھ پر تمہارے اعمال صبح و شام پیش
کئے جاتے ہیں تو میں اگر نیکی پاتا ہوں تو
اللہ کی حمد کرتا ہوں اور اگر بدی کو پاتا ہوں
تو تمہارے لئے استغفار کرتا ہوں تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا انکی حیات اور بعد
وفات کے حاصل ہے اور جو گمراہ ہو گیا او بہک
گیا اور اسکا مخالف ہوا اسکا کوئی اعتبار نہیں

راز صاوی ص ۱۴۲ ج ۲)

(۴) تفسیر معالم و تفسیر خازن تفسیر حمل تفسیر صاوی سب میں یہی مضمون بالفاظ مختلفہ
تحت آیت ۱۷ میں ہے :

ومعنی الایۃ استغفر لذنوبک ای لذنوب
اہل بیتک وللمومنین والمومنات

اور آیت کے یہ معنی ہیں کہ اے حبیب آپ
اپنے اہلبیت کے گناہوں اور مسلمان اہل بیت

یعنی من غیر اہل بیتہ و ہذا اکرام
من اللہ عزوجل لہذا الامۃ حیث
امر نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
یستغفر لذنوبہم و هو الشفیع المجاب
رو فیہ ایضاً) قیل الخطاب والمراد بہ
الامۃ و علی ہذا الفعل توجب الایۃ
استغفار الانسان لجميع المومنین۔

(معالم و خازن ص ۱۵۱)

و صاوی ص ۷۶

(۵) تفسیر خازن و تفسیر جمل و تفسیر صاوی میں تحت آیت ۲۴ فرماتے ہیں :

ہذا دعاء للمومنین بالمغفرة واللہ
تعالی لا یردد عا خلیلہ امیراہیم ففیہ
بشادۃ عظیمۃ لجميع المومنین۔

بالمغفرة (صاوی ص ۲۲۳، خازن ص ۲۲۳)

(۶) تفسیر خازن و تفسیر جمل و تفسیر صاوی میں تحت آیت ۲۵ فرماتے ہیں :

یسئلون اللہ تعالیٰ المغفرة لہم
(فیہ ایضاً) اذا دخل المؤمن الجنة

قال ابن ابی واین امی واین زوجتی
فیقال انہم لہم یعلموا عملک فیقول انی

مردوں اور عورتوں کیلئے استغفار کریں اور
اللہ کا اس امت پر یہ اکرام ہے کہ اس نے
اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے گناہوں
کے استغفار کا حکم فرمایا تو حضور شفاعت
کرنے والے اور مقبول الشفاعت ہیں اور
بعض نے کہا کہ لذنوبکم میں خطاب اگرچہ
حضور سے ہے۔ اس سے مراد آپ کی امت ہی
اور اس فعل سے آیہ واجب کرتی ہے کہ
مسلمان تمام مومنین کے لئے استغفار کرے۔

یہ مومنین کے لئے دعائے مغفرت ہے اور
اللہ تعالیٰ اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کی
دعا رد نہ فرمائیں گا تو اس میں تمام مسلمانوں
کیلئے مغفرت کی زبردست بشارت ہے۔

اور اللہ تعالیٰ سے مسلمانوں کیلئے مغفرت
مانگیں جب مسلمان جنت میں پہنچے گا تو کہے گا
کہ میرا باپ کہاں ہے میری ماں کہاں ہے اور
میری بیوی کہاں ہے تو ان سے کہا جائے گا

کنت اعلیٰ ولهم فیقال ادخلوهم
 الجنة فاذا اجتمع باهلہ فی الجنة
 کان اکمل لسرورہ ولذاتہ
 (از صاوی ص ۴۷)

کہ انہوں نے تیرا سا عمل نہیں کیا تو یہ کہے گا
 کہ میں تو اپنے اور ان کے لئے اعمال کے برکت
 تو اس سے کہا جائیگا کہ ان کو جنت میں لے جا
 توجیب وہ جنت میں مع اپنے اہل کے جمع
 ہو جائیگا تو اسکی مست کامل ترین ہو جائیگی۔

(۷) تفسیر صاوی میں تحت آیہ ۷ فرماتے ہیں:

اد۴ لهما بالرحمة ولو فی کل یوم وليلة
 خمس مرۃ (تفسیر صاوی ص ۲۹۳)
 ان دونوں ماں باپ کیلئے دعائے رحمت کر
 کہ اگرچہ ہر روز و شب میں پانچ بار ہو۔

(۸) تفسیر جمل میں تحت آیہ ۸ فرماتے ہیں:

قوله (الذین سبقونا بالایمان) ای
 بالموت علیہ فیغنی لکل واحد من
 القائلین لهذا الفعل ان یقصد
 بمن سبقہ من انتقل قبلہ من
 زمنہ الی عصر البنی صلی اللہ علیہ
 وسلم فیدخل جمیع من تقدمہ
 من المسلمین لا خصوصاً لمہاجرین
 والانصار۔
 اور وہ لوگ جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور
 ایمان پر ان کی موت ہوئی تو اس کے ہر
 کہنے والے کیلئے لائق ہے کہ اس سے پہلے جو
 بھی زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک گزر
 چکے انکا قصد کرے تو اپنے سے پہلے تمام
 مسلمانوں کو دعائیں داخل کرے نہ کہ
 خاص مہاجرین و انصار کو۔
 (تفسیر جمل ص ۳۱ ج ۴)

(۹) تفسیر دارک میں تحت آیہ ۹ فرماتے ہیں:

الحقناہم ذریعتہم ای تلحق الاولاد
 ہم نے انکی اولاد ان سے ملا دی یعنی اولاد

بایمانہم و اعمالہم درجات الالباء وان
قصہ اعمال الذریۃ من اعمال الالباء
ر تفسیر مدارک ص ۱۵۵ ج ۲

مع اپنے ایمان اور اعمال کے ساتھ باپوں
کے درجوں تک ملا دی جائیگی اگرچہ اولاد
کے اعمال باپوں کے اعمال سے کم ہوں۔

(۱۰) تفسیر صاوی میں تحت آیت ۹ فرماتے ہیں :

والمعنی ان المؤمن اذا کان عملاً اکثر
الحق بہ من دوتہ فی العمل ابنا کان
او اباً بحق بالذریۃ من النسب
الذریۃ بالسبب وهو المحبة فان
حصل مع المحبة تعلیم علم او عمل کان
احق بالحق کالتلامذۃ فانہم
یلحقون باشیائہم واشیاء الاشیاء
یلحقون بالاشیاء ان کانوا دوتہم
فی العمل والاصل فی ذلک قولہ صلے
اللہ اذ دخل اهل الجنة الجنة سائل
احدہم عن ابویہ وعن زوجتہ
وولده فیقال انہم لم یدرکوا اما
ادرکت فیقول یا رب انی عملت
لی ولہم فیومر بالمحاکمہ بہ
(از تفسیر صاوی ص ۱۱۱ ج ۲)

معنی یہ ہیں کہ جب مومن کا عمل کثیر ہوگا تو
اس کے ساتھ کم عمل والا ملا دیا جائیگا وہ بیٹا
ہو یا باپ اور ذریت کسی کے ساتھ ذریت
سببی ملا دی جائے گی کہ وہ سبب محبت ہی تو
اگر محبت کے ساتھ علم یا عمل کی تعلیم بھی ہو تو وہ
بھی لاحق ہونیکا حقدار ہے جیسے شاگرد اپنے
استادوں کے ساتھ لاحق کر دیئے جائیں اگرچہ
وہ ان سے عمل میں کمتر ہوں اور اصل اس
میں فرمان حدیث ہے کہ جب جنتی جنت میں
پہنچیں گے تو کوئی انکا اپنے ماں باپ کو دریا
کرے گا کوئی بیوی کو کوئی اولاد کو دریا فت کرے
گا تو ان سے کہا جائیگا انہوں نے اس درجہ کو نہیں
پایا جسکو تو پایا گیا تو وہ کہیں گے کہ رب میں نے
اپنے لئے اور ان کیلئے عمل کئے تھے تو انھیں اس
کے ساتھ لاحق ہونیکا حکم کر دیا جائے گا۔

دلائل از احادیث

حدیث (۱) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما لميت في قبرة الاشبه الغرقي المتغوث ينتظر دعوة من اب وام اخ او ولد او صديق ثقة فاذا الحقته كان احب اليه من الدنيا وما فيها وان الله تعالى ليدخل على اهل القبور من دعاء اهل الارض امثال الجبال وان هدية الاحياء الى الاموات الاستغفار لهم

رواه البيهقي از مشکوٰۃ ص ۲۰۶

حدیث (۲) عن سعد بن عبادۃ قال يا رسول الله ان امر سعد ماتت قاي الصدقة افضل قال الماء وحنوبيرا قال هذه لامر سعد

رواه داؤد والنسائي از مشکوٰۃ شریف ص ۱۶۹

حدیث (۳) عن عائشة قالت ان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت اپنی قبر میں ڈوبنے والے کے مشابہ ہوتا ہے جو فریاد کرنے والا ہوتا ہے اپنے باپ یا ماں اور بھائی۔ اولاد۔ سچے دوست کی دعاؤں کی انتظار کرتا ہے تو جب اسکو وہ دعا پہنچ جاتی ہے تو وہ اسے دنیا و ما فیہا سے زیادہ پیاری ہوتی ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ اہل قبور پر زمین والوں کی دعا پہاڑوں جیسی پہنچاتا ہے اور بیشک مردوں کی طرف زندوں کا ہدیہ ان کے لئے مغفرت چاہتا ہے۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ام سعد کا انتقال ہو گیا تو کون سا صدقہ افضل ہے فرمایا پانی۔ تو ان کی طرف سے کنواں تیار کرایا گیا۔

فرمایا کہ یہ ام سعد کا کنواں ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی انہوں نے

رحبلا قال البني صلى الله عليه وسلم ان
امى اقللت نفسها واظنها لو تكلمت
قصدت قت فهل لها اجر ان تصدقت
عنها قال نعم (رواه البخاري ومسلم
از مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۱)

حدیث (۴) عن ابی ہریرۃ اذا مات
الانسان انقطع عمله الا من ثلث صدقۃ
جاریہ او علم ینتفع بہ او ولد صالح
یدعولہ۔ (رواه البخاری ومسلم والبودارد
از جامع صغیر ص ۲۹ ج ۱)

حدیث (۵) عن انس عن البنی صلی
الله علیہ وسلم امتی مرحومۃ تدخل
قبر رہا بذنوبہا وتخرج من قبر رہا لا
ذنوب علیہا یحص عنہا باستغفار
المؤمنین لہا۔ از شرح الصدور ص ۱۲۸

(رواه الطبرانی از جامع صغیر)
حدیث (۶) عن عقبہ بن عامر قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم ان
الصدقة لتطف عن اهلها حرق القبور
(از جامع صغیر ص ۲۹ ج ۱)

کہا کہ ایک شخص نے عرض کیا بیشک میری
ماں فوت ہو گئی اور میں یہ گمان رکھتا ہوں
کہ اگر وہ بولتی تو صدقہ کرتی تو کیا اسکو
ثواب ملے گا۔ اگر میں اسکی طرف سے صدقہ
کروں۔ فرمایا ہاں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی
جب انسان مر جاتا ہے تو اسکا عمل بند ہو جاتا
ہے مگر تین چیزیں صدقہ جاریہ اور ایسا علم
جس سے نفع حاصل ہوتا ہو اور نیک اولاد
جو اسکے لئے دعا کرے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی وہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ
میری امت مرحومہ ہے۔ قبروں میں گناہوں
کے داخل ہوگی اور ان سے بے گناہ نکلے گی۔
کہ مسلمانوں کے استغفار سے ان کے گناہ
پاک کر دیئے جائیں گے۔

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک صدقہ
اپنی قبور سے اسکی گرمی کو میٹ دیتا ہے۔

حدیث (۷) عن ابن عمر قال قال رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم اذا تصدق احدکم
بصدقۃ تطوعا فليجعلها عن ابویہ فیکون
لہما اجرہا ولا ینقص من اجرہ شیئاً

(طبرانی از صحیح بیہاری ص ۹۵)

حدیث (۸) عن انس سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من اهل بیت
یموت منہم میت فلیتصدقون عنہ
بعد موت الہدال ہالہ جبریل علی
طبق من نور ثم یقف علی شغیر القبر
فیقول یا حب القبر العقیق ہذا ہدیۃ
اہل ہا الیک اہلک فاقبلہا فتدخل
علیہ فیفرح بہا و یستبشر و یحزن
جیرانہ الذین لا یمیدون الیہم شیئ
(رواہ الطبرانی از شرح الصدور از صحیح

بیہاری ص ۹۵)

حدیث (۹) عن انس انه سئل رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ
ننصدق عن موتانا وننج عنہم و

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب
کوئی نفلی صدقہ کرتا ہے تو اپنے ماں باپ
کی طرف سے دے کہ وہ ان کے لئے اجر
ہوگا اور اسکے اجر سے کچھ کم نہ ہوگا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی انہوں نے
کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
فرماتے ہوئے سنا جس قوم کا آدمی مر جائے
اور وہ اسکی موت کے بعد صدقہ دیں تو
جبریل اسکو نور کے طبق میں ہدیہ لیکر قبر کے کنار
پر پہنچتے ہیں اور کہتے ہیں اے گہری قبر والے
یہ ہدیہ ہے جو تیری طرف تیرے اہل نے بھیجا ہے
تو وہ متوجہ ہو جاتا ہے پھر وہ اسپر داخل
ہوتا ہے اور وہ اس سے خوش ہوتا ہے اور

بشارت حاصل کرتا ہے اور اسکے پڑوسی وہ
رنجیدہ ہوتے ہیں جسکی طرف کوئی چیز ہدیہ نہ کی گئی
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ بیشک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت
کیا یا رسول اللہ ہم اپنے مردوں کی طرف سے

ند عولہم فہل یصل ذلک الیہم فقال
لعمد انہ یصل ویفرحون بہ کما یفرح
احدکم بالطبق اذا اہدی الیہ۔
از مراقی الفلاح ص ۳۶۳

حدیث (۱۰) عن ابی ہریرۃ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
ہما یلحق المؤمن من حسناتہ بعد
موتہ علم نشرہ او ولد اصالحا ترکہ
ومصحف ورثہ او مسجد بنا لا او
بتیال ابن السبیل او نھرا اجرالہ او
صدقۃ اخرجھا من مالہ فی صحتہ
تلاحقہ بعد موتہ

(رواہ ابن - وابن خزیمہ - از شرح

الصدور للسیوطی ص ۱۲۷)

حدیث (۱۱)

عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال من دخل لقابر فقراء
کیس خفف اللہ عنھم وکان لہ بعد

صدہ کریں اور حج کریں اور ان کیلئے دعا کریں
تو کیا انکو یہ پہنچے گا فرمایا ضرور پہنچے گا اور وہ
اس سے ایسے خوش ہوتے ہیں جیسے تمہاری طرف
کوئی ہدیہ کیا جائے تو وہ خوش ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا بیشک مومن کو جو اسکی نیکیوں سے اسکے
مرنے کے بعد پہنچتا ہے علم ہی جسکی اس نے اشیائے
کی یا نیک اولاد ہے۔ جسکو وہ چھوڑ گیا ہے
یا قرآن شریف ہے جو اس نے کسی کو دیدیا
ہے یا مسجد ہے جس کو اس نے بنایا ہے یا مسافر خانہ
ہے جو اس نے مسافروں کیلئے تیار کیا ہے
یا نہر ہے جسکو اس نے جاری کیا ہے یا صدقہ
ہے جو اس نے اپنے مال سے تندرستی میں دیا
ہے تو وہ اسکو موت کے بعد پہنچے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ بیشک
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو قبرستان میں
پہنچے پھر سورہ لیس پڑھے تو اللہ ان اہل قبور

من فیہا حسنا (رواہ عبد العزیز بن ابی الخلال
بسنۃ از شرح الصدور للسیوطی ص ۱۳)

حدیث (۱۲) عن عقبۃ بن عامر ان
امراة جاءت الی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قالت اجم من امی وقد ما
قال ارايت لو کان علی امک دین
فقضیت الیس کان مقبولا منک قالت
بلے فاصرها ان تحج۔

(رواہ الطبرانی از شرح الصدور ص ۱۲۹)

حدیث (۱۳) عن عطاء وزین بن اسلم
قال اجاء رجل الی ابی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فقال یا رسول اللہ اعتق عن ابی و
قدمات قال نعم :

(رواہ ابن ابی شیبہ از شرح الصدور ص ۱۲۹)

حدیث (۱۴) عن ابن عباس ان سعد
بن عبادۃ توفیت امہ وھو غائب عنھا
فقال یا رسول اللہ انفعھا شیئ ان
تصدق بہ عنھا قال نعم قال فانی

سے تخفیف عذاب کر دیکا اور اسکو بمقدار
ان کے نیکیاں ملیں گی۔

حضرت عقبہ بن عامر سے مروی کہ ایک عورت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
حاضر ہوئی اور عرض کیا۔ کیا میں بی ماں
کی طرف حج کر سکتی ہوں جو فوت ہو چکی ہے
فرمایا تیری ماں پر اگر قرض ہوتا اور تو اسکو
ادا کرتی تو کیا وہ مقبول نہ ہوتا عرض کیا ہاں
تو حضور نے اسے حج کر نیکا حکم دیا۔

حضرت عطا اور زین بن اسلم رضی اللہ عنہما
سے مروی ان دونوں نے کہا کہ ایک شخص
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر
ہوا پھر عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں اپنے
باپ کی طرف سے غلام آزاد کروں اور وہ
فوت ہو چکا ہے۔ فرمایا ہاں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی
کہ بیشک حضرت سعد بن عباد کی والدہ فوت
ہو گئیں اور وہ اسوقت موجود نہیں تھے انہوں
نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں ان کی طرف سے

اشھدک علی ان هاتھی المخراف صدقۃ علیہا۔

(رواہ البخاری۔ از شرح الصدور ص ۱۲۸)

حدیث (۱۵)، عن ابی قتادۃ قال سمعت ابی صلی اللہ علیہ وسلم یقول خیر ما ینخلف المرء بعد موتہ ولد صالح یدعو لہ وصدقۃ تجری ینبغہ اجرہا وعلہ یعمل بہ من بعدہ۔

(رواہ الطبرانی از شرح الصدور ص ۱۲۹)

حدیث (۱۶)، عن سعد بن عبادۃ قال قلت یارسول اللہ تو فیت امی ولم توصی ولم تصدق فهل ینفعہا ان تصدقت قال نعم ولو بکراۃ شاة محرق۔

(رواہ الطبرانی از شرح الصدور ص ۱۲۹)

حدیث (۱۷)، عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا تصدق احدکم بعد قطعہا فیمجلاھا عن ابویہ فیکون لہما اجرہا ولا ینقص من اجرہ

کوئی چیز صدقہ کروں تو کیا انکو نفع دیگی فرمایا ہاں، عرض کیا میں کچھ اسپر گواہ بناتا ہوں کہ میرا مخراف باغ اسکی طرف صدقہ ہے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی انہوں نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ آدمی اپنی موت کے بعد جو چھوٹے تو بہتر نیک و لاد ہے جو اس کیلئے دعا کرے اور صدقہ جاریہ ہے جسکا اجر اسکو پہنچے اور علم ہے جس پر اسکے بعد والے عمل کریں۔

حضرت سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ سے مروی انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ کہ میری والدہ فوت ہو گئیں اور وصیت نہ کر سکیں اور صدقہ نہ دے سکیں تو کیا ان کو نفع دیگا اگر میں صدقہ کروں فرمایا ہاں اگرچہ بکری کا جلا ہوا کھڑ ہو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی قطعی طور پر صدقہ دے تو اسکو اپنے ماں باپ کی طرف دے کہ وہ ان

شیاً۔

(رواہ الطبرانی از شرح الصمد ص ۱۲۸)

حدیث (۱۸) عن جابر قال شهد مع رسول الله صلى الله عليه وسلم الاضحى في المصل فقام فخطبته نزل من منبره واتي بكبش فذبحه رسول الله صلى الله عليه وسلم بيديه وقال بسم الله الله اكبر هذا عني وعن لم يضح من أمتي -

(رواہ ابو داؤد وترمذی)

حدیث (۱۹) عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله ليرفع درجة للعبد الصالح في الجنة فيقول يا رب اني اتي هذا فيقول باستغفار ولدك لك

(رواہ احمد از مشکوٰۃ ص ۲۵۶)

حدیث (۲۰) عن مالك بن دينار قال دخلت المقبرة ليلة الجمعة فادانا بنو مشرق فيها فقلت لا اله الا الله نرى

دونوں کے لئے اجر ہوگا اور اس کے

اجر سے کچھ کم نہ ہوگا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید گاہ میں عید صبحی میں حاضر تھے تو جب حضور نے اپنا خطبہ دیدیا اور منبر سے اترے تو ایک بکری حاضر کی گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو ذبح فرمایا بسم اللہ اللہ اکبر یہ میری طرف سے ہے اور میری امت کے ان لوگوں کی طرف جو قربانی نہ کر سکیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی اہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نیک بندے کا درجہ جنت میں بلند کرے گا تو وہ عرض کرے گا اے میرے رب یہ درجہ مجھے کہاں ملا اللہ فرمایا یہ کاتیری اولاد کیلئے تیرے لئے استغفار کرے گی وجہ

حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ سے مروی کہ میں شب جمعہ کو قبرستان پہنچا تو میں نے ایک نہایت تیز روشنی پائی تو میں نے کہا لا الہ الا اللہ

ان الله عز وجل قد غفر لاهل المقابر
 فاذا انا بها تف يهتف من العبد وهو
 يقول يا مالک بن دینار هذه هدیة
 المومنین الی اخوانهم من اهل المقابر
 قلت بالذی الطفک الا اخبرتنی
 ما هو قال رجل من المومنین قام فی
 هذه اللیلة فاسبغ الوضوء و صلی
 رکعتین وقرأ فیهما فاتحة الكتاب
 وقل یا یاها الکافرون وقل هو الله
 احد و قال اللهم انی قد وهبت
 ثوابها لاهل المقابر من المومنین
 فادخل الله علینا الضیاء والنور الضمحة
 والسرور فی المشرق والمغرب قال
 مالک فلم ازل اقرؤها فی کل لیلة
 جمعة فرأیت النبی صلی الله علیه وسلم
 فی منامی یقول لی یا مالک بن دینار
 قد غفر الله لک بعد النور الذی
 هدیته الی امتی و لک ثواب ذلک
 ثم قال لی و بنی الله لک بیتا فی الجنة

ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے اہل قبور
 کی مغفرت کر دی تو دوسرے ایک ہاتھ نہ دیتا
 ہے کہ اے مالک بن دینار یہ مسلمانوں کا اپنے
 بھائیوں کی طرف ہدیہ میں نے کہا تجھے اس ذات
 کی قسم جس نے تجھے گویائی دی مجھے کیوں نہیں
 خبردار کرتا کہ اسکی کیا حقیقت ہے تو اس نے
 کہا کہ ایک مرد مومن اس رات کھڑا ہوا اور
 اس نے کامل وضو کیا اور دو رکعت نماز
 پڑھی اور انہیں سورۃ فاتحہ اور سورہ کافرون
 اور اخلاص پڑھی اور پھر یہ دعا کی کہ اے اللہ
 میں نے انکا ثواب مومنین اہل قبرستان کیلئے بہہ
 کیا تو اللہ نے ہم پر یہ نور و ضیاء یہ وسعت و
 سرور مشرق و مغرب میں داخل کیا۔ حضرت مالک
 بن دینار نے کہا کہ میں اس شب جمعہ میں ہمیشہ
 دو رکعت اسی طرح پڑھتا رہا تو میں نے نبی صلی
 اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ مجھ سے فرماتے
 ہیں اے مالک بن دینار اللہ تیری مغفرت
 کرے بمقدار اس نور کے جو تو نے میری امت
 کی طرف ہدیہ کیا اور تجھے اسکا ثواب ملے۔ اور

اللہ تیرے لئے جنت میں ایک گھر بنائے
جو کوئی نہ کھا جائے۔ میں نے عرض کیا
کہ منیف کیا ہے۔

فی قصر یقال لها المنیف قلت ما المنیف
قال المطل علی اهل الجنة
(از شرح الصدور ص ۱۲۸)

الحاصل ان دس آیات اور بیس احادیث سے یہ ثابت ہو گیا کہ ایک کاجر عمل
دوسرے کو پہنچتا ہے تو میت کے لئے استغفار اور دعا اور ایصال ثواب بیکار نہیں بلکہ نافع
ہے اور میت اسکا محتاج ہے اور وہ اس سے مسرور اور خوش ہوتا ہے اور اعزہ و احباب
پر میت کا یہ حق ہے کہ وہ اس کے لئے حتی الامکان استغفار اور دعا و صدقات کریں اور
اسکی امداد کریں۔

ولآئل از اقوال سلف وخلف و کتب کلام وفقہ

اہلسنت کے نزدیک انسان اپنے عمل کا
ثواب اپنے غیر کو پہنچا سکتا ہے نماز ہو یا روزہ
یا حج یا صدقہ ہو یا اس کے سوا ہو۔

شرح فقہ اکبر میں ہے۔ عند اهل السنة
ان الانسان ان يجعل ثواب عمله بغيره
صلوة او صوما او حجا او صدقة او
غيرها (از شرح فقہ اکبر ص ۱۱۵)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ دو بکریاں ذبح
کرتے اور قربانی کیا کرتے تھے ایک نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اور ایک اپنی طرف سے
تو ان سے دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ مجھے
اسکا حضور نے حکم دیا ہے۔

(۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔
انه كان يضحك بكشين احدهما عن
النبي صلى الله عليه وسلم والاخر
عن نفسه ف قيل له فقال امرني به
يعني للنبي صلى الله عليه وسلم
(رواه الترمذی ص ۸۷)

(۳) حضرات حسنین کریمین کا فعل منقول ہے :

عن ابی جعفران المحسن والحسین رضی اللہ عنہما کان یعتقدان عن علی رضی اللہ عنہ بعد موته۔ رواہ ابن ابی شیبہ (از شرح الصدور ص ۱۲۹)

(۴) عن سفیان قال کان یقال الاموات ارجو الی الدعاء من الاحیاء الی الطعام والشراب۔ (از شرح الصدور ص ۱۲۹)

(۵) وقد نقل غیر واحد الاجماع علی ان الدعاء ینفع المیت (از شرح الصدور ص ۱۲۹)

(۶) عن بعض السلف قال رأیت اخالی فی النوم بعد موته فقلت ایصل الیک دعاء الاحیاء قال ای واللہ یتوفرون مثل النور ثم نلیسہ (از شرح الصدور ص ۱۲۸)

(۷) عن احمد بن حنبل قال اذا دخلتم المقابر فاقرؤا بفتحة الكتاب المعوتین

حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے انکی وفات کے بعد غلام آزاد کرتے تھے۔

حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے مروی۔ وہ فرماتے تھے کہ مردوں کو دعا کی حاجت زندوں کو کھانے پینے کی حاجت سے زائد ہے

بہت سے لوگوں سے منقول ہے کہ اس پر اجماع ہے کہ بیشک دعائیت کو نفع دیتی ہے۔

بعض سلف سے مروی ہے کہ میں نے اپنے بھائی کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا تو میں نے کہا کہ کیا تمہاری طرف زندوں کی دعا پہنچتی ہے اسنے کہا کہ ہاں خدا کی قسم نور کی طرح چمکتا ہوا لباس لہستانی ہو کر پھر ہم اسکو پہنتے ہیں۔

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے مروی فرمایا جب تم قبرستان میں داخل ہو تو سورۃ

وقل هو الله احد واجعلوا ذلك
لاهل المقابر فانه يصل اليهم
(از شرح الصدور ص ۱۳)

(۸) ان الانسان له ان يجعل ثواب عمله
لغيره صلوٰۃ او صوما او صدقة او
غيرها عند اهل السنة والجماعة
(از برای محبت بانی ص ۲۷۲ ج ۱)

(۹) مراۃ الفلاح میں علامہ زلیعی سے ناقل ہیں :

فلانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره
عند اهل السنة والجماعة صلوٰۃ کان
او صوما او حجا او صدقة او قراءة
للقرآن او لاذکار او غیر ذلك من
انواع البر و يصل ذلك الى الميت
وینفعه (از طحاوی ص ۳۴۳)

(۱۰) در مختار میں ہے۔ الاصل ان کل من
اتی بعبادة ماله جعل ثوابها لغيره و
ان نواها عند الفعل لنفسه لظاهر
الدلّة۔ (از شامی ص ۲۴۲ ج ۲)

(۱۱) فتاویٰ سراجیہ میں ہے : من حج عن

فاتحہ اور معوذتین اور قل هو الله احد پڑھا
کرو اور اسکا ثواب قبرستان والوں کو پہنچاؤ
کہ بیشک وہ انھیں پہنچاتا ہے۔

بیشک انسان اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو
اہلسنت و جماعت کے نزدیک پہنچا سکتا ہے
اب وہ عمل نماز ہو یا روزہ یا صدقہ یا ان
کے علاوہ کوئی نیک عمل ہو۔

اہلسنت و جماعت کے نزدیک انسان اپنے
عمل کا ثواب اپنے غیر کو پہنچا سکتا ہے۔ نماز
ہو یا روزہ یا حج یا صدقہ ہو یا قرآن و اذکار
کے پڑھنے کا اجر ہو یا ان کے سوا اور کوئی
نیک عمل ہوں تو یہ میت کو پہنچے گا۔
اور نفع دیگا۔

قاعدہ یہ ہے کہ جو اپنے مال کا صدقہ کرے
تو اسکا ثواب اپنے غیر کو پہنچا سکتا ہے۔
اگرچہ اسکے کرتے وقت اپنے لئے نیت کی
ہو کہ اسکی دیلیس ظاہر ہیں۔

جس نے غیر کی طرف سے حج کیا بغیر اسکے حکم

غیرہ بغیر امرہ وجعل ثوابہ لریصل
الثواب الی ذلک الغیر (ص ۱۹۵)
کے اور اس کا ثواب اس کے لئے کیا تو
اس غیر کو یہ ثواب پہنچے گا۔

(۱۲) طحاوی علی مراقی الفلاح میں ہے:

فللا انسان ان یجعل ثواب عمله لغیره
عند اهل السنه والجماعة سواء کان
المجوع الحیا او میا من غیر ان ینقصر
من اجرہ شیئ (طحاوی ص ۳۶۳)
انسان کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنے عمل کا
ثواب اپنے غیر کو پہنچائے اہلسنت وجماعت
کے نزدیک وہ غیر زندہ ہو یا مردہ بغیر
اسکے کہ اجر سے کچھ کم ہو۔

(۱۳) عقائد کی مشہور کتاب شرح عقائد میں ہے:

وفی دعاء الاحیاء للاموات قتیقہم ای
صدقة الاحیاء عنہم ای عن الاموات
نفع لہم ای لاموات ص ۲۴
مردوں کے لئے زندوں کی دعا اور صدقہ
کرنے میں ان کو نفع ہے۔

(۱۴) عینی شرح کنز الدقائق میں ہے:

ان الانسان ان یجعل ثواب عمله لغیره
صلوة کان او صوما او حجا او صدقة
او قراۃ القرآن او ذکر غیر ذلک من
جميع انواع البر ویصل کل ذلک الی
المیت وینفعہ عن اهل السنه
والجماعة (عینی ص ۱۱ ج ۱)
بیشک آدمی اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو
بھیج سکتا ہے وہ نماز ہو یا روزہ ہو۔ حج
ہو یا صدقہ یا تلاوت قرآن ہو یا کوئی اور
ذکر ہو یا نیکیوں سے کوئی نیکی ہو مردہ کے
لئے اسکو نفع دیکر یہ اہل سنت و
جماعت کے نزدیک ہے۔

(۱۵) عقائد کی مشہور کتاب تکمیل الایمان میں ہے:

وفی دعاء الاحیاء للاموات وصدقتم
عنہم نفع لہم۔ در دعا ہائے زندگان مر
مردہ ہارا و صدقہ دادن بہ نیت ثواب
ایشان را نفع عظیم است مرد ہارا و
احادیث و آثار دین باب بسیار است۔
و نماز جنازہ نیز از یہ باب است۔

مردوں کے لئے زندوں کے دعا کرنے
اور صدقہ کرنے میں ان کو نفع ہے اور
بہت بڑا نفع ہے۔ اس کے لئے حدیثیں
بہت سی وارد ہیں۔ خود نماز جنازہ بھی تو
دعا ہی ہے۔

(از تکمیل الایمان ص ۷۷ و ۷۸)

(۱۶) مانعین کے استاد الكل حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی گہنگار و فاسق
کے لئے فاتحہ کو لازم ٹھہراتے ہیں۔ تفسیر عزیزی میں ہے۔

مرنے کے بعد فاسق مومن کو مسلمانوں کے
طریقے پر غسل دیں اور استغفار اور فاتحہ
و درود اور صدقات و خیرات اس کیلئے
لازم متصور کریں۔

بعد از مردن او (فاسق را باین
مسلمانان غسل باید داد باستغفار و فاتحہ و
درود و صدقات و خیرات لازم باید شمرد
از تفسیر عزیزی ص ۱۸۲)

(۱۷) رد المحتار شامی میں فرماتے ہیں :
الا فضل لمن يتصدق نفلا ان ينوي
جميع المؤمنين والمومنات لانها تصل
اليهم ولا ينقص من اجر شي كذا في
تارخانيه والمعيط (ص ۳ ج ۲)

(۱۸) رحمۃ الامہ میں ہے : اجمعوا على ان
الاستغفار والدعاء والصدقة والمحج

جو صدقہ نفل دے تو اس کے لئے افضل یہ ہے
کہ تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کی نیت
کرے کہ وہ انھیں پہنچے گا اور اس کے اجر سے
کچھ کم نہ ہوگا اسی طرح تارخانیہ اور محیط میں
علمائے اس پر اجماع کیا ہے کہ استغفار اور
دعا اور صدقہ اور حج اور آزاد کرنا میت کو

والعق تنفع المیت و یصل الیہ ثوابہ
نفع دیتا ہے اور اسکا ثواب اسکو پہنچتا ہے
(ص ۱۷۱ ج ۱)

(۱۹) علامہ شامی گمشدہ چیز کا عمل تعلیم کرتے ہیں تو پہلے اس میں فاتحہ دینے کا حکم فرماتے ہیں:
فلیقف علی مکان عال مستقبل القبلة
و یقرأ الفاتحة و یهدی ثوابها للبی
صلی اللہ علیہ وسلم ثم یهدی ثواب
ذلك لسیدی احمد بن علوان۔
تو وہ کسی بلند جگہ پر کھڑا ہو قبلہ رو ہو کر اولہ
فاتحہ پڑھے اور اسکا ثواب نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کو ہدیہ کرے۔ پھر سید احمد بن علوان کو
ہدیہ کرے (از شامی ص ۳۳ ج ۳)

(۲۰) خود مانعین کے مسلم پیشوا و امام مولوی اسماعیل دہلوی صراط مستقیم میں لکھتے ہیں۔
پس در خوبی ایں قدر امر از امور مرسومہ
فاتحہ و اعراس و نذر و نیاز اموات ترک
شبه نیست (از صراط مستقیم ص ۵۵)
پس ان امور کی خوبی میں فاتحہ۔ عرس۔
نذر۔ نیاز اموات میں شک اور شبہ
نہیں ہے۔

(۲۱) یہی اسماعیل صاحب اسی صراط مستقیم میں فاتحہ کی تاکید کرتے ہیں:
ہر گاہ ایصال نفع بمیت منظور دارد۔
موقوف بر اطعام نگذارد کہ اگر میسر باشد
بہتر است والاخر ثواب فاتحہ و اخلاص بہترین
ثوابہا است۔ (از صراط مستقیم ص ۴۵)
جب کبھی میت کو نفع پہنچانا منظور ہو تو
اُسے کھانا کھلانے پر موقوف نہ رکھیں اگر
میسر ہو تو بہتر ہے ورنہ صرف سورہ فاتحہ
و اخلاص کا ثواب بہترین ثواب ہے۔

(۲۲) تمام طائفہ مانعین کے مسلمہ پیر و مرشد شاہ امداد اللہ صاحب فیصلہ ہفت مسئلہ میں
تحریر کرتے ہیں۔

سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھانا کھلا دیا اور دل

سے ایصالِ ثواب کی نیت کر لی۔ متاخرین میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقتِ قلب و لسان کے لئے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے۔ اسی طرح اگر یہاں (فاتحہ میں) زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اسکا مشار الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضارِ قلب ہو کھانا روبرو لانے لگے۔ کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الہی بھی پڑھا جائے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جاوے گا۔ کہ جمع بین العبادتین ہے۔ قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جائے لگیں۔ کسی نے خیال کیا کہ دعا کیلئے رفع یدین سنت ہے ہاتھ بھی اٹھانے لگے۔ کسی نے خیال کیا کہ کھانا جو مسکین کو دیا جاوے گا اس کے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے۔ پانی پلانا بڑا ثواب ہے، اس پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ لیا پس یہ ہیئت کذابیہ حاصل ہو گئی۔

(از فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۷)

حاصل بحث یہ ہے کہ مسلک اہل سنت ان تمام آیات و احادیث اور اقوالِ سلف و خلف کے موافق ہے اور مانعین کے اکابر بھی یہی کہتے ہیں۔ اور وہابیہ کے اقوال ان سب کے خلاف اور خود اپنے امام و استاد و پیر سب کے خلاف ہیں۔ اسکو ابھی اور بھی لکھا جاتا لیکن بخوفِ طوالت اسی پر اختصار کیا جاتا ہے۔

مسئلہ سوم

اس میں وہابیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ سوم بدعت و مکروہ ہے مثلاً یہ ہنود ہے بلکہ کفر تک ہے۔

سوم و دہم و چہلم وغیرہ ہمہ بدعات ماخوذ از کفار ہنودست (از فتاویٰ امدادیہ ص ۱۷۱) سویم دہم و چہلم جملہ رسوم ہنود کی ہیں (از فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۳۱ ج ۱) مجتمع ہونا عزیز واقارب وغیرہم کا واسطے پڑھنے قرآن مجید کے یا کلمہ طیبہ کے جمع ہو کر روز وفات میت کے یا دوسرے روز یا تیسرے روز بدعت و مکروہ ہے (از فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۳۱ ج ۱) اور تقویتہ الایمان و تذکیر الاخوان میں اسکو کفریات میں شمار کیا ہے۔ اہلسنت کے نزدیک سوم جائز و مباح اور امر خیر ہے۔ اور ایصال ثواب کے اقسام میں داخل ہے جو مستحب و مستحسن ہے۔ دلائل اس کے یہ ہیں :

دلائل از آیات

آیت (۱) وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُمْ مِنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا

پھر باٹے وقت اگر رشتہ دار اور یتیم اور مسکین آجائیں تو اس میں سے انھیں بھی کچھ دو اور انھیں اچھی بات کہو۔

(از نسائی ۴)

تفسیر مہارک میں تحت آیت فرماتے ہیں :

وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أَيْ قِسْمَةُ التَّرَكَةِ اور جب ترکہ کی تقسیم کے وقت وہ رشتہ دار

(او القربی) فمن لایوث (والیتامی والمساکین)
 من الاجانب (فاردقوهم) فاعطوهم (منه)
 مما ترک الوالدان والاقربون وهو
 امر ندب وهو باق لم ینسخ
 نہیں ہوا۔ (از مدارک ص ۱۶۲ ج ۱)

یہ مسئلہ فقہ میں موجود ہے کہ تعزیت کے لئے تین دن ہیں اور تیسرا دن تعزیت کا
 آخری دن ہے تو میت کا ترکہ اسی دن تقسیم کیا جاتا تھا۔ اور روز سوم کی تخصیص
 اس بنا پر بھی تھی کہ اعزہ اقرباء دور دراز مقاموں پر رہتے ہیں تو روز سوم تک خبر موت
 سنکر آجاتے ہیں۔ تو روز سوم کا تقسیم کے لئے مقرر کرنا اس بنا پر بھی مناسب ہوا۔
 تو بوقت تقسیم وارثوں کو انکا شرعی حصہ ملے گا اور اعزہ میں وارث نہ ہوں۔ یا اجنبی
 یتیم و مساکین ہوں۔ یہ آیت انھیں مال متروکہ میں سے کچھ دینے کا حکم کرتی ہے۔ اور
 یہ ظاہر ہے کہ جب ان سب کا اجتماع ہوگا تو اس میں افضل ذکر قرآن کریم کی تلاوت۔
 اور کلمہ طیبہ کا ورد اور میت کے لئے دعا و استغفار اور صدقات و ایصال ثواب کرنا
 حق میت ہے جو ان کے ذمہ پر ہے۔ چنانچہ حضرات صحابہ کرام انصار قبر پر جمع ہو کر قرآن مجید
 اپنے میت کے لئے پڑھا کرتے تھے۔ علامہ سیوطی نے اسکی روایت کی۔

اخرج الخلال فی الجامع عن الشعبي قال
 كانت الانصار اذا مات لهم المیت
 اختلفوا الی قبره یقرون له القرآن
 (از شرح الصدور ص ۱۳)
 خلال نے جامع میں بروایت شعبی تخریج حدیث
 کی اور کہا کہ انصار میں جب کوئی فوت ہو جاتا
 تو وہ اسکی قبر پر آتے جاتے اور اس کے لئے
 قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔

پھر ہر زمانہ میں مسلمان اپنے میت کے لئے ایسا اجتماع کرتے رہے تو اس پر اجماع

ہو گیا۔ چنانچہ علامہ سیوطی تحریر فرماتے ہیں :

ان المسلمین ما ذالوا فی کل عصر یمتعون
یقرون لموتاهم من غیر نکیز و کان ذلک
اجماعاً (۱) از شرح الصدور ص ۱۳

بیشک مسلمان ہمیشہ سے ہر زمانہ میں جمع ہوتے
ہیں اور اپنے اموات کیلئے بلا انکار قرآن
شریف پڑھتے ہیں تو یہ اجماع ہو گیا۔

تو جس پر اُمت کا اجماع ہو گیا اسکو بدعت کہنا کس قدر جہالت اور دلیری ہے۔
خود مانعین کے استاد اکل حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے خاندان میں سوم ہوتا تھا۔
ملفوظات میں ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب کا سوم ہوا اور ایسا زبردست ہوا۔

روز سوم کثرت ہجوم مردم آنقدر بودند
کہ بیروں از حساب است ہشتاد و یک
ختم کلام اللہ بہ شمار آمد و زیادہ ہم شدہ
باشد و کلمہ را حصر نیست

تیسرے روز آدمیوں کا اسقدر ہجوم تھا کہ
حساب سے باہر ہے۔ اکیاسی ختم کلام اللہ
تو شمار میں آئے اور اس سے زیادہ ہی ہوئے
ہونگے اور کلمہ شریف کی تو کوئی شمار ہی نہیں۔

(ملفوظات عزیزی ص ۵)

اب گنگوہی صاحب اور سائے اکابر و اصاغروہا بیہ دیکھیں کہ اس میں دن کا تعین
بھی ہے۔ اجتماع بھی ایسا ہے کہ شمار سے باہر ہے اور قرآن خوانی بھی ایسی ہے کہ
اکیاسی تو شمار میں آئے اور کلمہ طیبہ بھی پڑھا گیا اور وہ بھی لاکھ یا سو لاکھ نہیں بلکہ
بے شمار و بے حساب ہے۔ قرآن کی قرات تو ایسی نہیں جس کے لئے دلائل کی حاجت ہو
لیکن بھر بھی ایک حدیث پیش ہی کر دی جائے۔

حدا یث۔ اخراج ابن منذر عن عمر
بن مرقال اذ دخل الانسان قبره فینجی

ابن منذر نے حضرت عمر بن مرہ سے تخریج کی
انہوں نے کہا کہ جب انسان اپنی قبر میں پہنچتا ہے

ملك عن شماله فيجبي القرآن فيمنعه
فيقول مالي ولك فوالله ما كان يعمل
بك فيقول اوليس كنت في جوفه
فلا يزال حتى تنجي صاحبه -

(از شرح الصدور ص ۱۲۸)

حدیث ۱۱، عن ابی امامۃ الباہلی قال
اقروا القرآن فانہ یراتی یوم القیمۃ
شفیعاً لاصحابہ -

اب کلمہ طیبہ کے متعلق بھی چند دلائل پیش کر دوں -

حدیث ۱۱، عن ابی ہریرۃ قال النبی صلی
اللہ علیہ وسلم اکثر وا من شہادۃ
ان لا الہ الا اللہ قبل ان یحال ببنیکم
وبینہما ولقنواہما موتاکم (رواہ ابو یعلی
وابن عدی از جامع صغیر ص ۱۷۴)

حدیث ۱۲، عن انس قال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم اکثر وا فی الجنازۃ قول لا
الہ الا اللہ (رواہ الدیلمی فی مسند
الفردوس (از جامع صغیر ص ۱۷۴))

حدیث ۱۳، عن ابن عباس ان رسول

تو ایک فرشتہ بائیں جانب سے آتا ہے پھر
قرآن مجید آتا ہے اور اسکو منع کرتا ہے -
اور کہتا ہے کہ مجھے اور تجھے کیا ہے کیا میں اس
جوف میں نہیں تھا۔ تو اسی طرح روکتا ہے -
یہاں تک کہ اسکو نجات دلاتا ہے -

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی
کہا قرآن پڑھا کرو کہ وہ اپنے پڑھنے والوں
کے لئے شفیع بن کر آئے گا -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کلمہ شہادت
بکثرت پڑھا کرو پہلے اس سے کہ تمہارے
اور اسکے درمیان جدائیگی ہو۔ اور اپنے
مردوں کو اسکی تلقین کیا کرو -

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنازہ میں
کلمہ طیبہ زیادہ پڑھا کرو -

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اخبرنی
جبرئیل ان لا اله الا الله؛ انفس للمسلم
عند موته وفي قبره وحين يخرج
من قبره (از شرح الصدور مصری ص ۷۷)
حدیث ۳۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
من قال لا اله الا الله سبعین الف
مرة غفر (از شرح شفا علی القادی ص ۲۹۹ ج ۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے
جبرئیل نے خبر دی کہ لا الہ الا اللہ مسلمان کیلئے
باعث انس ہے اسکی موت کے وقت اور اسکی
قبر میں اور جب قبر سے اٹھایا جائے گا۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے
لا الہ الا اللہ ستر ہزار مرتبہ کہا تو وہ بخش
دیا جائے گا۔

بالجملہ ان احادیث سے ثابت ہو گیا کہ ثواب کلمہ طیبہ میت کے لئے باعث انس
اور سبب مغفرت ہے تو قرآن کریم اور کلمہ طیبہ ہی سووم میں پڑھا جاتا ہے۔ اسی کو عرف میں
سووم اور تیجہ کہتے ہیں اور یہ ایسے سبب مغفرت ہیں کہ حضرت علامہ علی قاری نے ایک واقعہ
نقل فرمایا ہے۔ اسی شرح شفا میں ہے :-

حکى عن العارف بالله محي الدين ابن
عربي رحمه الله انه قال بلغني عن
النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه
من قال لا اله الا الله سبعین الف
مرة غفر و كنت ذكرت هذا العدد
وما عینة لاحد حتى اجتمعت فی
ضیافة مع شاب مشتهر بالمکاشفة
فبکا اشياء اكله فسألتہ عن حالہ

حضرت عارف باللہ محی الدین العربی رحمہ اللہ
سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا کہ مجھے حضور
کی یہ حدیث پہنچی تھی کہ جس نے لا الہ الا اللہ
ستر ہزار بار کہا تو وہ مغفرت کر دیا جائیگا
اور میں نے اتنی مقدار پڑھ لی تھی لیکن کسی کو
پہنچائی نہیں تھی یہاں تک کہ میں ایک دعوت
میں ایک جوان کیساتھ جمع ہوا جو متصف
مکاشفہ تھا تو اس نے کھانے کے درمیان

فقال اری اخی وابی بعد بان فقلت
فی نفسی وھبت ثواب التحلیل الجلیل
لمیت هذا الرجل الجمیل فضحك
فسالته فقال ارفع عنھما العذاب
وغيرت صحۃ الحدیث بكشفه و
صحۃ كشفه بقبول الحدیث -
(از شرح شفا مصری علی قاری ص ۳۹۹ ج ۲)

رونا شروع کر دیا۔ میں نے اسکا حال دریافت
کیا تو اس نے جواب میں کہا کہ میں اپنی ماں اور
باپ کو عذاب میں مبتلا دیکھتا ہوں۔ تو میں نے
اپنے دل میں ستر ہزار کلمہ شریف کا ثواب نکو بخش دیا
تو وہ جوان ہنسنے لگا میں نے اس سے دریافت کیا
تو اس نے کہا کہ ان دونوں سے عذاب اٹھا
لیا گیا۔ تو میں نے حدیث کی صحت اسکے کشف
سے پہچانی اور کشف کی صحت حدیث معلوم کی۔

خود مخالفین کے استاد اکل مولوی قاسم نانوتوی نے بھی تحذیر الناس میں ایسا ہی
ایک واقعہ یوں نقل کیا ہے:

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے ایک کسی مرید کا رنگ یکایک متغیر ہو گیا۔ آپ نے
سبب پوچھا تو بروئے مکاشفہ اس نے یہ کہا کہ اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا
ہوں۔ حضرت جنید نے ایک لاکھ پچھتر ہزار بار کلمہ پڑھا تھا یوں سمجھ کر بعض
روایتوں میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہے۔ اپنے جی ہی میں
اس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اسکو اطلاع نہ کی مگر بخشے ہی کیا دیکھتے ہیں
کہ وہ جوان ہشاش بشاش ہے آپ نے پھر سبب پوچھا۔ اس نے عرض کیا
کہ اب اپنی والدہ کو جنت میں دیکھتا ہوں۔ سو آپ نے اس پر یہ فرمایا کہ اس
جوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجھ کو حدیث معلوم سے معلوم ہوئی۔ اور حدیث
کی تصحیح اسکے مکاشفہ سے ہو گئی۔ (از تحذیر الناس ص ۳۸)

ان واقعات سے ثابت ہو گیا کہ کلمہ طیبہ کے ثواب سے بہت کی مغفرت ہو جاتی ہے تو اب

مانعین کا سوم کو منع کرنا یا روکنا گویا میت کے ساتھ عداوت ہے۔
الحاصل یہ دلائل مسلک اہل سنت کی تائید کرتے ہیں۔ اور وہابیہ کا عقیدہ ان
دلائل کے خلاف ہے تو حق و باطل کا فیصلہ ہو گیا۔ اور مسلک اہل سنت کی صحت و حقانیت
اور عقیدہ وہابیہ کی غلطی اور بطلان آفتاب کی طرح روشن ہو گیا۔

مسئلہ عرس

عقیدہ وہابیہ

طریقہ معینہ عرس کا طریقہ سنت کے خلاف ہے، لہذا بدعت ہے (از فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱)
الجواب: کسی عرس و مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی ساعس و مولود
درست نہیں۔ (از فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱ ج ۳)

اہل سنت کے نزدیک عرس جائز و مباح ہے اور احیاء اموات کے لئے
فائدہ مند ہے اور اسکی اصل قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔

دلائل از آیات

آیت (۱) و سَلَّمَ عَلَیْہِ یَوْمَ وُلْدٍ وَ یَوْمِ
بِمَوْتٍ وَ یَوْمِ یُبْعَثُ حَیًّا۔

(از سورۃ مریم۔ پ ۱۶)

اور سلامتی ہے یحییٰ پر جس دن پیدا ہوا۔ اور
جس دن مرے گا اور جس دن زندہ اٹھایا
جائے گا۔

آیت (۲) و سَلَامٌ عَلَیْ یَوْمِ وُلْدَتِ وَ

یَوْمِ امواتٍ وَ یَوْمِ ابْعَثُ حَیًّا۔

(سورۃ مریم۔ پ ۱۶)

عیسیٰ نے کہا اور سلامتی ہے مجھ پر جس دن
میں پیدا ہوا اور جس دن مروں اور جس
دن زندہ اٹھایا جاؤں گا۔

ان آیات میں بوقت وفات کو سلامتی کے ساتھ ذکر کیا تو معلوم ہوا کہ یوم وفات کی سلامتی حضرات انبیاء و اولیاء کی امت کے اور بعد والوں کے حق میں یادگار ہے تو اسی یوم وفات کی یادگار کا نام عرس ہے۔ تو عرس کی اصل ان آیات سے ثابت ہو گئی۔ اسی طرح حدیث ثابت ہے۔

دلائل از احادیث

حدیث (۱) ان ابنی صلی اللہ علیہ وسلم
کان یأتی قبور الشهداء باحد علی راس
کل حول (رواہ ابن ابی شیبہ)
حدیث (۲) کان ابنی صلی اللہ علیہ وسلم
یزور الشهداء باحد فی کل حول واذا
بلغ الشعب رفع صوته فیقول سلام
علیکم بما صبرتم فنعمة عقبی الدار ثم
ابوبکر رضی اللہ عنہ کل حول یفعل
مثل ذلك ثم عمر ابن الخطاب ثم
عثمان رضی اللہ عنہما وکانت فاطمة
تأتیهم وتدعو۔

رواہ ابی بقی از شرح الصمد (۸)

بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے اُحد کی
قبروں پر ہر سال کے کناے پر تشریف لایا
کرتے تھے۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے اُحد کی زیارت
قبر کیلئے ہر سال تشریف لاتے اور جب شعب
کے قریب پہنچتے تو بلند آواز سے فرماتے سلام
علیکم (الی آخرہ) میں تم پر سلامتی ہوا کے
بدلے میں جو تم نے صبر کیا تو کیا اچھی ہی تمہاری
قیام گاہ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہر
سال اسی طرح کرتے رہے پھر حضرت عمر بن خطاب
پھر حضرت عثمان غنی اور حضرت فاطمہ آئیں
اور دعا کرتی تھیں رضی اللہ عنہم۔

ان احادیث میں یہ تو صاف موجود ہے کہ حضور ہر سال اُحد میں تشریف لاتے اور
قبر شہداء کی زیارت فرماتے اور سال سے مراد ان کا وہی جنگِ اُحد کا واقعہ ہے۔

یعنی جب جنگِ احد کا وہی دن یعنی شہداء کا یوم وفات و شہادت آتا اس میں تشریف لاتے۔ تو یوم وفات پر زیارت کے لئے مزار پر حاضر ہونے اور ایصالِ ثواب کرنے اور ان سے کسبِ فیض کا نام عرس ہے تو گویا عرس کی اصل فعل رسول اللہ علیہ وسلم اور فعل خلفائے راشدین سے ثابت ہوئی۔ فتاویٰ دیوبند کے جہاں میں بھی اس حدیث کو نقل کر کے سالانہ حاضری کو مستحب قرار دیا۔ تو عرس کی اصل قرآن و حدیث سے ثابت ہوئی اور یہ سنت شائع علیہ السلام و سنت خلفائے راشدین ثابت ہوا۔

دلائل از اقوال سلف و خلف

عرس کی اصل تو شائع علیہ السلام و فعل خلفائے راشدین سے ثابت ہو چکی۔ لیکن متاخرین نے اپنے زمانے میں اس پر التزام کر لیا تو اسی وجہ سے یہ متاخرین کی طرف منسوب ہو گیا۔ چنانچہ حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب ماثبت من السنہ میں فرمایا:

۱، ذکر بعض المتأخرین من مشائخ المغویہ
ان الیوم الذی وصلوا الی جناب العزۃ
و خطاؤ المقدس یرجی فیہ من الخیر
والبرکۃ والنووانیۃ اکثر وافر من
سائر الایام (پھر بعد کے فرمایا) وانماھو
من مستحسنات المتأخرین۔
اور بعض مغرب کے مشائخ متاخرین نے
ذکر کیا کہ وہ دن جس میں یہ جناب الہی میں
پہنچے اس میں خیر و برکت اور نورانیت
کی اور ایام سے زیادہ امید کی جاتی ہے
تو یہ عرس متاخرین کی مستحسن کی ہوئی
چیزوں سے قرار پایا۔

(از ماثبت من السنہ ص ۱۷۱)

(۲) مانعین کے استاذ اکل حضرت شاہ عبدالعزیز صا محدث دہلوی تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں
حضرت امیر و ذریت طاہرہ اور اتمام امت
بر مثال پیراں و مرشداں می پرستند و امور
تکوینیہ را بایشان وابستہ می دانند و فاتحہ
درود و صدقات و نذر و نیاز و منت بنام
ایشان رائج و معمول گردید چنانچہ باجمیع
اولیاء اللہ ہیں معاملہ است و نام شیخین
را در یہ مقامات کسی بر زبان نمی آرد و فاتحہ
و درود نذر و منت و عرس و مجلس کے
شریک نمی کنند۔

(از تحفہ اثنا عشریہ مطبوعہ فخر المطابع ۲۲۸)

(۳) مخالفین کے مسلم پیشوا و امام مولوی اسماعیل دہلوی صراط مستقیم میں لکھتے ہیں۔
پس ان امور فاتحہ۔ عرس۔ نذر و نیاز
کی خوبی میں شک و شبہ نہیں ہے۔
شک و شبہ نیست۔

(از صراط مستقیم ص ۲۵۵)

(۴) خود مانعین کے مسلم فتاوے دیوبند میں ہے۔
کوئی شخص کسی کے مزار پر بلا تعین تاریخ و بلا اہتمام خاص کے اگر ہمیشہ سالانہ بھی
بلا یا کرتے تو کوئی مضائقہ نہیں بلکہ مستحب ہے (از فتاویٰ دیوبند ص ۱۳ ج ۲)
الحاصل عرس کے جائز بلکہ مستحب و تحسن ہونے پر کافی دلائل موجود ہیں۔ جن سے

اہل سنت کے مسلک کی تائید ہوتی ہے۔ اور مخالفین کے پیشواؤں نے بھی اس کے جواز و استحباب کا اعتراف کر لیا تو وہابیہ کا اسکو ناجائز و بدعت کہنا غلط و باطل قرار پایا

مسئلہ گیارہویں شریف

یہ کوئی نئی چیز نہیں جس پر دلائل پیش کئے جائیں جو دلائل عرس کے ہیں وہی دلائل گیارہویں کے ہیں کہ نام کے بدلنے سے حقیقت نہیں بدلتی۔ بلکہ حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کا نام گیارہویں شریف عرف عوام میں مشہور ہو گیا ہے۔ اسکی اصل اس طرح ہے کہ حضرت محقق شیخ عبدالحق دہلوی نے ماثبت من السنۃ میں تحریر فرمایا۔

میں کہتا ہوں کہ یوم وفات ۹ ربیع الآخر کی روایت سے عرس ۹ ربیع الآخر کو ہونا چاہئے۔ یہ وہ ہے جس پر ہم نے امام عارف شیخ عبدالوہاب قادری نمکی کو پایا کہ وہ یوم عرس اسی تاریخ کو قرار دیتے۔ اس روایت کے اعتماد پر۔ یا اپنے شیخ علی متقی وغیرہ کا عمل دیکھ کر اور ہمارے ہندوستان میں یوم عرس ۱۱ ربیع الآخر کو مشہور ہو گیا ہے اور اہل ہند کے مشائخ میں یہی تاریخ ۱۱ متعارف ہے۔

قلت فہذا الروایۃ یکون عرس تاسع ربیع الآخر وهذا هو الذی ادرکنا علیہ سیدنا الشیخ الامام العارف الکامل الشیخ عبدالوہاب القادری المکی فامہ قدس سرہ کان یحافظ فی یوم عرسہ هذا التاریخ اما اعتمادا علی هذه الروایۃ او علی مارای من شیخہ علی المتقی او من غیرہ من المشائخ وقد اشاہ فی دیارنا هذا الیوم الحادی عشر وهو المتعارف

عند مشایخنا من اهل الهند من

الاولادۃ (از ماثبت من السنۃ ص ۱۷۱)

اس سے ظاہر ہو گیا کہ حضور غوث اعظم کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے حضرات اولیاء ہند کے نزدیک انکی تاریخ وصال ۱۱ ربیع الآخر ہے تو اسی بنا پر اسکو گیارہویں کہنے لگے پھر اسکو جسمیں جس تاریخ پر چاہتے ہیں کر لیتے ہیں۔ تو اس میں تعین تاریخ بھی ضروری نہیں تو پھر اس میں مخالفین کو بھی انکار نہ کرنا چاہئے۔ چنانچہ مخالفین کے مسلم پیشوا مولوی رشید احمد کے فتاویٰ رشیدیہ میں ہے۔

ایصال ثواب کی نیت سے گیارہویں و توشہ کرنا درست ہے۔

(از فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۲ ج ۱)

توجیب گیارہویں شریف کو امام الوبابہ درست لکھ رہے ہیں تو پھر اس پر کسی وہابی کو اعتراض کا کوئی حق باقی نہیں رہا۔

لہذا مسلک اہلسنت کی تائید کتابوں سے کیا خود مخالفین کے پیشواؤں سے ثابت ہو گئی فالحمد للہ رب العالمین و صلے اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ و صحبہ اجمعین۔

خاتمة الكتاب۔ ان مسائل مختلف فیہا پر ہم نے اسلام کے ہر سہ دلائل

قرآن و حدیث اور اجماع و اقوال سلف و خلف سے کافی دلائل پیش کر دیئے جو ایک

منصف مزاج و طالب تحقیق کے لئے بہت کافی ہیں۔ اگرچہ شرعاً مدعی جواز و اباحت

کے لئے دلائل پیش کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی کہ دلائل کا پیش کرنا جو عدم جواز یا

مکروہ و حرام کا مدعی ہو اس پر ہوتا ہے۔ فقہ کی مشہور کتاب ردالمحتار شامی میں ہے :

لیس الاحتیاط فی الافتراء علی اللہ تعالیٰ
 باثبات المحرمۃ او الکراہۃ الذین لا
 بد لهما من دلیل بل فی القول با
 الاباحۃ اللتی ہی الاصل -
 وہ حرمت یا کراہت جن کیلئے دلیل ضروری
 ہے ان کے ثابت کرنے میں اللہ تعالیٰ پر
 افترا کرنے میں احتیاط نہیں ہے بلکہ وہ اجابت
 جو اصل ہے اس کے قول میں احتیاط ہے۔

(از شامی مصری صفحہ ۲۵ ج ۵)

اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ دلیل کا مطالبہ اس پر ہے جو کسی چیز کو مکروہ یا
 حرام کہے اور جو جائز یا مباح کہتا ہے اس پر دلیل کا مطالبہ نہیں کہ اصل اشیاء میں
 اباحت ہے تو ان مسائل مختلف فیہا کو وہابیہ ناجائز و حرام کہتے ہیں جیسا کہ ان کے
 فتاویٰ کی عبارات سے ثابت ہو گیا۔ تو دلائل اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کرنا وہابیہ
 پر لازم ہے لیکن وہ اپنا بار اس طرح اتار دیتے ہیں کہ ہمارے عوام اہلسنت سے مطالبہ
 کرتے ہیں اور یہ اپنی ناواقفی سے دلیل کا پیش کرنا اپنے ذمہ لے لیتے ہیں۔ باوجودیکہ
 ہمارے لئے یہی زبردست دلیل ہے کہ جب وہابیہ اپنے دعوے حرمت و عدم جواز پر
 کوئی دلیل پیش نہ کر سکے تو انکا دلیل پیش نہ کرنا اس کے جواز و مباح ہونے کی دلیل ہے
 کہ جب اسکی کراہت یا حرمت دلیل سے ثابت نہ ہو سکی تو وہ اپنی اصل اباحت و جواز
 پر رہا تو ہم نے اپنے عوام کے مطالبہ اور لیکن خاطر کیلئے ہر مسئلہ پر کافی دلائل پیش کر دیئے بلکہ
 اس سے زائد اور بھی پیش کئے جاسکتے ہیں لیکن اصل اشیاء میں مباح ہونا ہماری اصل
 زبردست دلیل ہے چنانچہ اس دعوے کو دلائل سے ثابت کر دیا جائے تو میں اپنے
 طریقہ پر پہلے آیات سے پھر احادیث پھر اقوال سلف و خلف سے ثبوت پیش کرتا ہوں۔
 آیت (۱) یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْلُوا
 لے ایمان والو وہ باتیں نہ پوچھو کہ اگر تم

عن اشیاء ان تبدلکم تسوکم وان تسئلوا
عنها حين ينزل القرآن تبدلکم ط
عفا الله عنها والله غفور رحيم .

(سورہ المائدہ ۷۷)

آیت (۲) کُلُوا وَشَرِبُوا وَلَا تُسْرِفُوا
إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ط

(سورہ اعراف ۳۱)

تفسیر خازن میں تحت آیہ کریمہ فرماتے ہیں :

فی الآية دلیل علی ان جمیع المطعومات
والمشروبات حلال الا ما خصه الشرع
ببدیل فی التحريم لان الاصل فی
جمیع الاشياء الاباحة الا ما حطه
الشارع وثبت تحريمه بدلیل مفصل
(از تفسیر خازن مصری ص ۱۸۴ ج ۲)

آیت (۳) یا ایہا الذین آمنوا کلوا من
طیبات ما رزقناکم واشکروا لله ان کنتم
ایاہ تعبدون (سورہ بقرہ ۵۷)

تفسیر احمدی میں تحت آیہ کریمہ فرماتے ہیں ۔

یتمسک بمثل هذه الايات علی ان

پر کھول دیجائیں تو تمہیں برا لگے اور اگر
قرآن اترتے وقت پوچھو گے تو تم پر طابہ کر دی
جائے گی اللہ نے ان سے معافی فرمائی ہے
اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔

کھاؤ اور پیو اور حد سے آگے نہ بڑھو ۔
بیشک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند
نہیں کرتا ۔

آیت میں اس پر دلیل ہے کہ تمام کھانے اور
پینے کی چیزیں حلال ہیں مگر وہ چیز جسکو شریعت
نے حرمت کی دلیل کے ساتھ خاص کیا ہو ۔
اسلئے کہ تمام چیزوں میں اصل مباح ہونا ہی
مگر وہ کہ شارع نے جسکی ممانعت کی ہو اور
اسکی حرمت جدا دلیل سے ثابت ہو چکی ہو ۔

اے ایمان والو کھاؤ وہ پاکیزہ چیزیں ۔ جو
ہم نے تم کو دی ہیں اور اللہ کا شکر کرو ۔ اگر
تم اسکی عبادت کرتے ہو ۔

ان جیسی آیات سے اس بات پر تمسک کیا

الأصل في الأشياء الإباحة ما لم يقم دليل الحرمة (از تفسیر احمدی ص ۱۳۲) ،
 گیا کہ اشیا میں اصل مباح ہوتا ہے جب
 تک دلیل حرمت قائم نہ ہو۔

ان آیات اور انکی تفاسیر سے ثابت ہو گیا کہ اصل اشیا میں اباحت ہی ہاں
 جب اس پر کراہت یا حرمت کی خاص منفصل دلیل قائم ہو جائے تو وہ مکروہ یا حرام
 ہو سکتی ہے تو یہ دعویٰ جس طرح آیات سے ثابت ہے اسی طرح احادیث سے بھی ثابت
 ہے۔ چنانچہ ترمذی شریف میں ہے :

حدیث۔ عن سلمان قال لنبی صلی اللہ
 علیہ وسلم المحلال ما احل اللہ فی کتابہ
 والمحرام ما حرم اللہ فی کتابہ وما
 سکت عنہ فهو مما عفی عنہ۔
 (از ترمذی علمی ص ۲۰۷ ج ۱)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
 کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال وہ ہے
 جسکو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کیا۔ اور
 حرام وہ ہے جسکو اللہ نے اپنی کتاب میں حرام
 کیا اور جس سے سکوت کیا تو وہ ان سے
 ہے جن کی معافی دیدی گئی۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس حدیث کی شرح اشعة اللمعات میں فرماتے ہیں :
 اس دلیل است بر آنکہ اصل در اشیا اباحت
 است (از اشعة اللمعات کشوری ص ۳۵۵)

یہ حدیث اسکی دلیل ہے کہ اصل اشیا
 میں مباح ہوتا ہے۔

حدیث۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی
 انہوں نے کہا اہل جاہلیت بہت سی چیزیں کھاتے
 اور بہت سی چیزیں ناپاک سمجھ کر چھوڑ دیتے پھر
 جب اللہ نے اپنے نبی کو مبعوث کیا اور

المجاہلیۃ یا کلون اشیا یتروکون اشیا
 لقد رافعت اللہ نبیہ وانزل کتابہ
 واحل حلالہ وحرم حرامہ فما احل

ان پر کتاب نازل فرمائی اور حلال کو حلال
کیا اور حرام کو حرام کیا تو جس کو حلال کیا تو
وہ حلال ہے اور جس کو حرام کیا تو وہ حرام ہے
اور جس سے سکوت کیا تو وہ معاف ہے۔

فہو حلال وما حرم فہو حرام وما
سکت عنہ فہو عفو
رواہ ابو داؤد از مشکوٰۃ ص ۳۳۳

شیخ محقق اس حدیث کی شرح اشعة اللمعات میں فرماتے ہیں:
ازیں جامعہ معلوم می شود کہ اصل در اشیا راجح
است (از اشعة اللمعات ص ۳۴۴ ج ۳)
اس جگہ سے معلوم ہوا کہ اصل اشیا میں
مباح ہوتا ہے۔

بالجملہ ان آیات و احادیث سے یہ ثابت ہو گیا کہ اشیا میں اصل مباح اور
جائز ہونا ہے اب اقوال فقہاء و سلف ملاحظہ کیجئے۔

(۱) فقہ کی مشہور کتاب در مختار میں ہے:

ان الفقہاء کثیرا یلہجون (ای یسقطون
کثیرا) بان الاصل الاباحۃ
ہمیشہ فقہاء بکثرت کہتے ہیں کہ اصل مباح
ہونا ہے (از رد المحتار ص ۱ ج ۱)

(۲) حموی شرح الاشباہ والنظائر میں ہے۔

ان المختار ان الاصل الاباحۃ عند
جمہود اصحابنا (از حموی ص ۸)
ہمارے تمام اصحاب کے نزدیک مختار یہ ہے
کہ اصل مباح ہونا ہے۔

(۳) رد المحتار میں تحریر سے ناقل ہیں۔

بان المختار ان الاصل الاباحۃ عند
الجمہود من الحنفیۃ والشافعیۃ۔
تمام حنفیوں اور شافعیوں کے نزدیک
مختار مذہب یہ ہے کہ اصل مباح ہونا ہے

(از رد المحتار ص ۱ ج ۱)

(۴) ولا یلزم من تورک المستحب ثبوت الکراهۃ اذ لا بد لہا من دلیل خاص (از رد المحتار ص ۸۷ ج ۱)
اور مستحب کر کے ترک سے کراہت کا ثابت ہونا لازم نہیں آتا اسلئے کہ کراہت کے لئے دلیل خاص ضروری ہے۔

(۵) سیدی عبدالوہاب شعرانی میزان الشرعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں:
جميع ما سکت الشرع عنہ ولم یعرض فیہ لامور الا انھی فہو عافیۃ وتوسعۃ علی الامۃ فلیس لاحد ان یمجرہ علیہم (از میزان مصری ص ۶۷ ج ۱)
تمام وہ چیزیں جن سے شریعت نے سکوت کیا ہے اور انکے کرنے اور نہ کرنے کے درپے نہیں ہوئی تو وہ امت کیلئے معاف ہے اور گنجائش ہے کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ انکو اس سے روکے۔

الحاصل ان آیات واحادیث واقوال فقہاء کرام سے یہ ثابت ہو گیا کہ اصل اشیا میں اباحت ہے جب تک اس پر کوئی خاص دلیل حرمت قائم نہ ہو۔ تو ان مسائل مختلفہ پر وہاں یہ ضرر شور مچاتے ہیں کہ یہ حرام و ناجائز ہیں اور ابھی تک کوئی خاص مفصل دلیل حرمت پیش نہ کر سکے ہیں تو بلا کسی دلیل حرمت کے یہ امور ناجائز کیونکر ہو گئے۔ تو اگر ان مسائل کے دلائل سے قطع نظر بھی کر لی جائے تو ان کے جواز کے لئے یہی دلیل بہت کافی ہے کہ یہ مباح الاصل ہیں ان پر کوئی دلیل خاص حرمت کی قائم نہیں ہو سکی۔ پھر جب وہاں یہ آخر میں مجبور ہو جاتے ہیں تو عوام کے مغالطہ کے لئے یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ اگر یہ امور جائز ہوتے تو انکو شارع علیہ السلام کرتے قرون ثلاثہ کرتے تو انہوں نے عدم فعل کو دلیل عدم جواز کی قرار دیا حالانکہ یہ غلط و باطل ہے کہ فعل تو جواز کی دلیل ہوتا ہے اور عدم فعل کسی چیز کے ممنوع ہونے کی ہرگز دلیل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ علامہ قسطلانی مؤید لدنیہ میں فرماتے ہیں۔

الفعل يدل على الجواز وعد الفعل
لا يدل على المنع

کرنا تو جائز ہونے پر دلالت کرتا ہے اور
نہ کرنا ممانعت پر دلالت نہیں کرتا۔

(از مواہب لدنیہ مصری ج ۱۶ ص ۱۲۶)

اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ فعل تو دلیل جواز ہے اور عدم فعل دلیل ممانعت نہیں
کہ اس استدلال کو زمانہ صحابہ کرام میں خلفاء راشدین نے مسترد کر دیا ہے کہ عدم فعل
دلیل ممانعت نہیں۔ چنانچہ بخاری شریف میں حدیث مروی ہے۔

حدیث۔ عن زید بن ثابت قال
ادسل الى ابو بكر قتل اهل اليمامة فاذا
عمر بن الخطاب عنده قال ابو بكر ان
عمر اتاني فقال ان القتل قد استحر
يوم اليمامة لقراء القرآن واني اخشى
ان استحر القتل بالقراء بالمواطن فيذب
كثير من القرآن واني اري ان تامر
بجمع القرآن قلت لعمري كيف تفعل شيئا
لم يفعل رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال عمر هذا والله خير فلم ينزل عمر
بواجب حتى حثه شرح الله صدره لزيد
ودايت في ذلك الذي راى عمر
قال زيد قال ابو بكر انك رجل شاب

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی
انہوں نے کہا کہ زمانہ جنگ یمامہ میں حضرت
ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو طلب کیا تو ان کے
پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے
حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ حضرت عمر میرے پاس
آئے اور کہنے لگے کہ یمامہ کی جنگ زبردست
ہوئی اور اس میں قرآن کے کافی قاری شہید
ہو گئے مجھے خوف ہے کہ اگر اور چند جگہ ایسی
جنگ ہو گئی تو ہم سے بہت کچھ قرآن ضائع
ہو جائے گا۔ تو میں یہ رائے پیش کرتا ہوں
کہ آپ قرآن کے جمع ہونیکا حکم دیں تو میں نے
عمر سے کہا کہ تم وہ کام کیسے کر سکو گے جس کو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا تو

عاقلاً لا انتھمک وقد کنت تکتب الوحی
 لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتتبع
 القرآن فاجمعہ فواللہ لو کلفونی نقل
 جبل من الجبال ما کان اثقل علیّ مما
 امرنی بہ عن جمع القرآن قال قلت
 کیف تفعلون شیاً لم یفعلہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ہو و
 اللہ خیر لم یزل ابو بکر یراجعنی
 حتّٰی شرح اللہ صدی للذی شرح
 لہ صدرا بی بکر و عمر فتثبت القرآن
 اجمعه من لعصب الخاف وصدّد
 الرجال -

(از مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۳)

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ خدا کی قسم یہ امر خیر ہے
 پھر عمرؓ برابر مجھ سے بار بار یہ کہتے رہے یہاں
 تک کہ اللہ نے میرا شرح صدر کیا اور -
 میں نے بھی عمرؓ کی رائے کو پسند کیا - اور
 اے زیدؓ تو ایک جوان آدمی عاقل ہے تو
 کسی تہمت سے متہم نہیں ہے کہ زمانہ رسالت
 میں وحی لکھتا تھا تو تو آیات قرآن کو تلاش
 کر کے جمع کر - میں نے کہا کہ اگر تم مجھ کو
 پہاڑوں سے کسی پہاڑ کے اٹھانے کی تکلیف
 دیتے تو وہ مجھے اتنی بھاری نہ معلوم ہوتی
 جو قرآن کے جمع کرنے کا حکم ہے - پھر کہا
 تم وہ کام کیسے کرتے ہو جو رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا ہے ابو بکرؓ نے
 فرمایا کہ یہ خدا کی قسم امر خیر ہے پھر وہ مجھ کو
 بار بار حکم دیتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے
 میرے سینے کو اسکے لئے کھول دیا جس کے لئے
 سینہ ابو بکرؓ و عمرؓ کو کھولا تھا تو میں نے قرآن
 جمع کرنا شروع کر دیا کھجور کی لکڑیوں اور
 سفید پتھروں اور لوگوں کے سینوں سے -

اس حدیث شریف سے ثابت ہو گیا کہ حضرات خلفاء راشدین میں سے حضرات شیخین نے عدم فعل شارع علیہ السلام کو دلیل نہیں بنایا اور اس طریقہ استدلال کا دروازہ یہ فرما کر بند کر دیا ہو واللہ، خیر اور یہ طریقہ تعلیم فرما دیا کہ وہ فعل اگر امور خیر سے ہو تو اس کو کیا جائے۔ تو اب ہمارے مسائل مختلفہ کو دیکھ لیجئے کہ یہ سب امور خیر سے ہیں۔ تو ان کے جواز کے لئے ان کا خیر ہونا خود زبردست دلیل ہے۔

بالجملہ عدم فعل کو دلیل منع قرار دینا واپس کی سخت غلطی ثابت ہوئی اور امور خیر محض اس بنیاد پر ممنوع یا ناجائز نہیں ہو سکتے۔ لہذا اگر یہ اصول ملحوظ رکھے جائیں تو مسائل مختلفہ کا فیصلہ ہو جائے گا۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین اللہ تعالیٰ اس کتاب کو سبب ہدایت کر دے اور اختلافات کے فیصلہ کا ذریعہ بنائے

ناشر

مولانا محمد نفیس اختر اشرفی نعیمی

اشرفی کتاب گھر

بازار نخاسہ۔ سنبھل (مراد آباد)

فون نمبر ۲۶۵۳۲

منتخب سلام

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
 ہر چرخِ نبوت پہ روشن درود
 شہر یارِ ارم تاجدارِ حرم
 شبِ اسری کے دولہا پہ دائمِ درد
 ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
 جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
 کاش محشر میں جب انکی آمد ہو اور
 جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا
 پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں
 ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
 کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
 سیدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ
 میرے استاد ماں باپ بھائی بہن
 ایک میرا ہی رحمت میں دعویٰ نہیں

شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
 گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام
 نو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام
 نوشہِ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام
 ہم فقیر کی ثروت پہ لاکھوں سلام
 اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام
 بھیجیں سب انکی شوکت پہ لاکھوں سلام
 اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام
 ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام
 موجِ بحرِ سماحت پہ لاکھوں سلام
 اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام
 جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام
 اہل ولد و عشیرت پہ لاکھوں سلام
 شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کہ قدسی کہیں ہاں رضا

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ
تم علم والوں کو پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو!

الْحَمْدُ لِلَّهِ یہ روشن رسالہ جو اہلِ حُریت کے گیارہ ہزار روپیہ نعامی سوالات کے جوابات میں
احادیث صحیحہ پیش کر کے مکمل حجت آبادیہ کو آفتاب سے زیادہ روشن طعیر پر ثابت کر دیا گیا یہ دعویٰ کر کوئی
مُصَنَّف مزاج غیر مقلد اسے دیکھ کر غیر مقلد نہیں ہو سکتا اور پھر ان مسائل کو اچھل کر پیش نہیں کر سکے گا۔
اس کا تاریخی نام

تَخَالُفِ حَقِيقَةِ بِر

سِوَالَاتِ وَہابیہ

اس تصنیف لطیف

اجل العلماء فضل لفضلاء سلطان المناظرین

حضرت مولانا الحاج محمد اجل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مفتی عہد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين الذي هدانا الى الصراط المستقيم والصلاة والسلام على خير الخلق سيد المرسلين الذي ارسله رحمة للعالمين خاتم النبيين وهو يوم القيمة شفيع الامم والاولياء والمذنبين وعلى اهله وصحبه الطاهرين الذين هم ائمة الدين وعلى الفقهاء والمجتهدين على سائر المقلدين المحدثين الذين هم على طريق المسلمين وعلينا معهم وبهم الى يوم الدين اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين . آمين

اما بعد ! فقير محمد ارجل عرض کرتا ہے کہ یہ بڑے فتنہ و فساد کا زمانہ ہے ۔ گمراہی و ضلالت کا دور ہے ۔ ہر جاہل و کم علم نے ایک نیا مذہب ایجاد کر رکھا ہے اور سلف صالحین پر لعن طعن شروع کر دیا ہے ۔ انھیں میں سے ایک فرقہ غیر مقلدین ہے جو نہایت سخت بے حیا اور بے غیرت ہے ۔ بے ادب بیاک ہے ۔ اس کے دعوے تو اس قدر بلند ہیں کہ عامل بالحدیث ہیں اور اپنے متبع ہونے کی بنا پر کسی امام و مجتہد کی تقلید کے محتاج نہیں اور پھر وہ اپنے آپ کو صداقت و راست بازی کا پیکر جانتے ہیں ۔ لیکن انکا عمل اس کے خلاف ہے اور وہ قرآن و حدیث کے دشمن ہیں اور جاہل ملکوں کی اندھی تقلید کرتے ہیں ۔ فقہاء و مجتہدین کی شانوں میں سخت بے ادب گستاخ ہیں ۔ اور کذب و مکر ، دجل و فریب میں بے مثل ہیں ۔ اس قوم کی مجموعی محنتوں کا نتیجہ یہ رسالہ ہے جو ہمارے پیش نظر ہے ۔ اس رسالے پر اسرار

قوم کو استقدر ناز ہے کہ وہ کا نام تک تجویز نہ کر سکے۔ اور چونکہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ کوئی مقلد اس کا جواب نہ لکھ سکے گا۔ تو سینہ تان کر اسی کو اس کا نام قرار دیتے ہیں۔

انعام گیارہ ہزار لو۔ جو شعبۂ تبلیغ جماعت اہل حدیث صد بازار دہلی ہند کی شائع کردہ ہے اور اسکے کوئی شیخ فاضل اجل عبد الجلیل سامودی ساکن سامود پوسٹ پلسانہ ضلع سورت (وایا چلتھان) مورخہ ۶ جولائی ۱۹۵۴ء ۶۔

یہ رسالہ کسی غیر مشہور حکیم محمد حنیف ساکن کھنڈیلہ کے اشتہار کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ کاش ہمارے پاس اگر وہ اشتہار ہوتا تو پھر ہم شرح و بسط کے ساتھ لکھتے اور اسکی تائید میں امکانی سعی کرتے۔ اب اس رسالہ کے عام اعلان۔ اور مطالبہ جواب پر یہ چند سطور تحریر کی جاتی ہیں اور اس قوم کے دروغ و کذب و جمل و فریب، مکر و کید سے عوام کو مطلع کیا جاتا ہے۔

اگر اس قوم میں اپنے اعلان کے مطابق مکرڑی کے جالے برابر بھی صداقت اور سچائی اور قوت و طاقت ہو تو بلا تاخیر گیارہ ہزار کی رقم ادا کرے۔ اگر اس غریب نادار مصنف کے پاس یہ رقم موجود نہ ہو تو اپنی مالدار قوم سے بھیک مانگ کر نہ فقط اپنے آپ کو بلکہ اپنی جماعت اور مذہب کو سچا کر دکھائے اور ایک مرتبہ تو ہندوستان کی فضا میں اس مذہب اہل حدیث کو راست گو ثابت کر دکھائے۔

مگر ہم جانتے ہیں کہ ہماری یہ امید پوری نہ ہوگی۔ اور اس قوم میں اتنی حیا و غیرت پیدا ہونی مشکل ہے اور مصنف میں سچائی اور صداقت کا کوئی شائبہ تک نہیں ہے، جب ان جھوٹوں کے مذہب میں خدا بھی جھوٹ بول سکتا ہے تو جھوٹے مذہب

کے پجاریوں سے صداقت اور سچ کی کیا امید کی جاسکتی ہے۔ ہندوستان بھر میں اسی قوم کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ یہ ہمیشہ ایسے انعامی اعلانات کرتے رہتے ہیں اور آج تک کسی کو ایک پیسہ تک نہیں دیا ہے بلکہ نہ آئندہ ان کو کوئی پیسہ تو درکنار بلکہ کسی مقلدِ حنفی کے مقابلہ میں آنے کی ہمت بھی نہ ہوگی۔

لہذا میں نہ ان کے انعام کی طمع میں بلکہ بعض عوام جو ان کے کذب و فریب کا شکار ہو جاتے ہیں ان کی تسکین خاطر کے لئے اور ان ناواقف اہل حدیث کے لئے جو ان کے دعووں کو صحیح سمجھتے ہیں ان کی رہنمائی کے لئے یہ ان کے گیارہ ہزار انعامی سوالات کے جوابات پیش کئے جاتے ہیں۔ اور انکی بے اٹکل و کمزور دلائل کی حقیقت کا اظہار مقصود ہے۔ اسی امید پر ہم یہ چند سطور سپرد قلم کرتے ہیں تاکہ ہر ذی عقل ان کے کذب و فریب پر مطلع ہو کر ان کے جھوٹے مذہب سے بچے اور ممکن ہے کہ مولیٰ تعالیٰ کسی مخالف کو توبہ کی توفیق دے اور انعامی رقم دینے کی کسی میں ہمت پیدا کر دے۔

رسالہ کا آغاز عجیب ہے۔ نہایت مکروفریب پر مبنی ہے۔ ہم اسکے لغویات اور غیر ضروری امور کو نظر انداز کرتے ہوئے پہلے اسکے مایہ ناز دلائل کی حقیقت آشکارا کر دیں۔ ناظرین بغور ملاحظہ کریں۔

اہل حدیث کی پہلی حدیث یوں تو ساری قوم کو اس حدیث پر ناز ہے۔ مصنف نے بھی اپنے دلائل میں سب سے پہلے اسی حدیث کو پیش کیا ہے۔ تو اس مایہ ناز حدیث کو دیکھئے۔

من صلی خلف الامام فلیقل بفاتحة الكتاب (از طبرانی)

یعنی جو امام کے پیچھے نماز پڑھے اسکو چاہئے کہ سورۃ فاتحہ پڑھے۔

جواب اقول اولاً۔ مصنف یہ حدیث صحاح ستہ کے موجود ہوتے ہوئے طبرانی سے کیوں نقل کر کے لایا۔ باوجودیکہ حدیث عبادہ صحاح کی ہر کتاب میں موجود ہے تو یہ مصنف کی خود مطلبی نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ بلکہ اس سے اسکے صحاح پر عمل کرنے کے دعوے کا جھوٹا اور غلط و باطل ہونا قرار دینا نہیں ہے تو اور کیا ہے۔

ثانیاً۔ مصنف نے اس حدیث کو بغیر اسناد کے لکھا تا کہ حدیث کے کسی راوی پر جرح نہ ہو سکے اور ظاہر ہے کہ طبرانی ہر جگہ دستیاب نہیں ہو سکتی۔ غالباً مصنف کے پاس بھی نہیں ہے۔ ورنہ اس کے صفحہ اور مطبع کا پتہ لکھتا۔ تو یہ مصنف کی بددیانتی اور خود غرضی نہیں ہے تو اور کیا ہے۔

ثالثاً۔ جب یہ حدیث حضرت عبادہ بن صامت صحاح ستہ میں باتفاق الفاظ مروی ہے تو صحاح کو قصداً چھوڑنا اور طبرانی جیسی کتاب سے نقل کر دینا مصنف کی نفسانیت نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ اور صحاح ستہ کو ماننے کی یہ حقیقت ہے۔ مصنف اپنے اس انداز سے اپنی اندھی قوم کو فریب دے رہا ہے اور وہ اس کو مان کر اور احادیث کے انکار پر تیار ہو گئے ہیں۔ یہ مذہب غیر مقلدیت کی سنگی تصویر جس کو کوئی ذی عقل تو باور کر نہیں سکتا۔

رابعاً۔ جب صحاح ستہ کی روایات میں خلف الامام کے الفاظ نہیں ہیں تو طبرانی نے ان کے مقابلہ میں یہ زیادتی کس اعتماد و قوت پر روایت کی۔ مصنف اس کی کوئی صحیح توجیہ پیش کرے کہ وہ اس روایت سے استدلال کر رہا ہے۔

خامساً۔ فصحاء کے کلام میں زیادتی افادہ سے خالی نہیں ہوتی۔ مصنف بتائے کہ اس زیادتی کا کیا فائدہ ہے۔

سادگ۔ کیا یہ حدیث طبرانی نص قرآنی اور احادیث صحاح کو منسوخ کر سکتی ہے یا نہیں؟

سابعاً۔ اگر منسوخ کر سکتی ہے تو مصنف معتبر دلیل سے ثابت کرے۔

ثامناً۔ قرآن فاتحہ کی فرضیت کیا امام کے پیچھے مقتدیوں ہی پر ہے۔ امام اور مفردوں پر نہیں۔ مصنف اگر اپنے آپ کو محدث کہتا ہے تو اپنے اس عقدہ کو حل کرے ورنہ حدیث سے استدلال کرنے کا ارادہ ترک کرے۔

تاسعاً۔ کیا فرضیت فاتحہ صرف اسی حدیث سے ثابت ہے اور حدیث بھی ایسی جسکو صحاح ستہ میں سے کسی کتاب نے روایت نہیں کیا۔

عاشراً۔ جب یہ حدیث طبرانی نص قرآنی اور احادیث صحاح کو منسوخ نہیں کر سکتی۔ تو مصنف نے اس حدیث کو کیا درجہ دیکر دلیل بنایا۔ اور ساری قوم کو اس پر کیوں فخر و ناز ہے؟

مصنف کی دوسری حدیث جو رسالہ کے حصہ ۳ پر ہے وہ یہ ہے۔

لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب خلف الامام (رواه امام بیہقی فی کتاب القرآن ص ۴۷)

ترجمہ۔ امام کے پیچھے جو فاتحہ نہ پڑھے اسکی نماز نہیں ہوتی۔

جواب اولاً۔ یہ حدیث عبادہ صحیحین بلکہ صحاح ستہ میں بھی مروی ہے۔ تو مصنف نے ان صحاح کو قصداً چھوڑ کر امام بیہقی کے کسی رسالے سے کیوں نقل کیا انکی سنن کبریٰ سے کیوں نقل نہیں کیا۔ یہ مصنف کی خود غرضی نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ مصنف

بتائے کیا اسی فریب کا نام عامل بالحدیث اور اہل حدیث ہوتا ہے۔ کیا امام بیہقی کا یہ رسالہ ان کی سنن کبریٰ سے زیادہ معتبر و معتمد ہے؟

ثانیاً۔ مصنف اگر حدیث کو سمجھتا ہے تو بتائے لاصلوۃ سے نفی حقیقت کی ہر یا صفت کی۔ صحت کی ہے یا فضیلت کی۔

ثالثاً۔ مصنف یہ بھی بتائے کہ اگر فرضیت قرآن فاتحہ لاصلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الكتاب سے ثابت ہو گئی تھی تو پھر خلف الامام کس فائدہ کے لئے آیا۔ آیا یہ مطلب ہے کہ امام کے پیچھے پڑھنے والے کی نماز تو بغیر فاتحہ پڑھے ہوگی۔ مگر خود امام کی اور منفردوں کی نمازیں بغیر فاتحہ کے ہی ہو جاتی ہیں۔

رابعاً۔ مصنف اپنی پیش کردہ حدیث کا مطلب تو بتائے آیا یہ کہ جس نماز میں امام کے پیچھے فاتحہ نہیں پڑھی صرف وہی نماز ناجائز ہے تو اس میں کس چیز کی نفی ہے اور دلیل خصوصی کیا ہے؟

خامساً۔ یا یہ مطلب ہے کہ جس نے کبھی امام کے پیچھے فاتحہ ترک کر دی۔ تو اس کی عمر بھر کی کوئی نماز ہی صحیح نہیں سب باطل ہو گئیں۔ عمل ہی خبط ہو گئے۔ اس مطلب کا دنیا میں کون قائل ہے۔ اور وہ صحابہ کرام جنہوں نے امام کے پیچھے قرآن نہیں کی ان کی عمر بھر کی نمازیں کیا ہوئیں اور کیا پچھلی نمازیں جو تمام شرائط و آداب کیساتھ ہوئیں انکی صحت موقوف تھی۔

سادساً۔ فرضیت قرآن خلف الامام میں یہ حدیث مطلق ہے یا مقید۔ عام ہے یا خاص۔ اگر مقید یا خاص ہے تو دلیل تقیید و تخصیص کیا ہے؟

سابعاً۔ کیا اس حدیث کی صحت محض بیہقی کی تصحیح سے بطور تقلید شخصی کافی ہے

یا اس کی صحت کی کوئی اور دلیل ہے۔ اگر ہے تو کیا ہے؟
 ثابتاً۔ مصنف کی یہ حدیث مجروح ہے کہ اسی بیہقی کے سنن کبریٰ میں یہ حدیث بھی
 مروی ہے۔

حدیث: عن زید بن ثابت قال من قرأ وداً الامام فلا صلوة
 (از بیہقی سنن کبریٰ ص ۱۶۳ ج ۲)

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جس نے امام کے پیچھے
 قرأت کی تو نماز نہیں۔

مصنف اگر بیہقی کی روایت کو معتبر مانتا ہے تو اسکی روایت کو بھی معتبر مانے اور
 اپنے مذہب سے توبہ کرے۔

تاسعاً۔ امام بیہقی نے اسی سنن کبریٰ میں ایک یہ حدیث مرفوع بھی روایت کی۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من صلی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو
 خلف الامام فان قرأ الامام له امام کے پیچھے نماز پڑھے تو بیشک امام کا قرأت
 قرأت۔ (از بیہقی ص ۱۵۹ ج ۲) کرنا اس مقتدی کا قرأت کرنا ہے۔

تو مصنف اگر امام بیہقی کی اس حدیث پر ایمان رکھتا ہے تو اپنے باطل مذہب سے
 توبہ کرے اور اپنے مقلد حنفی ہونے کا اعلان کرے۔ لیکن مصنف اگر فی الواقع اہل حدیث
 ہوتا تو اس حدیث کے بعد توبہ کر لیتا مگر اسکو توبہ کی توفیق نہ ہوگی۔

عاشراً۔ انھیں امام بیہقی نے اپنی کتاب سنن کبریٰ میں یہ حدیث مرفوع بھی روایت کی ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کان حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 له امام فان قرأ الامام له قرأت جس کا امام ہو تو بیشک امام کی قرأت

مقتدی کی قرأت ہے۔

(از بیہقی ض ۱ ج ۲)

تو یہ مصنف اگر بیہقی اور حدیث کو مانتا ہے تو اپنی غیر مقلدیت سے توبہ کرے اور حنفی ہونے کا اعلان کرے ورنہ اپنے دشمن حدیث و مخالف بیہقی ہونیکو شائع کرے اور اپنی پیش کردہ حدیث اور ان احادیث میں توفیق بیان کرے۔

مصنف کی تیسری حدیث

مصنف نے اپنے اثبات دعویٰ میں یہ تیسری حدیث پیش کی جو رسالہ کے صفحہ پر ہے:
لعلکم تقرؤن خلف امامکم لا تفعلوا الا بفاتحة الكتاب
شاید کہ تم اپنے امام کے پیچھے قرأت کرتے ہو
تو سوائے فاتحہ کے اور کچھ نہ پڑھو۔

جواب اولاً۔ مصنف یہ بتائے کہ جب مقتدی قرآن امام کے وقت اس حدیث کے حکم سے فاتحہ پڑھے گا تو وہ استماع والصفات نہ کر سکے گا۔ تو اس میں حکم قرآنی فاستمعوا له وانصتوا کی مخالفت ہوگی یا نہیں۔

ثانیاً۔ جب صحاح ستہ میں سے صحیح مسلم وابن ماجہ میں یہ حدیث بالفاظ مختلف مروی ہے
اذا قرأ الامام فانتصوا
جب امام قرأت کرے تو تم چپ رہو۔

تو بموجب اس حدیث کے بوقت قرآن امام فاتحہ پڑھے میں اس حدیث مسلم وابن ماجہ کی مخالفت ہوگی یا نہیں۔

ثالثاً۔ مصنف کی پیش کردہ حدیث عند المحدثین حدیث موقوف ہر چنانچہ خواہر السقی حاشیہ بیہقی میں اسکی تصریح موجود ہے تو مصنف بتائے کہ کیا حدیث موقوف اس کے مذہب کی دلیل ہے اور کیا حدیث موقوف حدیث مرفوع کو منسوخ کر سکتی ہے۔

رابعاً۔ جب خود اس حدیث کے راوی ابو داؤد و امام بیہقی نے اس حدیث کو روایت کرنے کے باوجود اپنے امام کی تقلید پر عمل کرنا مقدم قرار دیا۔ مصنف کا تمام صحاح ستہ کے مقابلہ میں اسکو قابل عمل قرار دینا جہالت نہیں ہے تو اور کیا ہے۔

خامساً۔ جب مصنف اس قدر جاہل ہے کہ حدیث مرفوع و موقوف کے امتیاز اور مراتب سے بے خبر ہے تو اسکو حدیث پر عمل کرنیکا کیوں خطبہ پیدا ہو گیا ہے۔

سادساً۔ جب مصنف حدیث کے اقسام اور مراتب سے جاہل ہے تو عامل بالحدیث ہونے کا اُسے سودا کیوں ہو گیا ہے۔

سابعاً۔ اس حدیث سے قرآن فاتحہ کی فرضیت آیا براحۃ النص ثابت ہے۔ یا بشارۃ النص یا باقتضار النص۔ اور ان کی کیا کیا تعریف ہے۔

ثامناً۔ حدیث کے الفاظ الا بفاتحة الكتاب سے استثناء متصل مراد ہے یا منفصل اور جو مراد ہے اس پر کیا دلیل ہے۔

تاسعاً۔ فانہ لا صلوة المحدث کس کا بیان ہے آیا مستثنیٰ منہ کا یا مستثنیٰ اکا۔

عاشراً۔ لا تفعلوا۔ آیا نہی کا صیغہ ہے یا نفی کا۔ اور نہی و نفی میں کیا فرق ہے اور فرضیت فاتحہ کس جملہ سے مستفاد ہے۔ ہر بات دلیل سے ہو۔

ملا علی قاری و مولوی عبدالحی نے ہمارے امام نہ ہم ان کے مقلد۔ اور یہ خود مقلد امام اعظم ہیں تو مصنف نے انکا ذکر کیوں کیا یہ اس حدیث کے عامل نہیں۔

مُصَنَّف کی چوتھی حدیث

مصنف نے اپنے رسالے کے ص ۶ پر یہ حدیث امام بیہقی کے رسالہ سے نقل

کی اور ان کی سنن سے اسکی تصحیح پیش کی۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:
 فَلَا تَقْرَؤُا بَشَیْءً مِّنَ الْقُرْآنِ اِذَا
 جہرت الامام الامام القرآن۔ مگر البھر پڑھے۔ مگر الحمد شریف۔

از رسالہ بیہقی ص ۴۲

جواب اولاً۔ اس مسئلہ میں صحاح کی احادیث موجود ہوتے ہوئے امام بیہقی کے
 رسالہ سے کسی حدیث کو پیش کر دینا بددیانتی نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ غیر مقلدین جو اپنے
 ملوں کی اندھی تقلید کرنے والے ہیں اس مصنف کی حرکت پر کچھ نہ کہیں تو یہ ان کی کم علمی
 و جہالت ہے۔ مگر اہل علم و حدیث کے جاننے والے اسکی غلطی و بے مائیگی کو خوب
 پہچان لیں گے۔

ثانیاً۔ جب امام جہر سے قرأت کر لیا تو بحکم قرآن مقتدی پر استماع و انصات
 واجب ہے۔ اس حدیث سے اس کے ذمہ پرفاتحہ کو واجب قرار دینا کیا حکم
 خداوندی کا مقابلہ ہے یا نہیں۔ کیا مصنف کے نزدیک کتاب اللہ و حدیث میں
 مقابلہ بھی ایسا مقابلہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔

ثالثاً۔ کیا حدیث خبر واحد کتاب اللہ کے حکم کو منسوخ کر سکتی ہے۔ اگر کر سکتی ہے
 تو دلیل پیش کرے ورنہ وہ حنفی ہونے کا اعلان کرے۔

رابعاً۔ یہ حدیث وجوب فاتحہ کیلئے اگر نص ہے تو جہری نمازوں میں ہوگی تو سہری
 نمازوں میں اس سے وجوب فاتحہ کس طرح ثابت ہے۔

خامساً۔ سہری نمازوں میں بھی امام قرآن کرتا ہے تو بحکم قرآن اس پر انصات واجب
 تو وجوب انصات کے منافی ہے یا نہیں۔

سادسا۔ سری نمازوں میں بموجب حدیث مسلم اذا قرأ الامام فانصتوا کے مقتدی پر انصات واجب ہوا تو اس حدیث سے اس پر وجوب فاتحہ کیسے ثابت ہوگا۔
 سابعاً۔ امام طحاوی نے اس حدیث کو موقوف بتایا تو حدیث موقوف حدیث مرفوع کو کیسے منسوخ کر سکتی ہے۔

تاسعاً۔ اس حدیث کے رواۃ میں نافع بن محمود مجہول وغیر معروف راوی ہے تو یہ حدیث مجروح ہوئی یا نہیں۔

عاشراً۔ غیر مقلدین کے جھوٹے مذہب کی یہ حقیقت ہے کہ وہ اگرچہ اہل حدیث اپنے آپ کو کہتے ہیں اور حدیث موقوف بلکہ مجروح کو اپنی دلیل بناتے ہیں۔ یہ ان کے دلائل کا احوال ہے۔

مصنف کی پانچویں حدیث

یہ حدیث اس کے رسالہ ص ۵۷ پر ہے۔ یہ بھی امام بیہقی کے رسالے سے ہے۔

مسالت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما
 عند عن القراءة خلف الامام فقال
 لی اقرأ فقلت وان كنت خلفك
 فقال وان كنت خلفي فقلت وان
 قرأت قال وان قرأت۔

یزید بن شریک نے کہا کہ میں نے حضرت
 عمر بن خطاب سے امام کے پیچھے قرأت کرنے سے
 سوال کیا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا تو
 قرأت کر پھر میں نے کہا اگرچہ میں آپ کے پیچھے
 ہوں فرمایا اگرچہ تو میرے پیچھے ہو۔ میں نے
 کہا اگرچہ آپ قرأت کرتے ہوں۔ فرمایا کہ
 اگرچہ میں قرأت کرتا ہوں۔

(از رسالہ کتاب القراءة ص ۴)

جواب اولاً۔ یہ حدیث مرفوع نہیں بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور شارع علیہ السلام کا قول نہیں تو یہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہے یا نہیں؟
ثانیاً۔ جب یہ قول صحابی ہے تو قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے معارض ہو سکتا ہے یا نہیں؟

ثالثاً۔ یہ قول صحابی ہے تو آیہ کریمہ و صحاح احادیث کے خلاف ہے تو اس کے مقابلہ کیا اس پر عمل ضروری ہے یا نہیں؟
رابعاً۔ اگر اس حدیث کی اسناد جید تھی تو اس کو صحاح ستہ میں سے کسی کتاب نے کیوں روایت نہیں کیا۔ اسکی وجہ مصنف ظاہر کرے۔

خامساً۔ جب بحکم قرآن و احادیث مرفوعہ صحیحہ مقتدی پر استماع و انصات واجب ہے تو اس پر وجوب قرآنہ فاتحہ اس جیسی حدیث سے کس طرح ثابت ہوگا؟
سادساً۔ اگر فرض کر لیا جائے کہ حضرت عمر فاروق کا یہی مذہب ہے، تو ان کا مذہب صریح آیت و احادیث صحیحہ کے خلاف و مقابل کیوں ہے؟
سابعاً۔ یہ حدیث مصنف کے نزدیک کس مرتبہ کی حدیث ہے اس سے حکم کتاب اللہ و احادیث صحیحہ منسوخ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

ثامناً۔ انھیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی احادیث میں مروی ہے کہ انھوں نے خاص اسی مسئلہ میں یہ فرمایا۔

لیت فی فم الذی یقرأ خلف الامام جو امام کے پیچھے قرأت کرے کاش اس کے حجر (از موطا امام محمد ص ۷۹) منہ میں پتھر ہوتا۔

تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا کونسا قول صحیح ہے اور کون قابل عمل ہے۔

تاسعاً۔ انھیں امام بیہقی کی سنن کبریٰ کے حاشیہ پر انھیں حضرت عمر فاروق کا یہ قول منقول ہے۔

قال عمر بن الخطاب وددت ان
الذي يقرأ خلف الامام في فيه
حضرت عمر نے فرمایا جو امام کے پیچھے قرأت
کرے۔ میں پسند کرتا ہوں کہ اس کے منہ
میں پتھر ہو تا۔

توجیب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے یہ مختلف اقوال مروی ہیں تو کس قول کو
قابل عمل سمجھا جائے اور کس کو سند بنایا جائے۔

عائشاً۔ یہ مصنف اب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ان مختلف اقوال کی
تاریخیں بتاتے اور یہ ظاہر کرے کہ کون قول مقدم ہے اور کون مؤخر ہے اور انہوں نے
خود کس پر عمل کیا۔ پھر مصنف کی عیاری ملاحظہ ہو کہ ادھر تو وہ ہم سے حدیث مرفوع
طلب کرتا ہے اور قول حدیث کا مطالبہ کرتا ہے۔ حدیث فعلی کو نہیں مانتا اور خود حدیث
موقوف بلکہ مجروح سے استدلال کر رہا ہے۔ یہ ہے اسکی بے ایمانی و بددیانتی کا مظاہرہ
اس کمزور حقیقت پر اس کا عامل بالحدیث ہونے کا دعویٰ اس کی اندھی اور جاہل قوم
غیر مقلدین قدر کرے تو کرے لیکن جو حقیقتہً اہل حدیث ہیں وہ اسکی بات اور اسکے ایسے
غلط استدالات کو پتھر سے ماریں گے اور اسکو نااہل اور دشمن حدیث قرار دیں گے۔

مصنف کے وہ انعامی سوالات اور انکے تحقیقی جوابات ملاحظہ ہوں

مصنف نے اپنے سوالات میں اگرچہ نہایت عیاری و فریب کاری سے کام لیا ہے اور
پھر بنا بر خوف کے انکو شرائط سے مشروط کیا ہے اور اسکے ساتھ اپنا یہ گندہ عقیدہ بھی

ظاہر کر دیا ہے کہ قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حجت و دلیل مانتا ہے اور فعل شارع علیہ السلام کو دلیل نہیں مانتا۔ باوجودیکہ فعل نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اہل اسلام کے نزدیک دلیل ہے۔ مصنف نے اس ضمن احادیثِ فعلیہ کا انکار کر کے نصفتِ شرع کا انکار کر دیا۔ یہ ہے اس کے دعوئے اسلام کی حقیقت کہ فعل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر و مخالف ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ وہ قول و فعل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر و مخالف ہے۔ ان غیر مقلدین کا مذہب ہی یہ ہے جس کا کہیں دب کر اقرار بھی کر لیتے ہیں۔

بحث مسئلہ قرأت خلف الامام

سوال اول۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتدیوں کو سورہ فاتحہ پڑھنے سے منع کیا ہو۔ یا یوں فرمایا ہو کہ تم مقتدی بن کر سورہ فاتحہ پڑھو گے تو تمہاری نماز نہ ہوگی۔ ایک ہزار نقد انعام ہو۔

جواب۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں خاص اس مسئلہ میں آیہ کریمہ نازل فرماتا ہے۔ وہ یہ ہے:

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ
اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے سنو
اور چپ رہو کہ تم پر رحم کیا جائے۔

(سورۃ اعراف پ ۹ رکوع ۱۳)

امام بیہقی اس آیہ کریمہ کا سبب نزول سنن کبریٰ میں اس طرح نقل فرماتے ہیں۔
عن مجاہد قال کان رسول اللہ حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ انہوں نے

صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی الصلوۃ
فسمع قرأۃ فتی من النار نزلت
واذا قرى القرآن فاستمعوا له
والنصتوا۔

کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں
قرآۃ پڑھ رہے تھے تو آپ نے انصار کے
ایک نوجوان کی قرآۃ سنی تو یہ آیہ کریمہ
نازل ہوئی کہ جب قرآن پڑھا جائے تو

اسے سنو اور چپ رہو۔

بیہقی کی اس روایت سے ثابت ہو گیا کہ یہ آیہ کریمہ خاص اسی مسئلہ قرآۃ خلف الامام
میں نازل ہوئی۔ اور آیہ نے مقتدی کو سننے اور چپ رہنے کا حکم دیا تو امام کی قرأت کے
وقت مقتدی کو سننا اور چپ رہنا اس آیہ سے صراحتہ ثابت ہو گیا۔ تو اس آیہ مقتدی
کو امام کے پیچھے قرأت کرنے سے منع فرما دیا اور ظاہر ہے کہ جب مقتدی سورۃ فاتحہ
پڑھے گا تو سننا اور چپ رہنا ترک ہوتا ہے اور خدا کے حکم کی نافرمانی اور مخالفت ہوتی
ہے اور حدیث کلام اللہ کا منسوخ کرنا لازم آتا ہے اور یہ غلط و باطل ہی بلکہ خود حکم حدیث
کے خلاف ہے۔ چنانچہ دارقطنی وابن عدی نے حضرت جابر سے روایت کیا۔

حدیث۔ کلاہی لا ینسخ کلام
اللہ وکلام اللہ ینسخ کلاہی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری حدیث
و کلام قرآن کو منسوخ نہیں کرتا اور کلام

اللہ میرے کلام و حدیث کو منسوخ کر دیکتا۔

(از جامع صغیر مصری ص ۸۱ ج ۲)

اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ حدیث حکم قرآنی کو منسوخ نہیں کر سکتی۔ لہذا جب
خاص اس مسئلہ میں صریح آیت موجود ہے تو اس کے موجود ہوتے ہوئے احادیث کو دلیل بنانا
آیت پر ایمان لانے کے منافی ہے۔ اور حدیث سے آیت کے حکم کو منسوخ کرنا ہے اور ایسا
کوئی نام کا احادیث بھی نہ کر سکے گا کہ آیت کے مقابل حدیث پر عمل کرے تو اس مسئلہ میں

آیہ کریمہ کے باوجود کسی حدیث کو کس طرح پیش کیا جاتے۔ لیکن غیر مقلدین کی جہالت اتمامِ حجت کے لئے چند احادیث بھی پیش کرتا ہوں۔

حدیث ۱۔ صحیح مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم نے فرمایا۔

چاہئے کہ تم میں کا ایک امامت کرے۔ جب امام تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ غیر المنضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو۔ اور حضرت قتادہ سے یہ اور مروی ہے جب امام قرأت کرے تو تم چپ رہو۔ امام مسلم نے کہا کہ یہ صحیح ہے۔

لیومکم احدکم فاذا کبر فکیروا واذا قال غیر المنضوب علیہم ولا الضالین فقولوا آمین۔ عن قتادہ من الزیادۃ واذا قرأ فانصتو فقال فحدیث ابی ہریرۃ فقال هو صحیح

حدیث (۲) ابو داؤد شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام کو مقتدا بنایا گیا جب وہ تکبیر کہے تو تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تم چپ رہو۔ جب امام قرأت کرے تم چپ رہو۔

قال انما جعل الامام لیوتم بہ فاذا کبر فکیروا واذا قرأ فانصتوا

حدیث (۳) اذا قرأ الامام فانصتوا

حدیث (۴) ابن ماجہ میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام قرأت کرے تو تم چپ رہو۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قرأ الامام فانصتوا (ابن ماجہ)

حدیث (۵) جامع ترمذی شریف میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من صلی رکعة لم یقرأ فیها ام القرآن
فلم یصل الا ان یکون وراء الامام
جس نے کوئی رکعت پڑھی اور اس میں سورۃ
فاتحہ نہ پڑھی تو اس کی نماز نہ ہوتی جب امام
(از ترمذی ص ۴۲) کے پیچھے ہو۔

حدیث (۶) نسائی شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انما الامام لیؤتم بہ فاذا کبر فکبروا و
اذا قرأ فانصتوا (از نسائی ص ۹۳)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام کی
اقتدا کی جائے جب تکبیر کہے تو تکبیر کہو اور جب
وہ قرأت کرے تو تم چپ رہو۔
حدیث (۷) ابن ماجہ شریف میں ہے جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں
نے کہا :

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من
کان لہ امام فقرأت الامام لہ قراءۃ
از ابن ماجہ باب اذا قرأ الامام فانصتوا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جس کا امام ہو تو امام کی قرأت مقتدی
کی قرأت ہے۔
ص ۶۱ جلد اول

حدیث (۸) امام بیہقی کے سنن کبریٰ میں ہے :
قال ابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم من صلی
خلف الامام فان قراءۃ الامام لہ
قراءۃ (از بیہقی ص ۱۵۹ ج ۲)
حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے
امام کے پیچھے نماز پڑھی تو بیشک امام کی قرأت
اس کی قرأت ہے۔

حدیث (۹) اسی بیہقی کے سنن کبریٰ میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
سے مروی ہے :

انہ کان یقول من صلی وراء الامام
کفاہ قرأتہ الامام۔
حضرت ابن عمر فرماتے تھے جو امام کے
پیچھے نماز پڑھے تو اسکو امام کی قرأت

(از بیہقی ص ۱۱ ج ۱) کافی ہے۔

حدیث (۱۰) اسی سن کبریٰ میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی
ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

من قرأ وراء الامام فلا صلوة
(از بیہقی ص ۱۶۳ ج ۲) ہی نہیں۔
جس نے امام کے پیچھے قرأت کی تو نماز

اس موضوع پر کثیر احادیث پیش کی جاسکتی ہیں لیکن یہ صرف صحاح سے دس منقول
ہوتیں۔ ان میں صاف طور پر فرمادیا گیا کہ جب امام قرأت کرے تو مقتدی سنے اور چپکا
رہے کہ امام کی قرأت مقتدی کے لئے کافی ہے۔ مقتدی کا اس وقت سورۃ فاتحہ پڑھنا قرآنی
حکم کے خلاف اور ان احادیث کے خلاف ہے اور مقتدی کے لئے فاتحہ پڑھنے کی ممانعت
قرآن و حدیث سے ثابت ہوگئی۔ مصنف ایسا جاہل ہے کہ اپنی پیش کردہ احادیث سے جو
موقوف و مجروح احادیث ہیں ان سے حکم قرآنی اور احادیث صحیحہ کو منسوخ کرنا چاہتا ہے
کہ یہ ہم نے حدیث پیش کر کے ثابت کر دیا کہ حدیث آیتہ کے حکم کو منسوخ نہیں کر سکتی۔ تو اہل
اسلام کو آیت اور ان احادیث صحاح پر عمل کرنا چاہئے۔ پھر اس قدر روشن اور صریح
حکم کے ہوتے ہوئے بھی اگر مصنف یا کوئی غیر مقلد نہ مانے اور اپنی ضد پر اڑا رہے تو وہ
خَتَمَ اللہُ عَلٰی قُلُوبِہِمُ کا مصداق ہو چکا اور اس میں صداقت اور حق پسندی
کا جذبہ مٹ چکا وہ اپنی بے حس پر جتنا ماتم کرے کم ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا الْاَبْلَاغَ۔

بحث مسئلہ آمین بالجہر

سوال دوم۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو آمین بالجہر سے اقتدار کی حالت میں منع فرمایا ہو۔ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ تم آہستہ آمین کہو ایک ہزار نفقہ انعام حاصل کرو:

جواب۔ خاص اس مسئلہ میں میرا ایک رسالہ ہے جس میں غیر مقلدین کی ہر حدیث پر جرح کی گئی ہے۔ اگر مصنف اس مسئلہ میں کوئی حدیث پیش کرتا تو اسکی جرح لکھ دیتی مگر چونکہ وہ اپنی کمزوری کو خود بھی جانتا ہے۔ اسی لئے اس نے اس مسئلہ میں کوئی حدیث پیش نہیں کی۔ باوجودیکہ جیسے پہلے مسئلہ اس نے حسب طرح اپنی احادیث پیش کی تھیں اسی طرح اس مسئلہ میں بھی پیش کرتا لیکن اسکو اپنے دلائل کی کمزوری کا خود بھی احساس ہے اسی لئے وہ آمین بالجہر کے دلائل پیش نہ کر سکا۔

لہذا ہم بھی اس جرح کو پیش نہیں کرتے۔ اگر مصنف نے مسئلہ خلف الامام کی جرح کے جواب کی ہمت کی تو ہم بھی اپنی بقیہ جرح کو پیش کر دیں گے۔ لہذا اس مسئلہ پر اپنے دلائل پیش کرتے ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ آمین یا از قسم دعا ہے یا از قسم ذکر اللہ ہے۔ اگر از قسم دعا ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔

قال عطاء امین دُعا۔ حضرت عطاء نے فرمایا کہ آمین دعا ہے۔

(از بخاری مصطفائی ص ۱۰۱ ج ۱)

اور قرآن کریم میں دعا کے متعلق وارد ہے۔

آیت۔ ادعوریکم تضرعاً وخفیہ اپنے رب سے دعا کرو گڑ گڑاتے اور

(سورۃ اعراف پ ۴ رکوع ۴) آہستہ۔

تو آیہ کریمہ سے ثابت ہو گیا کہ دعا آہستہ ہونی چاہئے۔ دعا کیلئے جہر نہیں ہے۔ اور اگر آمین از قسم ذکر اللہ ہے تو قرآن کریم میں ذکر اللہ کے متعلق وارد ہے۔

آیت۔ اذکر ربک فی نفسک تضرعا
ونخفیه دون الجہر من القول۔
(سورۃ اعراف ع ۱)

اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو زاری اور
ڈر کر بے آواز تکالے زبان سے۔

بالجملہ آمین سے جو بھی مراد لی جائے تو قرآن کریم اس کو آہستہ آواز کہنے کا حکم فرماتا ہے۔ لہذا کتاب اللہ نے آمین کو آہستہ و بے آواز کہنا بتایا تو آمین کے بالجہر کہنے کی ممانعت کلام الہی سے ثابت ہوتی۔ تو قرآن کی ایسی صریح دلیل کے موجود ہوتے ہوئے کسی اور دلیل کی حاجت باقی نہیں رہتی۔ مگر ہم اتمام حجت کے لئے چند صحاح احادیث بھی پیش کرتے ہیں :-

حضرت وائل سے مروی وہ اپنے والد سے
راوی کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
غیر المغضوب علیہم ولا الصالحین کو پڑھا اور
پھر آمین کہا اور اس کے ساتھ اپنی آواز
پست کی۔

حضرت علقمہ سے مروی وہ حضرت وائل سے
راوی کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ نماز پڑھی تو حضور نے غیر المغضوب علیہم

حدیث (۱) عن وائل عن ابيه
ان النبي صلى الله عليه وسلم قرا غير
المغضوب عليهم ولا الصالحين فقال
امين وخفض بها صوته

(الترمذی باجاری التابین ص ۳۷)

حدیث (۲) عن علقمة يحدث عن
وايل انه صلى مع رسول الله صلى
الله عليه وسلم قال قوا غير

المغضوب علیہم ولا الصالین فقال
 آمین خفض بها صوتہ
 ولا الصالین کو پڑھا پھر فرمایا آمین اور
 اس کے ساتھ اپنی آواز کو پست کیا۔

(از بیہقی ص ۵ ج ۲)

ان احادیث سے ثابت ہو گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین بالجہر نہیں
 فرمائی بلکہ آہستہ کہی۔ صحابہ کرام کا عمل اسی پر رہا کہ وہ آمین آہستہ کہے۔ چنانچہ خلفاء
 راشدین کا عمل مروی ہے۔

حدیث (۳) ان عمر علیا لم یكونا
 بجہرات بآمین (از طبرانی)
 بیشک حضرت عمر و حضرت علی آمین بالجہر
 نہیں کہتے تھے۔

اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ خیر القرون میں بھی آمین بالجہر نہیں کہی جاتی تھی
 اور صحابہ سے بھی اسی طرح ثابت ہے۔ توجیب شائع علیہ السلام و خلفاء راشدین کے
 فعل سے آمین بالجہر ثابت نہیں ہوئی تو آمین کا آہستہ کہنا ثابت ہوا تو گویا آمین
 آہستہ کہنے کا حکم ثابت ہوا۔ اور آمین بالجہر کی ممانعت ثابت ہوئی۔

مسئلہ رفع یدین

سوال سوم۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ رکوع کرتے وقت اور رکوع
 سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین مت کیا کرو۔ یا اب میں نے اسے منسوخ کر دیا ہے۔
 ایک ہزار نقد انعام لو۔

جواب۔ اہل سنت احناف شروع نماز میں بوقت تکبیر تحریمہ کے رفع یدین کو سنت
 کہتے ہیں اور رکوع سے پہلے یا بعد رفع یدین کا حکم نہیں دیتے۔ دلائل یہ ہیں :-

حدیث (۱)، عن علقمہ قال قال
عبد اللہ بن مسعود الا اُصلی بکم صلوٰۃ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
فصلی فلم یرفع ید یدہ الامرۃ

(از ابوداؤد شریف ص ۱۱۶ مجتبیٰ دہلی
باب من لم یدکر الرفع عند الرکوع)

حدیث (۲)، عن البراء ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوٰۃ
رفع ید یدہ الی قریب من اذنیہ
ثم لا یعود

(از ابوداؤد شریف باب مذکور ص ۱۱۶ جلد ۱)

حدیث (۳)، عن البراء بن عازب
قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رفع ید یدہ حین افتتح الصلوٰۃ ثم لم
یرفعها حتی الضروف

(از ابوداؤد شریف ص ۱۱۶)

حدیث (۴)، عن علقمہ قال قال
عبد اللہ بن مسعود الا اُصلی بکم
صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت علقمہ سے مروی کہ حضرت عبد اللہ بن
مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہیں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ پڑھا
دوں۔ راوی نے کہا انہوں نے نماز پڑھائی
اور رفع یدین صرف ایک بار کیا۔

حضرت برادر سے مروی کہ بیشک رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو
اپنے ہاتھ کانوں کے قریب تک اٹھاتے پھر
ایسا دوبارہ نہ کرتے۔

حضرت برادر بن عازب رضی اللہ عنہ سے
مروی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب اپنے نماز
شروع کی تو رفع یدین کیا۔ پھر نماز سے فارغ
ہونے تک رفع یدین نہیں کیا۔

حضرت علقمہ سے مروی کہ حضرت عبد اللہ بن
مسعود نے فرمایا کہ میں تمہیں رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی جیسی نماز نہ پڑھا دوں۔

فصل فلم یرفع یدیه الا فی اول مرة
قال ابو عیسیٰ حدیث ابن مسعود
حدیث حسن (از ترمذی شریف ص ۳۵)
باب رفع الیدین عند الركوع

حدیث (۵) عن علقمة عن عبد الله
قال الا اخبركم بصلوة رسول الله
صلی الله علیه وسلم قال فقام فرفع
یدیه اول مرة ثم لم یعد .
(از نسائی شریف ص ۱۰۳)

حدیث (۶) عن عبد الله بن مسعود
رضی الله عنه قال صلیت خلف النبی
صلی الله علیه وسلم وانی بکرو
عمر فلم یرفعوا یدیهما الا عند
افتتاح الصلوة

(از بیہقی ص ۷۹ ج ۲)

حدیث (۷) عن علی رضی الله عنه
انه کان یرفع یدیه فی التکبیر الاولی
من الصلوة ثم لا یرفع فی شیء منها

(از بیہقی ص ۸۰ ج ۲)

پھر انہوں نے نماز شروع کی اور اپنے ہاتھ
پہلی بار کے سوا کہیں نہیں اٹھائے۔ یعنی رفع
یدین صرف ابتدا میں کیا۔ امام ترمذی نے
کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حضرت علقمہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے
راوی۔ انہوں نے فرمایا کہ میں ہمیں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے خبردار کروں
راوی نے کہا تو انہوں نے قیام کیا اور رفع
یدین پہلی بار کیا۔ پھر دوبارہ نہیں کیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے
مروی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر
رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی تو کسی نے
شروع نماز کے سوا کہیں رفع یدین نہیں کیا

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی کہ وہ
نماز میں رفع یدین تکبیر اولیٰ میں کرتے پھر
نماز میں کہیں اور نہ کرتے۔

بالجملہ ان احادیث نے مسئلہ صاف کر دیا کہ رفع یدین نماز میں صرف تکبیر اولیٰ کے وقت ہے پھر نماز میں رفع یدین کہیں اور نہیں۔ لہذا رکوع کے قبل یا بعد رفع یدین کرنا فعل نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے و فعل خلفاء راشدین سے ثابت نہیں تو رفع یدین کا ثبوت صرف بوقت تکبیر اولیٰ کے ہے۔ رکوع سے قبل و بعد کا نہیں۔ اب مصنف کا اس کے خلاف کرنا اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ کرنا ہے تو احناف کا مذہب احادیث کے موافق ہے اور مذہب غیر مقلدین ان کے مخالف ہے۔ تعجب ہے کہ غیر مقلدین مدعی اہل حدیث ہو کر اس قدر احادیث کی مخالفت کرتے ہیں اور پھر اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہوئے شرم نہیں کرتے۔

مسئلہ زیرِ ناف ہاتھوں کا رکھنا

سوال چہارم۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سینہ پر ہاتھ باندھنے سے منع فرمایا ہو۔ اپنے ناف کے تلے باندھنے کا حکم صادر فرمایا ہو۔ ایک ہزار نقد انعام وصول کرو۔

جواب۔ احناف مردوں کے لئے سینہ پر ہاتھ باندھنے کو منع کرتے ہیں اور زیرِ ناف ہاتھ باندھنے کو سنت قرار دیتے ہیں اس کے دلائل یہ ہیں :

حدیث (۱) ان علیاً رضی اللہ عنہ قال السُّنَّةُ وَضْعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السَّكَّةِ۔
بیشک حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ
نماز میں ایک ہاتھ کا دوسرے ہاتھ پر زیرِ
ناف رکھنا سنت ہے۔

(از ابوداؤد مصری باب وضع الیمن علی

الیسر ط ۲ جلد ۱)

حدیث (۲) قال ابوہریرۃ اخذ
الاکف علی الاکف فی الصلوۃ تحت
السورۃ (از ابو داؤد مصری ص ۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا
نماز میں ہاتھوں کا ہاتھوں کو زیر ناف پکڑ
کر رکھنا سنت ہے۔

حدیث (۳) عن علی رضی اللہ عنہ
قال ان من السنۃ فی الصلوۃ وضع
اکف علی الکف تحت السورۃ
(از بیہقی ص ۳ جلد ۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔
انہوں نے فرمایا۔ بیشک نماز میں ایک ہاتھ
کا دوسرے ہاتھ پر زیر ناف رکھنا سنت
ہے۔

بالجملہ ان احادیث سے ثابت ہو گیا کہ دینے ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر زیر ناف رکھنا
سنت ہے اور اخلاق نبوت سے ہے۔ اب اس سے زائد صاف دلائل اور کیا ہو سکتے ہیں
اسی بنا پر مذہب حنفی میں زیر ناف ہاتھ رکھے جاتے ہیں۔ لہذا احناف کا عمل تو ان
احادیث کے موافق ہے اور غیر مقلدین کا عمل ان احادیث کے خلاف ثابت ہوا۔ تو انکو
اس بنیاد پر اپنے آپ کو اہل حدیث نہیں کہنا چاہئے۔

مسئلہ عدد رکعات تراویح

سوال پنجم۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکعات تراویح سے منع فرمایا ہو یا حکم صادر
فرمایا ہو کہ تم آٹھ رکعات تراویح مت پڑھو۔ ایک ہزار نفقہ انعام وصول کرو۔
جواب۔ احناف کے نزدیک تراویح کی بیس رکعات ہیں اور دلائل یہ ہیں:

حدیث (۱) عن ابن عباس قال
کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی
انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

یصلی فی شہر رمضان فی غیر جماعۃ
بعشرین رکعۃ والوتر -

ماہ رمضان میں بغیر جماعت کے ۲۰ رکعت
اور وتر نماز پڑھتے تھے۔

(از بیہقی شریف ص ۴۹۶)

حدیث (۲) عن السائب بن یزید
قال کانوا یقومون علی عهد عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ فی شہر رمضان
بعشرین رکعۃ

حضرت سائب بن یزید سے مروی ہے۔
انہوں نے کہا کہ زمانہ فاروقی میں ماہ رمضان
میں صحابہ ۲۰ رکعت کے ساتھ قیام کرتے
تھے۔

(از بیہقی ص ۴۹۶ ج ۲)

حدیث (۳) عن علی رضی اللہ عنہ
قال دعاء القراء فی رمضان فامر منہم
رجلا یصلی بالناس عشرین رکعۃ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی کہ وہ
قاریوں کو بلا کر رمضان میں ایک کو حکم
دیتے کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات نماز
پڑھائے۔

(از بیہقی ص ۴۹۶ ج ۲)

حدیث (۴) عن یزید بن رومان
قال کان الناس یقومون فی زمان عمر
بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی رمضان
ثلاث وعشرین ویوترون بثلاث

یزید بن رومان سے مروی کہ لوگ زمانہ
فاروقی میں رمضان میں ۲۰ رکعات نماز
پڑھتے ان روایات کو یوں جمع کیا جاسکتا
ہے کہ ۲۰ رکعت تراویح کی تھیں اور تین
رکعات وتر کی پڑھتے۔

(از بیہقی ص ۴۹۶ ج ۲)

بالجملہ ان احادیث سے واضح ہو گیا کہ تراویح کی بیس رکعات ہیں۔ حضرات خلفاء
راشدین کے زمانہ میں بھی یہی معمول رہا۔ اس کے بعد امت کا اسی بیس رکعات پر اجماع

ہو گیا۔ اور جن روایات میں ۸ رکعات وارد ہیں وہ قیام اللیل یعنی نماز تہجد کی ہیں جو ماہ رمضان کے ساتھ خاص نہیں انھیں غیر مقلدین کا تراویح سمجھنا یہ ان کی حدیث سے لاعلمی کی دلیل ہے۔ کہ احادیث میں تراویح کو قیام رمضان سے تعبیر کیا گیا ہے اور تہجد کو قیام اللیل سے بیان کیا گیا ہے۔ تو ۸ رکعات تہجد کی ہیں یہ تراویح کی نہیں ہیں کہ تراویح کی تو ۲۰ رکعات ہی ہیں۔ مصنف اور کوئی غیر مقلد لفظ تراویح کے معنی و حقیقت سے ناواقف ہیں اگر جانتے تو ۸ رکعات کی تراویح کو نہ کہتے کہ تراویح ترویج کی جمع ہے اور ترویج چار رکعت کا ہوتا ہے اور جمع میں کم از کم تین مفرد ہونے چاہئیں تو تین ترویجوں کی بار ۸ رکعات ہونی چاہئیں۔ ۸ رکعات میں تین ترویجے نہیں ہو سکتے۔ اسی بنا پر غیر مقلدین کا ۸ رکعات کو تراویح کہنا زبان عربی سے ناواقف ہونے کی دلیل ہے۔

علاوہ بریں نماز پنجگانہ کی ضروری رکعات ۲۰ ہوتی ہیں۔ ۱۷ فرض اور تین رکعت وتر کی۔ تو شرع نے ان میں رکعات کی تکمیل کے لئے یہ ۲۰ رکعات تراویح مقرر فرمادیں۔ غیر مقلد اپنی ۸ رکعات کی بھی تو کوئی وجہ بتائیں اور ان کا تراویح ہونا ثابت کریں۔ الحاصل ہم نے تراویح کی ۲۰ رکعات کی لغوی و عقلی نقلی وجہ بیان کر دی۔ کسی غیر مقلد میں اگر سمجھت ہو وہ ۸ رکعات کی ایسی وجہ ذکر کرے۔ اور زمانہ خلفاء کا عمل دکھاتے کہ انہوں نے ۸ رکعات تراویح پڑھی ہیں اور صحابہ کرام تراویح کی ۸ رکعات ہی پڑھا کرتے تھے

مسئلہ مسح۔ رقبہ

سوال ششم۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حنفیہ کی طرح گردن کا مسح کرنے کا حکم دیا ہو یا حلقوم کاٹنے کا حکم فرمایا ہو۔ ایک ہزار نقد انعام وصول کرو۔

جواب۔ اخاف کے نزدیک وضو میں گردن کا مسح صرف مستحب ہے اور حلقوم کا بدعت ہے۔

حدیث (۱) عن طلحة بن مصرف عن ابیہ عن جلدہ قال ذلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمسح راسہ مرۃ واحده حتی یبلغ القذال ہواول القفا
طلحہ بن مصرف سے مروی وہ اپنے والد سے راوی وہ اپنے دادا سے راوی انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے سر کا مسح ایک بار کیا۔ یہاں تک کہ گدی یعنی گردن تک پہنچے۔
(از ابوداؤد ص ۵۱)

حدیث (۲) رواہ عبد الوارث عن لیث بن ابی سلیم فقال مسح راسہ حتی یبلغ القذال ہواول القفا
عبد الوارث نے لیث بن ابی سلیم سے راوی کہ حضور نے سر کا مسح کیا۔ یہاں تک کہ گدی کے پہلے حصہ یعنی گردن کا مسح کیا۔
(از بیہقی ص ۶ جلد ۱)

ان احادیث سے ثابت ہو گیا کہ وضو میں گردن کا مسح بھی فعل نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور عقل بھی یہی کہتی ہے کہ جب کانوں کا مسح سر کی وجہ سے ہے کہ وہ سر کا جزء ہیں۔ حدیث شریف میں ہے الاذن من الراس۔ یعنی کان سر ہی سے ہیں۔ اور گردن تو سر کی اصل اور جڑ ہے۔ تو جب کانوں کا مسح سر کی وجہ سے ہے تو گردن کا مسح سر کی وجہ سے ہونا چاہئے۔

غیر مقلدین کو ایسے مسائل میں نہ الجھنا چاہئے۔

مسئلہ رابع نمبر

سوال: مفتی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چوتھائی سر کے مسح کا حکم دیا ہو۔ یا آپ نے فرمایا ہو کہ تم پورے سر کا مسح نہ کرو۔ ایک ہزار نقد انعام وصول کرو۔

جواب۔ احناف صرف چوتھائی سر کا مسح فرض کہتے ہیں اور پورے سر کا مسح سنت کہتے ہیں حدیث (۱) مسلم شریف میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی۔

ان ابنی صلی اللہ علیہ وسلم توضاء فمسح بनावیۃ (از مشکوٰۃ ص ۱۲۳) بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو اپنی پیشانی کی مقدار چوتھائی سر پر مسح کیا۔

حدیث (۲) ترمذی شریف میں انھیں مغیرہ سے مروی۔

انہ مسح علی ناصیۃ (از ترمذی ص ۱۵) حضور صلی اللہ علیہ نے اپنے مقدار پیشانی پر مسح کیا۔

حدیث (۳) ابوداؤد شریف میں انھیں سے مروی۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضاء و مسح بनावیۃ (از نسائی ص ۱۵) بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور بمقدار پیشانی کے مسح کیا۔

حدیث (۴) نسائی شریف میں انھیں سے مروی ہے:

ان ابنی صلی اللہ علیہ وسلم توضاء فمسح بनावیۃ (از نسائی ص ۱۵) بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور بمقدار پیشانی کے مسح کیا۔

ان احادیث سے ثابت ہو گیا کہ جب چوتھائی سر کے مسح پر کفایت کی تو چوتھائی سر کا مسح فرض قرار پایا۔

وتر میں بوقت قنوت رفع یدین کرنا

سوال، مشتم۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ وتر میں قنوت کیلئے رفع یدین کیا کرو۔ اور آپ نے نیت توڑ کر ہاتھ پھر باندھنے کا حکم فرمایا ہو۔ ایک ہزار انعام لو۔
جواب۔ احناف کے نزدیک وتر میں رکوع سے پہلے تکبیر کہنا اور رفع یدین کرنا احادیث سے ثابت ہے۔

حدیث۔ عن محمد بن عمر بن عطاء
قال سمعت ابا حمید الساعدي فی
عشرة من اصحاب رسول الله ثم اذا
قام من الركعتين كبر ورفع يديه
حتى يجازي بهما منكبيه كما كبر عند
افتتاح الصلوة۔
محمد بن عمر بن عطاء سے مروی انہوں نے
کہا کہ میں نے ابو حمید ساعدی کو دس
اصحاب رسول میں کہتے سنا کہ حضور و ترکی
دو رکعات کے بعد کھڑے ہوئے اور تکبیر
کہی اور ہاتھ اٹھائے جیسا کہ تکبیر تحریمہ
کو اٹھاتے تھے۔

(از ابو داؤد مجتہبی ص ۱۳۱ جلد اول)

اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ قنوت سے پہلے تکبیر کہی جاتی ہے اور رفع یدین کیا جاتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جب تیسری رکعت کو وتر بنایا جائے گا تو اسکے شروع میں تکبیر اور رفع یدین ہونا چاہئے۔ اب مصنف کا اسکو نیت توڑ کر ہاتھ باندھنا کہنا جہالت نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ غالباً یہ مصنف اپنی اس فہم پر عیدین کی تکبیروں اور رفع یدین کو بھی یہی کہے گا کہ ہر رکعت میں تین مرتبہ نیت توڑ کر ہاتھ باندھنا ہوا۔ لہذا مصنف اپنا آگرہ میں علاج کراتے اور ایسے غلط مذہب سے توبہ کرے۔

رکعت وتر پر قعدہ اور قعدہ میں تشہد

سوال نہم۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کی تین رکعتوں میں قعدہ کا حکم فرمایا ہو۔ یا بیچ میں بیٹھ کر تشہد پڑھنے کا حکم دیا ہو۔ ایک ہزار نفی الغام لو۔
جواب۔ اخاف کے نزدیک وتر کی تین رکعات کو مغرب کی طرح پڑھنا چاہئے۔
حدیث میں ہے :

حدیث۔ عن عبد اللہ بن مسعود
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وتر اللیل ثلاث کو تراویح صلاۃ المغرب
(از بیہقی ص ۲۳ ج ۲)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے
مروی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات کے وتر تین ہیں۔
جیسے دن کے وتر مغرب کی نماز ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ وتر نماز مغرب کی طرح ہے کہ پہلا قعدہ دو رکعت کے
بعد ہو اور قعدہ اخیرہ تین رکعات کے بعد ہو۔ اور ہر قعدہ میں تشہد کا پڑھنا بھی
صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ حدیث میں ہے۔

حدیث۔ مسلم شریف میں حضرت عبد اللہ سے مروی ہے :
فاذا قعد احدکم فی الصلوۃ
فلیقل التحیات للہ الخ
جب نماز میں تمہارا کوئی بیٹھ تو اسے
چاہئے کہ تشہد پڑھے۔

(از مسلم شریف ص ۱۷۱)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر قعدہ میں تشہد پڑھا جائے تو وتر میں دو قعدے

اور ہر قعدہ میں تشہد پڑھنا ثابت ہوا۔ (جو حنفی مذہب کا طریقہ ہے) یہی احادیث سے ثابت ہے۔ بالجملہ حنفی مذہب کا ہر مسئلہ حدیث سے ثابت ہے۔ غیر مقلد اگر اسکے خلاف کرتے ہیں تو حدیث کے خلاف کرتے ہیں۔

مسئلہ عدد تکبیرات عیدین

سوال دہم۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ تکبیریں عیدین میں کہنے سے منع کیا ہو۔ یا فرمایا ہو کہ تم عیدین کی نماز بارہ تکبیریں سے مت پڑھو۔ ایک ہزار نقد انعام حاصل کرو۔ جواب۔ احناف کے نزدیک نماز عیدین میں ۹ تکبیریں ہیں۔ پانچ پہلی رکعت میں مع تکبیر تحریمہ کے اور چار دوسری رکعت میں مع تکبیر رکوع کے۔ ان کے دلائل احادیث سے یہ ہیں۔ حدیث۔ عن ابن مسعود انه قال في التكبير في العيد تسع تكبيرات في الركعة الاولى خمس تكبيرات قبل القراءة وفي ركعة الثانية يبداء بالقراءة ثم يكبر اربعاً مع تكبيرة الركوع۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی انہوں نے کہا کہ عید کی تکبیریں ۹ ہیں پہلی رکعت میں ۵ تکبیریں قرآن سے پہلے اور دوسری قرأت کو شروع کرے پھر چار تکبیریں مع تکبیر رکوع کے کہے۔

(از ترمذی ص ۱۰۳)

حدیث۔ بیہقی میں ہے:

عن علقمة عن عبد الله بن مسعود قال التكبير في العيد خمس في الاولى واربعة في الثانية (از بیہقی ص ۲۹۱ ج ۳)

حضرت علقمہ سے مروی وہ ابن مسعود راوی انہوں نے کہا کہ تکبیریں عید کی پہلی رکعت میں پانچ ہیں اور دوسری میں چار ہیں۔

ان احادیث ثابت ہو گیا کہ عیدین میں ۹ تکبیریں ہیں ۵ تکبیریں پہلی رکعت میں معہ تکبیر تحریمہ کے اور چار تکبیریں دوسری رکعت میں معہ تکبیر رکوع کے۔ لہذا مذہبِ حنفی ان احادیث کے موافق ہیں۔ مصنف اگر بارہ تکبیرات کی حدیث پیش کرے تو اسکی بحث کی جائے گی کہ محدثین نے بارہ تکبیر والی حدیث میں کلام کیا ہے جو بیہقی میں موجود ہے۔

مسئلہ تقلید شخصی

سوال یا زد ہم۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی ایک امام معین کی تقلید کا حکم صریح وارد ہو تو ثابت کرو۔ ایک ہزار نقد انعام حاصل کرو۔
جواب۔ مطلق تقلید کے دلائل قرآن و حدیث میں بکثرت موجود ہیں۔

دلائل از آیات

آیت (۱) اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و
اولی الامر منکم (از سورہ نسا پ ۴)
آیت (۲) فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم
لا تعلمون (سورہ نحل پ ۱۳ رکوع ۶)
آیت (۳) فلو لا نفر من کل فرقة منهم
طائفة یتفقہوا فی الدین ولینذروا
قومہم اذا رجعوا الیہم لعلہم
یحذرون
اطاعت کرو اللہ اور اطاعت کرو رسول کی
اور انکی جو تم میں صاحب امر ہیں۔
تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں
علم نہیں۔
تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں ایک
جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کر کے
اور واپس آکر اپنی قوم کو درس سنائیں اس
اور امید پر کہ وہ بچیں۔

(سورہ توبہ پ ۱ رکوع ۱۵)

آیت (۳)، یوم ندعو کل اناس بامامہم
(سورۃ بنی اسرائیل پ ۱۸ رکوع ۸)

آیت (۵)، ولوردوہ الی الرسول الی
اولی الامر منہم لعلمہ الزین یسنبطونہ
منہم (سورۃ نسا پ ۱۱ رکوع ۱۱)
آیت (۶)، واتبع سبیل من اناب الی
(سورۃ لقمن پ ۳ رکوع ۱۲)

آیت (۷)، اھدنا الصراط المستقیم صراط
الذین انعمت علیہم (از سورۃ فاتحہ)
آیت (۸)، وکذلک جعلناک امة
وسطا لتکونوا شھداء علی الناس۔
(سورۃ بقرہ پ ۲ رکوع ۷)

آیت (۹)، کنتم خیر امة اخرجت
للناس (سورۃ آل عمران پ ۱۱ رکوع ۱۱)
آیت (۱۰)، ومن یتبع غیر سبیل
المومنین فاولئ ما توی
(سورۃ نسا پ ۱۱ رکوع ۱۱)

جس دن ہم جماعت کو اس کے امام کے
ساتھ بلائیں گے۔

اور اگر اس میں رسول اور اپنے ذی اختیار
لوگوں کی طرف رجوع لائے تو ضروران سے
اسکی حقیقت جان لیتے۔
اور اسکی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا

ہم کو سیدھا راستہ چلا اور ان کا راستہ
جن پر تونے انعام کیا۔
اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے ہمیں سب
امتوں میں افضل کیا کہ تم لوگوں پر گواہ
ہو۔

تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں
میں ظاہر ہوئیں۔
اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم
اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے۔

دلائل از احادیث

آیت (۱)، عن انس اتبعوا العلماء
حضرت انس سے مروی کہ تم عالموں کا اتباع

کرو کہ وہ دنیا کے چراغ اور آخرت کے
قندیل ہیں۔

حضرت علی سے مروی کہ علماء زمین کے چراغ
ہیں اور نبیوں کے خلیفے اور میرے وارث
اور نبیوں کے وارث ہیں۔

حضرت جابر سے مروی انہوں نے کہا ہم سفر کے
لئے نکلے تو ہم میں سے ایک شخص کے پتھر لٹکا
اور اس کے سر کو زخمی کر دیا پھر اُسے اٹھام ہو گیا
اس نے صحابہ سے پوچھا کہ تم میرے لئے تیمم کی اجازت
دیتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم تیرے لئے اجازت
نہیں دیتے کہ تو پانی پر قادر ہے تو اس نے
غسل کر لیا پھر مر گیا۔ پھر جب نبی علیہ السلام
کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس واقعہ کی
خبر دی۔ حضور نے فرمایا اس کو قتل کر دیا اللہ
انہیں قتل کرے جب نہیں جانتے تھے تو
دریافت کیوں نہیں کر لیا تھا کہ ناواقف کی شفا
سوال کر لیا ہے اُسے اتنا کافی تھا کہ تیمم کر لیتا
اور زخم پر پٹی باندھ لیتا اور اسپر مسخ کر لیتا۔

فانهم سراج الدنيا ومصابيح الاخرة
(رواہ فی مسند الفردوس از جامع صغیر ج ۱)

حدیث عن علی العلماء مصابيح الارض
وخلفاء الانبياء وورثتي وورثة
الانبياء

(رواہ ابن عدی فی الکامل از جامع صغیر ج ۵)

حدیث ۳۱، عن جابر قال خرجنا فی
سفر فاصنا رجلا منا حج فشیخه فی راسه
فاحتلم فسأل اصحابه هل تجدون
لی رخصة فی التیمم قالوا ما نجد لك

رخصة وانت لقد رعی الماء
فاغتسل فمات فلما قد منا علی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم اخبر بذلك قال قتلوہ
قتلهم اللہ الا سالوا اذ لم يعلموا
فانما شفاء العی السؤال انما کان یکفیه
ان یتیمم و یعصب علی جرحه خرقه
ثم یمسح علیها۔

(رواہ ابوداؤد وابن ماجہ از مشکوٰۃ

ص ۵۵ جلد ۱)

حدیث (۴)، ابو نعیم علیہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے راوی۔
 العلم خرائن ومفتاحها السؤال۔ علم خزانے ہیں اور انکی تالی سوال ہے۔

(از جامع صغیر ص ۲۷۵)

حدیث (۵)، ابن ماجہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی۔
 اتبعوا السواد الاعظم فان من شد بڑے گروہ کا اتباع کرو کہ جو علیحدہ ہوا
 شد فی النار (از مشکوٰۃ شریف ص ۳) وہ دوزخ میں گرا۔

حدیث (۶)، امام احمد اپنی مسند میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے راوی۔
 ان الشيطان ذئب الانسان كذئب الغنم ياخذ الشاذة والقاصية و
 الناحية واياكم والشعاب وعليكم بالجماعة والعامة۔
 بیشک شیطان انسانوں کا بھیڑیہ ہے جس طرح بکری کا بھیڑیہ اکیلی بکری یا کلمہ سے علیحدہ
 چلنے والی بکری اور کنارہ پر چلنے والی بکری کو پکڑتا ہے۔ تم اپنے آپ کو فرقوں سے
 بچاؤ اور جماعت عام کو لازم پکڑ۔ (از مشکوٰۃ ص ۳)

ان آیات واحادیث میں عوام اور غیر مجتہدین کو حکم دیا گیا کہ وہ اجتہاد واستنباط کرنے
 والے علماء و مجتہدین کی طرف رجوع کریں۔ اور ان سے سوال کر کے دین کے احکام جانیں اور
 انکا اتباع و پیروی کریں کہ ناواقف عوام کیلئے دین کے جاننے کا یہی طریقہ ہے تو مطلق تقلید
 پر یہ آیات واحادیث نہایت روشن اور واضح دلائل ہیں تو مطلق سے انکار کرنا گویا ان آیات
 واحادیث کا انکار کرنا ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ہر ناواقف و جاہل اپنی سمجھ پر اعتماد نہ کرے
 اور طریق مسلمین اور جماعت اہل سلام سے جدا ہو کر نیا فرقہ اختیار نہ کرے۔ یہی وجہ ہے کہ
 امام بخاری و ترمذی وغیرہ محدثین اگرچہ لاکھوں احادیث کے مع اسناد کے حافظ تھے مگر

انہوں نے اپنی حدیث دانی اور اپنی عقل و فہم پر اعتماد کر کے ائمہ مجتہدین کے مقابل کوئی فرقہ نہیں بنایا بلکہ مسلمان مقلدین کی جماعت عامہ اور طریق مسلمین میں شامل ہو کر ایک امام کی تقلید کو اختیار کیا۔ آج کے اہل حدیث کو ان اہل حدیث سے کیا نسبت کہ یہ ایک حدیث سے پورے طور پر واقف نہیں اور عامل بالحدیث ہونے کا دعویٰ اور ائمہ مجتہدین سے مقابلہ کرنے کی جرأت۔ بالجملہ مطلق تقلید تو ان آیات و احادیث سے ثابت ہو چکی اور اہل علم جانتے ہیں کہ مطلق کا وجود کسی شخص یا فرد و قید میں مستحق ہو گا تو جب مطلق تقلید کا حکم ہے تو تقلید شخصی ان سے خود ہی ثابت ہو گئی مگر ہم تقلید شخصی کے ثبوت کیلئے بھی ایک مستقل حدیث پیش کئے دیتے ہیں۔

حدیث (۱)، ترمذی شریف میں حضرت حذیفہ و حضرت انس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اقتدوا بالذین من بعدی من اصحابی ابی بکر و عمر و عثمان و عمار و تمیرے بعد میرے صحابہ سے ابوبکر و عمر کی اقتدا کرو اور عمار کے طریقے کو راہِ راست بناؤ اور عبداللہ ابن مسعود کے عہد کو لازم پکرو۔

مسعود (از جامع صغیر ص ۴۳)

اس حدیث میں صاف طور پر فرما دیا کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کی اقتدا کرو۔ ان کے طریقے کو راہِ راست بناؤ۔ ابن مسعود سے تمسک کرو۔ تو یہ اشخاص ہی تو ہیں جن کے اقتدا اور تمسک کا حکم دیا گیا۔ اسی کا نام تقلید شخصی ہے۔ تو تقلید شخصی کا حکم بھی حدیث سے ثابت ہو گیا اور اہل تواریخ پر ظاہر ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا تمسک جو مذہب حنفی کو حاصل ہے وہ کسی اور مذہب کو حاصل

ہیں۔ تو مذہبِ حنفی کی حقانیت کیلئے اس سے زیادہ صاف اور روشن ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے
الحاصل تقلیدِ شخصی کو ہم نے حدیث سے ثابت کر دیا اور مذہبِ حنفی کی بنیاد اور
تمسک بھی قولِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دکھا دیا۔ اس کے بعد بھی اگر غیر مقلدین نہ مانیں
تو یہ ان کی ہٹ دھرمی ہے اور ضد ہے جس کا نتیجہ دوزخ و جہنم کی سزا ہے۔

اگر غیر مقلدین میں انصاف کا کوئی شائبہ اور تحقیق حق کا ادنیٰ احساس بھی باقی ہے
تو وہ مذہبِ حنفی کو اختیار کریں اور اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کو ترک کر کے حنفی ہونے کا
اعلان کریں۔

غیر مقلدین کو آخری تنبیہ و چیلنج

غیر مقلدین کے یہ گیارہ سوالات وہ ہیں جن پر انھیں بہت ناز و فخر ہے اور انھیں
موضوعات پر وہ دن رات مباحثے و مناظرے کیا کرتے ہیں۔ ہم نے ہر سوال کا جواب
صحاحِ احادیث سے دیدیا۔ اگر ان میں حیا و غیرت کا کوئی جز باقی ہے تو اس رسالہ کے
دیکھنے کے بعد گیارہ ہزار کا انعام فوراً دیں اور اپنی صداقت کا ثبوت پیش کریں تو لوگ
ان کے لئے یہ فیصلہ کرنے کے لئے مجبور ہو جائیں گے کہ اہل حدیث اپنے اعلان میں سچے
ثابت ہوئے۔ لیکن میں تو یہی فیصلہ کرنے کے لئے مجبور ہوں کہ ان کے مالداروں کی
تجوریاں دین کے لئے اور اپنے اعلان کی صداقت ثابت کرنے کیلئے خالی نظر آتی ہیں۔

میں پہلے بھی یہ ظاہر کر چکا ہوں کہ میں نے یہ جوابات حصولِ زرو انعام کی نیت سے نہیں لکھے۔ کاش کہ مصنف یا اور جماعت اہل حدیث ان جوابات کو بغور دیکھ کر انصاف پسندی کی بنا پر اپنے مذہب سے توبہ کر لیں اور حنفی ہونے کا اعلان کر دیں تو میری محنت کامیاب ہو جائے گی اور میرا مقصد و غرض پوری ہو جائے گی اور میں آئندہ بھی ان کی ہریات اور ہر دشواری کے حل کر دینے کا وعدہ کرتا ہوں وہ تحریر یا تقریر یا جس طرح چاہیں اپنی تسکین کر سکتے ہیں۔ لیکن وہ انصاف سے ایسا طریقہ اختیار کریں جس میں فی الواقع تحقیقِ حق مقصود ہو۔ خدا اور ہٹ دھرمی کا کوئی شائبہ نہ ہو۔ بہر حال وہ جو راستہ اختیار کریں حتی الامکان ان کی خواہش پورا کرنے کی سعی کر ڈنگا۔ میں نے جو کچھ عرض کیا اسکی بنیاد یہ ہے کہ مجھے اس جماعت سے اتنا حسن ظن ہے کہ ان میں حق پسندی کے جذبہ میں وہ شاید ایسا کر جائیں تو میں بھی حتی المقدور انکی اعانت کروں ورنہ اس وقت میں حق پسندی کا وصف فنا ہو رہا ہے۔ اگر اس قوم میں اپنی زندگی کا کچھ احساس باقی رہ گیا ہے تو میری امید پوری ہو سکتی ہے۔ ورنہ ان کو بھی ان کے دوسرے بھائی و باہنہ دیوبندیہ کی طرح بے حس سمجھ کر چھوڑ دوں گا۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

محمد اجمل حنفی نعیمی رضوی

المفتی فی بلدہ سنبھل